اسلام اور پیغمبر اسلام

صلی اللہ علیہ وسلم

اہل انصاف کی نظر میں

تالیف : شیخ احمد بن حجر آل بوطامی

ترجمہ : اقبال احمد سلفی

ناشر

ادارۃ البحوث الاسلامیۃ، جامعہ سلفیہ، بنارس

AsliAhleSunnet.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب : الاسلام والرسول فی نظر منصفی الشرق والغرب
اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ اہل انصاف کی نظر میں
مؤلف : علامہ احمد بن حجر آل بوطامی
مترجم : اقبال احمد سلفی
ناشر : ادارۃ البحوث الاسلامیہ ، جامعہ سلفیہ ، بنارس
خوش نویس : خلیق بستوی
اشاعت اول : جولائی ۱۹۸۸ء - ذیقعدہ ۱۴۰۸ھ
مطبع : فوٹو آفسیٹ پرنٹرس دہلی

ملنے کے پتے :

۱- مکتبہ سلفیہ ، ریوڑی تالاب ، وارانسی - ۲۲۱۰۱۰

۲- مکتبہ ترجمان ، ۱۱۶/۴ ، اردو بازار ، دہلی - ۱۱۰۰۰۶

AsliAhleSunnet.com

تقدیم

الحمد للہ وکفیٰ ، وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ ، وبعد :

اللہ رب العزت نے قرآن کریم کو جو شرف و منزلت بخشی ہے اور جس اعلیٰ درجہ پر یہ کتاب فائز ہے اس کا احاطہ انسانی عقل نہیں کر سکتی ، پھر بھی یہ امر خوش آئند ہے کہ پہلے کے مقابلہ میں آج کی انسانی فکر فضائل و محاسن قرآن کے ادراک میں آگے بڑھی ہے ، مادہ پرستی اور مذہبی عصبیت کا شکار آج کی اس دنیا میں بھی خاصے ایسے لوگ نظر آتے ہیں جو قرآن کریم کے مطالعہ کے بعد اس کی خوبیوں کا اعتراف برملا کر رہے ہیں ، اور دوسری طرف انھیں یہ بھی تسلیم ہوتا جا رہا ہے کہ دیگر آسمانی کتابوں میں ان کے ماننے والوں کی طرف سے ترمیم و تحریف کا عمل واقع ہوا ہے۔

آسمانی کتابوں میں تحریف کی نشاندہی کی بات قرآن کریم نے اپنے نزول کے وقت ہی بتا دی تھی ، اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب کے سامنے مثالیں پیش کر کے ان کے خلاف حجت قائم کر دی تھی ، اور اس طرح قرآن کریم کی اپنے متعلق یہ دونوں باتیں لوگوں کے علم و تجربہ میں آگئی تھیں کہ وہ اصل آسمانی کتابوں کا مؤید و مصدق ہے ، اور ساتھ ہی وہ انسانی فکر کے انحراف سے پیدا ہونے والی تحریف و تبدیل جیسی خرابیوں کی گرفت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف کسی فرضی بات کو منسوب کرنے سے روکتا اور اس کے کلام کا تحفظ کرتا ہے ، قرآن کریم کو اسی لئے مُهَيْمِن کے وصف سے موصوف کیا گیا ہے ، اگر قرآن کی طرف سے یہ هَيْمَنَة اور نگرانی نہ ہوتی تو یہود و نصاریٰ کے باطل پرست اور مصلحت کوش افراد معلوم نہیں دین الٰہی کی کیسی کیسی تصویریں پیش کرتے اور کہاں کہاں سے لوگوں کے قلوب و اذہان کی تضلیل اور مال و دولت کا استحصال کرتے !

آسمانی کتابوں کے اعتبار و استناد کے سلسلہ میں جب قرآن کریم کو یہ درجہ حاصل ہے ، اور جب پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے برملا طور پر اہل کتاب کی مذہبی خیانتوں اور گمراہیوں کی نشاندہی

AsliAhleSunnet.com

فرمائی ہے تو پھر ایسی صورت میں یہ حاجت نہیں کہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی تائید و توثیق کے لئے کسی دوسرے قول کو پیش کیا جائے اور اسے اسلام کے لئے سند بنایا جائے۔

لیکن اس کے باوجود تقریباً ہر دور میں کچھ نہ کچھ ایسی کتابیں عربی یا اردو وغیرہ زبانوں میں تصنیف کی گئیں جن کا موضوع یہ تھا کہ غیر مسلموں کی ایسی شہادتوں اور بیانات کا ذکر کیا جائے جن میں انھوں نے اسلام کی خوبیوں کا اعتراف کیا ہے۔

اس خدمت کا ایک محرک تو شاید یہ رہا ہے کہ علمی دنیا میں بہت سے لوگ معروضیت و موضوعیت کے قائل ہیں، اور ان کا تصور ہے کہ جب کسی موضوع پر کام کیا جائے تو غیر جانبداری کے ساتھ موافق و مخالف ہر ایک تحریر پر بحث کی جائے اور اس کے نتیجہ کو قارئین کے سامنے رکھا جائے، ایسا تصور رکھنے والے یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ اسلام کے کسی حکم یا نظام پر اگر روشنی ڈالی جائے تو اس سے متعلق ہر طرح کے نقطۂ نظر کو پیش کیا جائے، خواہ اس کے حاملین کا اسلام پر ایمان ہو یا نہ ہو۔

دوسرا محرک یہ ہو سکتا ہے کہ بہت سے لوگ مغرب کی علمی ترقی سے مرعوبیت کی حد تک متأثر ہوتے ہیں، اور ان کی نظر میں کسی بھی مذہبی یا غیر مذہبی حکم یا نظام کی اہمیت اس وقت تسلیم کی جا سکتی ہے جب اہل مغرب اسے قبول کر لیں، مسلمانوں میں بہت سے لوگ جو اسلامی احکام و تعلیمات پر اعتراض کرتے ہوئے نظر آتے ہیں مذکورہ مرعوبیت ہی کا شکار ہیں، ایسے لوگ جب یہ دیکھ لیتے ہیں کہ اسلام کا کوئی حکم یا تعلیم اہل مغرب یا اہل دانش کے یہاں مقبول ہے تو پھر وہ اسے بغیر چوں وچرا تسلیم کر لیتے ہیں۔

تیسرا محرک مسلمانوں کے اس دعوے کی تائید ہے کہ اسلام دین فطرت ہے، کیونکہ جو لوگ اسلام پر ایمان نہ رکھتے ہوئے اس کی کسی تعلیم کے حسن و منفعت کا اعتراف کرتے ہیں وہ لوگ یقیناً اپنے ضمیر کی آواز سن کر ایسا کرتے ہیں، اسلام کا مطالعہ کرنے کے بعد ان کی فطرت سلیمہ انھیں اس اعتراف پر مجبور کرتی ہے، اور اسی سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اسلام فطری دین ہے،

AsliAhleSunnet.com

اور اس کی پیروی میں ہر ایک کی بھلائی ہے۔

جدید دور میں غیر مسلموں کی شہادات کے موضوع پر عربی زبان میں جو معروف و مفید کتابیں شائع ہوئی ہیں ان میں علامہ شیخ احمد بن حجر آل بوطامی حفظہ اللہ کی کتاب "الاسلام والرسول فی نظر منصفی الشرق والغرب" ہے۔ موصوف نے اپنی اس کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کر کے پہلے حصہ میں اسلام کے عقیدہ و عمل سے متعلق بنیادی احکام اور مسلمانوں کی مختلف مذہبی و تہذیبی خدمات کا ذکر کیا ہے، اور اس ضمن میں متعدد غلط فہمیوں کا ازالہ بھی کیا ہے، پھر دوسرے حصہ میں دنیا بھر کے منصف علماء و مصلحین کے وہ اقوال و بیانات ثبت کئے ہیں جن میں اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن کا اعتراف کیا گیا ہے۔ اس حصہ کی ابتداء ہی میں فاضل مصنف نے اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ اسلام ان شہادتوں کا محتاج نہیں، کیونکہ وہ ایک الٰہی نظام اور دنیا میں عدل و صداقت کا علمبردار ہے، البتہ جو لوگ اطاعت حق کے لئے دوسرے لوگوں کے اقوال و اعترافات کو وزن دیتے ہیں ان کے سامنے اس کتاب سے ایک اچھا ذخیرہ فراہم ہو جائے گا اور وہ حق کی معرفت کے سلسلہ میں زیادہ مطمئن ہو جائیں گے۔

کتاب کے مصنف علامہ احمد بن حجر کی ذات علمی دنیا میں محتاج تعارف نہیں ہے، انھوں نے صحیح عقیدہ و صحیح عمل کی ترجمانی کے لئے متعدد وقیع کتابیں لکھی ہیں، اور ان کے ترجمے بھی ہندوستان میں ہو چکے ہیں۔ مصنف کے اخلاص اور دعوت کے میدان میں پیہم جدوجہد کا یہ ثمرہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی تصانیف کو قبول عام عطا فرماتا ہے اور مسلمان ان سے غیر معمولی طور پر مستفید ہوتے ہیں۔

اس کتاب کا ترجمہ جامعہ سلفیہ کے ایک فاضل مولوی اقبال احمد کفایت اللہ سلفی نے کیا ہے، میں نے اس ترجمہ کا اصل کتاب سے تقابل کر کے ضروری اصلاح کر دی ہے، اس تقابل کے دوران مجھے اندازہ ہوا کہ فاضل مترجم نے مفہوم کی ادائیگی اور زبان کی سلاست کے لئے پوری کوشش کی ہے، اور خدا کے فضل سے اس میں کامیاب رہے ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مترجم کو مزید علمی کاموں کی توفیق بخشے، اس ترجمہ کو قبول عام عطا فرمائے اور فاضل مصنف کو اجر جزیل سے نوازے،

وصلے اللہ علی نبینا وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم ...

(مقتدیٰ حسن یاسین)

جامعہ سلفیہ، بنارس

۲۹ر محرم ۱۴۰۸ھ ہجری

AsliAhleSunnet.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی محمد رسول اللہ ، ونسأل اللہ تعالیٰ ۔ الہدایۃ والرشاد والتوفیق ، وبعد :

قاضی فاضل علامہ شیخ احمد بن حجر دعوت و تبلیغ ، دلیل و برہان اور علم و بیان کے ذریعہ تمام مکاتب فکر میں اسلام کی نشر و اشاعت کرنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں ۔ موصوف نے طریقہ استدلال میں عقلی و نقلی دلائل ، علم و فکر اور جدید و قدیم نظریات کو اپنایا ہے ۔

مجھے مسرت ہے کہ قارئین کرام کے سامنے ایک ایسی عمدہ کتاب کا تعارف پیش کر رہا ہوں جو اسلام کے دفاع اور صہیونی اور صلیبی طاقتوں کے معاندانہ حملوں کی توضیح پر مشتمل ہے ۔ ساتھ ہی ان انصاف پسندوں کا بھی ذکر ہے جنھوں نے اسلام کے فضل و کمال ، اس کے اصول و مبادی اور زرین قوانین کی خوبیاں تسلیم کی ہیں ۔ دراصل حق وہی ہے جسے دشمن بھی تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکیں ۔

علامہ شیخ ابن حجر نے ان امور پر نہایت سنجیدہ اسلوب میں روشنی ڈالی ہے جو موصوف کی وسعتِ علم اور عقل و فہم کی پختگی پر دال ہے اور یہی علماء باعمل کا شیوہ ہے ۔

آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت پر مختلف عقلی دلائل ، حسی معجزے ، امور غیب اور جدید فنون و ایجادات کا تذکرہ اچھوتے انداز میں فرمایا ہے ۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اس کتاب کو مقبولیت عطا کرے اور حق پسندوں کے لئے مفید ثابت کرے ۔ وہی بہترین مددگار اور کارساز ہے ۔

ناشر

مکتبۃ الثقافۃ

الدوحہ ، قطر

سالم حسن انصاری

AsliAhleSunnet.com

مقدمہ طبع دوم

الحمد للہ وکفی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ وبعد :

مفید کتابوں اور علمی مباحث کے مطالعہ کی بنیاد پر محض دین حنیف کے تفقہ، رسول اکرم محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے محبت، دین اسلام کے محاسن، اسلاف کرام کی تہذیب وتمدن اور اسلام کے ساتھ غیروں کے رویہ سے واقفیت کے موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے اپنی یہ کتاب پیش کرتے ہوئے میں انتہائی مسرت محسوس کر رہا ہوں ۔

قارئین کرام :

اس کتاب پر قارئین کو اس حیثیت سے نظر ڈالنی چاہیئے کہ یہ ایسے علمی مباحث کی جامع ہے جن سے بہت سی تصنیفات خالی ہیں ۔ یہ کتاب اپنے فن میں منفرد ہے ۔ اس میں آپ کا مطلوب مضمر ہے ۔ بنابریں یہ ناظرین کی توجہ کی مستحق ہے ۔ انشاء اللہ اس کے شیریں بیانات اور دلائل وبراہین سے آپ کی تشنگی بجھے گی ۔ آپ کا ایمان بڑھے گا اور صحیح معنوں میں دین قیم کے داعی ہوں گے جو مومنین کے لئے خدا کی بہت بڑی نعمت ہے ۔ فرمانِ باری ہے : " الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا " یعنی آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا ۔ دوسرے مقام پر فرمایا ۔ " ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین " یعنی اس سے سچا کوئی نہیں ہے جس نے اللہ کی طرف لوگوں کو بلایا اور خود عمل صالح کیا اور کہا کہ میں اللہ کا فرماں بردار بندہ ہوں ۔ میں نے اس کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ۔

حصہ اوّل : چھ مقدمات پر مشتمل ہے ۔

AsliAhleSunnet.com

پہلا مقدمہ : بعثت نبوی سے قبل عربوں اور انکے پڑوسی قوموں کے حالات

دوسرا مقدمہ : آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت کے دلائل

تیسرا مقدمہ : کچھ اسلامی خوبیوں کے بیان میں

چوتھا مقدمہ : اسلاف کرام کی تہذیب و تمدن کے تذکرہ میں

پانچواں مقدمہ : دین اسلام کی خصوصیات

چھٹا مقدمہ : اس بات کی وضاحت کہ میں نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت پر مستشرقین کے کلام سے کیوں استدلال کیا ہے۔

حصہ دوم صحت نبوت پر مشرق و مغرب کے سو علماء کی شہادتوں پر مشتمل ہے جن میں اکثر نصرانی اور کچھ غیر نصرانی ہیں۔

یہ کتاب پہلی بار شوال ۱۳۹۶ھ میں شائع ہوئی تھی۔ مگر کچھ ایسی طباعت کی خامیاں رہ گئیں جن سے کتاب کے محاسن اوجھل ہو گئے، جن کی تصحیح کے لئے اللہ کی مدد اور بعض اخوان کے تعاون سے حسب استطاعت دوسری طباعت کے لئے تیار ہو گیا۔ اس بار کچھ مفید مباحث و تعلیقات کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہر طرح مقصد میں کامیابی ہوئی۔

امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے خاص و عام کے لئے نفع بخش بنائیں گے۔

صلے اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ الابرار۔

احمد بن حجر آل بوطامی البنعلی

قاضی محکمہ شرعیہ اولی ـــ قطر

۲۴ صفر، شب ۱۳۹۸ھ

مطابق ۵/۲/۱۹۷۸ عیسوی

AsliAhleSunnet.com

خطبۂ کتاب

حمد وثنا اللہ رب العٰلمین کے لئے زیبا ہے جو سارے جہاں کا رب ہے ۔ آسمان و زمین کا قیوم ہے اور اولین و آخرین کا معبود ہے ۔ اور درود و سلام نازل ہو نبی امّی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی بدولت ہمیں روشن شریعت ملی ، جن کے قوانین سچے اور انسانیت کے لئے مفید ہیں ۔ یہ شریعت سابقہ تمام شریعتوں سے بڑھ کر قابل فخر خوبیوں کی جامع ہے ۔ اسے ماننے والوں کے لئے دنیا و آخرت میں سعادت کی ضمانت ہے ۔ تمام عقلاء نے اسے تسلیم کیا ہے ۔ اغیار میں سے انصاف پسندوں کو بھی جب اس کے سچے اصول سے واقفیت ہوئی تو ان کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے [۱] حتیٰ کہ ان کے بہت سے

---

[۱] مغربی اور غیر مغربی منصفین تین گروہوں میں منقسم ہیں :

(الف) وہ گروہ جس نے دین اسلام اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مطالعہ اور اس پر یقین کے بعد اپنے اسلام کا اظہار بھی کیا ۔

(ب) وہ گروہ جس نے دین سے واقفیت کے باوجود اپنے اسلام کو چھپایا ۔

(ج) وہ گروہ جس نے اسلام کی حقانیت کا اعتراف کیا اور اپنے مذہب یا ملحدانہ نظریات پر باقی رہتے ہوئے اسلام سے متعلق لکھا ۔ اور اپنی تحریروں میں مذہب اسلام کی خوبیوں کا اعتراف کیا ۔

اسلام پر افترا پردازی کرنے والے ، غیر منصف مزاج اسلام کے محاسن کو معائب میں تبدیل کرنے والوں کی تعداد انصاف پسندوں سے کہیں زیادہ ہے ۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انھیں میں سے چند ایسے اشخاص کو توفیق بخشی جنھوں نے ان کے قول وعمل کی تردید کی جیسا کہ اس کا ثبوت آپ کو خود انھیں میں سے حق پسندوں کے کلام میں ملیگا ۔ انشاء اللہ یہ اصناف ثلثہ مستشرقین کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں جو مشرقی تہذیب و تمدن اور علوم وفنون خصوصًا اسلامی علوم کے مطالعہ کا اہتمام کرتے ہیں ۔ ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی نے لکھا ہے کہ : قطعی طور پر یہ بات نہیں کہی جا سکتی کہ کون پہلا مغربی شخص ہے جس نے اس مطالعہ کا اہتمام کیا ؟ اور کب کیا ؟ البتہ یہ امر یقینی ہے کہ کچھ مغربی راہبوں نے اندلس کے ترقی یافتہ دور میں وہاں کا دورہ کیا ۔ وہاں کے مدارس میں تعلیم پائی ۔ قرآن مجید (بقیہ صـ۵ پر)

AsliAhleSunnet.com

علماء نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت، آپ کے دعویٰ رسالت اور اخلاق حسنہ پر بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ جن میں آپ کی رسالت کی حقانیت اور دعویٰ صداقت کو واضح کیا ہے اور لکھا ہے کہ دین اسلام تمام ادیان سے بہتر اور تمام زمان و مکان خصوصاً دور حاضر کے لئے نہایت موزوں ہے۔ کیونکہ عقل سلیم اور طبع مستقیم اسے قبول کر لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے: "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون"، لے (اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین کو یہ بات ناپسند ہو) اس کے بعد درود و سلام نازل ہو ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل اور آپ کے ان اصحاب پر جنھوں نے دین اسلام کو تمام امتوں میں پھیلایا اور دین کے احکام اور اسلامی نظام لوگوں تک پہونچانے میں بہترین نمونہ تھے اور بغیر نسل و رنگ، زبان و وطن کی تفریق کے تمام لوگوں کو ان کا پابند بناتے رہے۔ ایسے بندوں پر اللہ کی رضا و خوشنودی ہو۔

مسلمانوں کے خلاف اہل مغرب کی سازشیں

صلیبی جنگ ختم ہونے کے بعد مغربی لشکر پسپا ہو گئے۔ فاتح اعظم صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں شکست فاش کھانے کے بعد وہ مسلسل اسلام اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہر طرح سے بغض و نفرت اور کینہ رکھنے لگے۔ دن بدن ان کی ریشہ دوانیاں بڑھتی گئیں۔ بدنیتی ظاہر ہوئی دولت عثمانیہ اور بعض یورپ ممالک پر غلبہ پانے کے بعد ان کی خفیہ سازشیں اور بڑھ گئیں مسلمانوں خصوصاً ان کے حکام میں انتشار پیدا کرنے لگے۔ مسلمانوں کی جہالت اور پسماندگی سے فائدہ اٹھاتے رہے

(صلا کا بقیہ) اور دیگر عربی کتابوں کا اپنی زبان میں ترجمہ کیا اور علمائے اسلام سے مختلف علوم و فنون خاص طور سے فلسفہ، طب اور ریاضیات حاصل کیں۔ ان فرانسیسی راہبوں میں پہلا شخص "جربرت" ہے جو اندلس کے تعلیمی اداروں سے فیضیاب ہو کر اپنے وطن لوٹا اور وہاں ۹۹۹ء میں روم کے گرجا کا پوپ منتخب کیا گیا اور دوسرا شخص بطرس محترم ہے (۱۰۹۲ - ۱۱۵۶ء) لے سورۃ التوبہ۔

AsliAhleSunnet.com

اور اس طرح اکثر اسلامی ملکوں پر ان کا تسلط قائم ہوگیا۔ اور پھر ان کی کوششیں بڑھ گئیں، مسلمانوں کی ثروت و دولت ہڑپ کرنے اور ان میں دینی روح کمزور بنانے میں لگ گئے اور مختلف طریقوں سے انھیں اسلام سے برگشتہ کرنے کے درپہ ہوگئے۔

کچھ شیطانی وسائل اور جہنمی طریقے

(۱) مسخ شدہ نصرانیت کو پھیلانے کے لئے مبلغین کا سلسلہ شروع کیا، یہ مبلغین ملازمتوں، مال و متاع اور مناصب کا لالچ دلاکر مسلمانوں خصوصًا جہلاء، نوجوانوں اور نادار طبقے کو نصرانیت کی دعوت دیتے

(۲) مسلمانوں کے دین، اسلام، نبی امی، ان کی لائی ہوئی کتاب اور ان کے مقاصد میں شکوک و شبہات پیدا کرکے انھیں دین اسلام سے برگشتہ کرنا، خواہ وہ دین مسیح کو اختیار نہ بھی کریں۔

(۳) جسم فروشی، شراب نوشی، اخلاقی بے راہ روی اور بے پردگی کو آزادی کے نام پر فروغ دینے کے لئے ان بے حیائیوں کے مستقل اڈے قائم کرنا اور انھیں قانونی تحفظ فراہم کرنا، اور آزادی کے لفظ کو غلط معنی پہناکر نادانوں اور بالخصوص نوجوانوں کو فریب میں ڈالنا۔

(بقیہ حاشیہ صہ) پھر ان راہبوں نے اپنے شہر واپس ہوکر عربوں کی ثقافت اور ان کے مشہور علماء کی تصنیفات کی نشر و اشاعت کی۔ پھر مدرسہ بادوی العربیہ کی طرح بہت سے عربی تعلیمی ادارے بھی قائم کئے۔ تقریبًا چھ صدی تک مغربی یونیورسٹیوں میں عربی کتابیں پڑھائی جاتی رہیں۔ اس وقت دین اسلام اور عربی زبان سیکھنے والوں کی کمی نہیں ہوئی۔ پھر اٹھارہویں صدی کا دور آیا جس میں اہل مغرب عالم اسلام کو نوآبادی بنانے میں لگ گئے اور چند استشراق پسند مغربی علماء تیار ہوگئے اور دین اسلام اور عربی زبان کی تعلیمات سے استشراق کا سلسلہ جاری کیا، مشرق میں مغربی نوآبادی بڑھنے کے بعد یہ سلسلہ مشرق کی تہذیب و تمدن، جغرافیائی علوم، رسم و رواج اور زبان و بیان تک پہونچ گیا۔ اگرچہ مستشرقین کی نگاہوں میں آج بھی دین اسلام، اس کی تہذیب و تمدن اور عربی علوم و فنون کی اہمیت، دینی اور سیاسی محرکات کے پیش نظر بہت زیادہ ہے۔ اس وضاحت کے بعد ڈاکٹر سباعیؒ نے ان محرکات کی تشریح فرمائی ہے۔ (الاستشراق والمستشرقون)

AsliAhleSunnet.com

۴ - نصرانی مدارس قائم کرنا، اوران میں مسلم طلبہ کو خوش آمدید کہنا، نادار طلبہ کی امداد کرنا جبکہ ان مدارس میں نصرانیوں ہی کی زبان اوران کے علوم وادب کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اوران کی کتابوں میں اسلامی شریعت کے خلاف ناروا حملے ہوتے ہیں، اور دینی، تاریخی اور اجتماعی حقائق کو مسخ کیا جاتا ہے۔

۵ - ان کی نوآبادی میں پائے جانے والے علاقوں کے علوم وفنون پر غلبہ حاصل کرنا۔ اسلامی علوم مثلاً توحید، فقہ اور حدیث وتفسیر کو اپنے تعلیمی مناہج سے نکال کر مکرو فریب اور من گھڑت چیزوں سے بھرنا، حقیقت اسلام کو مسخ کر کے اس کی تاریخ خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کی سیرت پاک کو پامال کرتی ہوں اور اپنے بہادروں کی تاریخ کو، آداب تہذیب کے محاسن سے بھر کر پیش کرنا تاکہ طلبہ کسی رشتہ یا نسب کی وجہ سے دین اسلام یا عربیت کی جانب مائل نہ ہوسکیں۔

۶ - یورپی ممالک[1] کے مدارس اور یونیورسٹیوں میں حصول تعلیم کے لئے طلباء کو بھیجنا جہاں صحیح اور غلط

---

[1] مسلمان طلبہ کو تعلیم کے لئے فرانس بھیجنے کا سلسلہ سب سے پہلے محمد علی پاشا نے شروع کیا تھا اسے ترکی حکومت نے مصر کا بادشاہ مقرر کیا تھا، طلبہ کو باہر بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ یورپ کا علم اور اس کا انداز فکر سیکھیں، اور وہاں کی تہذیب وتمدن کو پھیلائیں، اس اقدام کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے ایسے ادیب ومفکر تیار ہو گئے جن کا جسمانی تعلق اسلام سے تھا لیکن ان کے افکار وخیالات مغربی تھے، اس انحراف سے بہت تھوڑے لوگ بچ سکے، مذکورہ ادباء ومفکرین نے اخبارات، مؤلفات اور تدریس کے ذریعہ مغربی تصورات کو مشرق میں پھیلایا اوران کی حوصلہ افزائی کی، ان کی کوششوں کے نتیجہ میں قومیت، بے پردگی، فسق وفجور، اسلامی اقدار کی مخالفت، مغربی طرز کے مدارس کے قیام اور زندگی سے اسلامی شریعت کو دور رکھنے کا سلسلہ شروع ہوا، اور اسلامی معاشرہ آج تک مذکورہ بے راہ روی کا خمیازہ بھگت رہا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

دونوں طرح کی تعلیم کا انتظام ہوتا ہے، جن میں خدا، رسالات انبیاء اور آخرت کا انکار ہوتا ہے جس سے کفر صریح لازم آتا ہے تاکہ طلبہ وہاں سے تعلیم یافتہ ہو کر اسلامی طور وطریقے، اخلاق وعمل، سنت صحیحہ اور صحیح عقائد سے کورے ہو کر غلط کیریکٹر اور عام عادات اختیار کر کے انسانی حدود سے تجاوز کر جائیں۔

سامراجیوں اور ان کے ہمنوا افراد کے اختیار کردہ شیطانی وسائل کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان فسق وفجور میں آگے بڑھ گئے۔ شریعت غراء سے اعراض کیا[۱] اکثر اسلامی شہروں میں بجز شخصی احوال کے جملہ شرعی احکام باطل قرار دے دیئے گئے اور ان کی جگہ ایسے مغربی قوانین نے لے لی جو سود خوری، شراب نوشی اور فحش گوئی کو مباح قرار دیتے۔ اور فضائل کی تردید اور رذائل کو شہ دیتے۔ بے دینوں اور ادیان میں شکوک وشبہات پیدا کرنے والے اور عام طور پر ان پر تنقید کرنے والوں کا ظہور ہوا اور خاص طور سے دین اسلام پر غضب ڈھائے اس پر تنقیدیں کیں تاکہ مسلمانوں کو اسلام سے بیزار کر کے ان مذموم اوصاف کا گرویدہ بنا دیں۔

سامراج کی فریب کاریوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم سخت آزمائشوں میں مبتلا ہو گئے، کیونکہ ہمارے نوجوان مغربی درسگاہوں سے انھیں کی تہذیب وتمدن میں ڈھل کر نکلے۔ ان کی ملمع سازیوں نے ان کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا۔ یہ ان کے علمی انکشافات اور جدید ایجادات سے مدہوش ہو گئے۔ ان کے ساختہ قوانین میں پھنس کر ان کے مقلد بن بیٹھے۔ ان کے اخلاق وعادات اور علوم وفنون کو مفید سمجھ کر ان کے تسبیح خواں ہو گئے۔ عوام کو ان کے دستور وعمل کی ترغیب دینے لگے جو اسلام اور مسلمانوں پر جارحانہ حملہ تھا کیونکہ مغربی اخلاق واطوار نہایت گندے تھے مگر یہ نوجوان ان کے علوم وفنون وایجادات کو دیکھ کر عقل کے اندھے بن گئے

---

[۱] مثلاً نکاح، طلاق اور میراث وغیرہ اشتراکیت کے علاوہ تمام غیر مسلم حکومتیں ہر ملت کیلئے اس قسم کے محکمے قائم کراتے ہیں لہذا نکاح، طلاق اور میراث وغیرہ کے محکمے قائم کرنے میں مسلم حکام کو کوئی امتیاز حاصل نہیں

AsliAhleSunnet.com

اور یہ سمجھ لیا کہ مسلمانوں کی تنزلی کا بین سبب ان کا دین ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی انھیں قرآنی آیات اور احادیث پاک سنائی جاتیں ۔ صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین کے کلام سے اسے تقویت دی جاتی تو مذاق اڑاتے اور یہی جواب دیتے کہ ہمیں رجعت پسندی اور پرانی تقلید اور قدیم کتابوں کا سبق ہرگز نہ پڑھائیں یہ دین اس وقت موزوں تھا آج ہمارے لئے مناسب اور قابل قبول نہیں ہے کیونکہ ہم بیسویں صدی میں داخل ہو گئے ہیں جو علمی و صنعتی ترقی و خلا نوردی اور ایٹم و راکٹ کا دور ہے ۔ گویا ان کی نظر میں تہذیب و ترقی اور علوم و صنعات سے مانع یہی دین اسلام ہے ؎

ان کے کسی بھی قضیے پر اگر کسی مغربی عالم کی قولی دلیل طلب کی گئی تو پوری تندہی اور انتہائی عقیدت اور تسلیم و رضاء سے کہتے کہ علم و عقل اور ہر طرح کے ہمارے تجربات میں یہ بات آچکی ہے کہ جو کچھ مغربی دنیا پیش کر رہی ہے صحیح اور نفع بخش ہے ۔

مغرب کے مقلدین کی گمراہیوں کا سبب

ان کی گمراہیوں کا سبب دین اسلام کی حقیقت، اسکی خوبیوں، مسلمانوں کے ترقی یافتہ دور کی روشن تہذیب اور مفید علوم و فنون سے ناواقفیت ہے ۔ شریعتِ اسلامیہ نے شرعی علوم و فنون حاصل کرنے کی ہمیشہ ترغیب دی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ ہمیشہ ہم عصر امتوں پر غالب رہی ۔ اور مسلمانوں کا یہ غلبہ شرعی و غیر شرعی علوم کی تعلیم کے سلسلہ میں اسلام کی ترغیب کا نتیجہ تھا ۔

علماء کا بیان ہے کہ :

مفید صنعتی علوم و فنون فرض کفایہ ہیں ۔ اگر مسلمانوں نے قرآن و سنت کو اپنا دستور عمل بنایا ہوتا جن میں دینی اور دنیاوی دونوں علوم مضمر ہیں تو علمی اور صنعتی ترقی میں آج مغرب سے آگے ہوتے ۔ ہماری یہ رائے اٹکل پر مبنی نہیں ہے بلکہ ہمارے پاس اس کی ٹھوس دلیل ہے ۔ یعنی وہ

؎ اس عقیدہ کی تردید انشاء اللہ آئندہ صفحات میں ملے گی ۔

AsliAhleSunnet.com

روشن تہذیب وایجادات واختراع جو ہمارے آباو اجداد کے حصے میں آئیں اور جن کا اقرار مغربی و مشرقی انصاف پسندوں نے بھی کیا ہے۔

مغربی تہذیب کی ترقی میں علمائے مسلمین کا حصّہ

مغربی تہذیب وتمدن اور ان کی علمی ترقی کا سبب علمائے مسلمین کا فضل اور ان کی علمی درسگاہیں ہیں جن سے یورپ کے مختلف گوشوں سے آنے والے بہت سے طلبہ نے فراغت حاصل کی اور مختلف علوم وفنون سے وافر حصّہ پاکر اپنے وطن واپس ہوئے، ان کی نشر واشاعت کی اور بہت سے لوگوں کو فہم وفکر عطا کئے۔ اپنے قیمتی اوقات، علم وعقل اور تمام کوششیں صرف کر کے عجیب وغریب صنعتیں اور حیرت انگیز انکشافات وجود میں لائے۔ وہ مسلمان ہی تھے جنھیں دنیا میں اولیت حاصل تھی وہ علم وہدایت کے روشن مینار تھے۔ تہذیب وتمدن، صنعت وحرفت اور علم وثقافت میں تمام امتوں سے آگے تھے مگر یک لخت تنزلی اور پستی کے غار میں جاگرے اور ہمیشہ کے لئے کاہل اور آرام طلب بن گئے، جمود وتعطل کے شکار ہو گئے باہمی اختلاف نے انھیں پارہ پارہ کر دیا۔ جنگ وجدال، مناظرے اور اندرونی جھگڑوں میں پھنس گئے، اور یہ محض ظالم اور جاہل بادشاہوں کے غلبہ کا نتیجہ تھا جن کی تمام تر کوششیں حصول تعلی، تکمیل خواہشات اور انفرادی ہوا وہوس کے لئے تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اسلاف کرام کی اتباع نہ کر سکے اور نہ امت کی ترقی کے لئے عملی قدم ہی اٹھا سکے، ان کے باطل نظریات کو علمائے دین کے جمود وتعطل سے کافی تقویت ملی۔ جنھوں نے صرف دینی وعربی علوم پر قناعت کر کے اجتہاد کے دروازے بند کر لئے، علوم طبعیات وکونیات سے بے نیاز بلکہ ان سے متنفر ہو گئے اور ان علوم کو حاصل کرنے والوں پر ہر طرح کے عیب لگائے جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ جہالت ولادینیت عام ہو گئی، وہ تہذیب سے کورے ہو گئے۔ ان پر کفار کا غلبہ ہو گیا۔ اور دین اسلام کی حقیقت نہ سمجھنے والوں نے یہ خیال کیا کہ ہماری تنزلی کا سبب دین ہے جو ہماری ترقی اور علم افلاک وطبعیات کے حصول میں رکاوٹ ہے۔ یہ دین صرف علوم شرعیہ اور علوم آلیہ سیکھنے کی اجازت دیتا ہے۔ دین اور جدید علوم باہم متضاد

AsliAhleSunnet.com

ہیں ۔ اگر ہم ترقی کی راہ لینا چاہتے ہیں اور ترقی یافتہ امتوں کے ہم پایہ ہونا چاہتے ہیں تو دین کو پس پشت ڈال دیں ۔ دین کے ناواقف کاروں نے ایسے لوگوں کو اس سے بھی تقویت پہونچائی کہ: اہل مغرب نے جب اپنی گردن سے مذہب کی رسّی نکال دی تو ترقی یافتہ ہو گئے ۔ یورپ اور خصوصًا مسلمانوں سے آگے بڑھ گئے ،، ان نادانوں نے یہ نہیں سمجھا کہ اہل مغرب کا دین دوسرے علوم حاصل کرنے کی مخالفت نہیں کرتا (ان کا خیال تھا کہ دین مسیح وہی ہے جسے پادریوں نے اختیار کیا ہے) یہ جاہل گرجا کے پجاریوں کی ماتحتی میں مخصوص علم اور محدود مسلکی دائرہ میں چکر لگارہے تھے ۔ حالانکہ مسیح نے ان کے دین سے براءت کا اظہار فرمایا تھا جس میں تحریف کی وجہ سے علوم طبیعہ وعقلیہ اور تمام جدید علوم و اکتشافات کی نفی موجود ہے ۔ کتنے پادریوں نے محض اپنا ہم خیال وہم مشرب نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے ایسے علماء کے قتل کا فیصلہ سنا دیا تھا جو علوم وافکار اور جدید ایجادات واکتشافات میں یکتائے روزگار تھے ۔

ہمارا دین اسلام تمام علوم کی قدر کرتا ہے [1] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات" [2] اللہ تعالیٰ تم میں سے مومنین کو بلند رکھتا ہے اور علم والوں کو بلند درجات عطا کرتا ہے ۔

دوسری آیت میں ارشاد ہے: "قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون" [3] آپ فرمادیں کہ اہل علم اور جہلا یکساں نہیں ہو سکتے ۔ ایک جگہ اور ارشاد ہے "قل رب زدنی علما" [4]

---

[1] سوائے علم سحر، علم نجوم اور علم رمل ۔ کیونکہ ان کے نقصانات نفع سے زیادہ ہیں اس لئے اسلام نے انھیں حرام قرار دیا ہے ۔

علم کی فضیلت اور اس کی ترغیب میں بے شمار آیات واحادیث وارد ہیں اور بہت سی کتابیں بھی لکھی گئی ہیں ۔ مثلاً جامع بیان العلم وفضلہ از علامہ ابن عبدالبر وغیرہ ۔

[2] سورۃ المجادلہ [3] سورۃ الزمر [4] سورہ طٰہٰ ۱۲

AsliAhleSunnet.com

آپ کہئے کہ اے میرے رب مجھے اور علم دے - نیز ارشاد ہے - "انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء" [1]
اللہ کے بندوں میں خدا ترس بندے علماء ہی ہیں -

اسی طرح دین اسلام مفید اکتشافات اور کار آمد ایجادات کو بھی مبارکباد دیتا ہے اور اہل علم کی بھی قدر کرتا ہے - اسلامی تاریخ میں آپ کو اس کا ثبوت نہیں مل سکتا کہ دین اسلام نے کسی ایسے عالم کے قتل کا حکم صادر کیا ہو جس کے خیالات جمہور علمائے دین کے خیالات کے برعکس ہوں یا اس لئے کہ اس نے علوم طبعیات اور علم الافلاک وغیرہ حاصل کیا ہو یا جدید نظریات پیش کیا ہو - [2]

---

[1] سورہ فاطر [2] علماء نے مشہور صوفی حلاج کے قتل کا فتویٰ دے دیا تھا مگر اس سے اعتراض نہیں پڑتا ہے کیونکہ اس نے اختلاف رائے ہی نہیں کیا تھا بلکہ وہ ایسی بدعقیدگی کا شکار ہو گیا تھا، جو اسے دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی ہے - اس کا عقیدہ تھا کہ اللہ مخلوق میں حلول کئے ہوئے ہے - بندوں کے ساتھ متحد ہے - اس لئے کہدیا کہ "میں ہی اللہ ہوں جبّے میں اللہ ہی ہے"

مامون بن ہارون رشید نے امام احمد بن حنبلؒ اور دوسرے اہل علم کو محض اس وجہ سے نہیں ستایا کہ انھوں نے قرآن مجید کے مخلوق ہونے کا انکار کر دیا تھا بلکہ مامون کا خیال تھا کہ میں حق پر ہوں اور امام اور ان کے پیروکار گمراہ ہیں، مامون کو مذہب اعتزال نے اس پر ابھارا - احمد بن داؤد معتزلی نے اسے امام کی ایذا رسانی پر ورغلایا تھا - امام احمد بن حنبل اور ان کے اصحاب نے تہدید و وعید اور قید و بند کا مقابلہ کیا - پھر بھی مامون یا اس کے بھائی معتصم نے ان میں سے کسی کو قتل نہیں کیا تھا - البتہ چند اشخاص قید میں اپنی طبعی موت مر گئے تھے - غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سخت ترین آزمائشات کا سبب یونانی فلسفہ ہے جسے مامون نے قبرص سے منگا کر عربی میں ترجمہ کرایا تھا جسے پڑھ کر متأثر ہو گیا تھا اور کہا کہ قرآن اللہ کی مخلوق اور حادث ہے - یہ گمراہ کن عقیدہ آزمائشات اور ظلم و ستم کفریہ غیر اسلامی اور مغربی ہیں - اسلامی مشرقی نہیں ہیں - لہٰذا ہمارا دعویٰ صحیح ہے کہ اسلامی تاریخ میں اختلاف رائے یا اکتشاف جدید کی بنا پر کسی عالم کے قتل کا ثبوت نہیں مل سکتا اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ اسلامی مذاہب میں اختلاف کے باوجود

AsliAhleSunnet.com

سبب تالیف

بہت سے مسلم نوجوان خصوصًا تہذیب وثقافت کے دعویداروں کو میں نے دیکھا اہل مغرب کے نقش قدم پر چل رہے ہیں حتی کہ اگر اہل مغرب گوہ کی سوراخ میں داخل ہو جائیں تو وہ بھی داخل ہو جاتے ہیں۔ ان کی صنعتی ترقی دیکھ کر نفع ونقصان کی تمیز کئے بغیر ہر صحیح وغلط بات من وعن تسلیم کر لیتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں وہ دین حنیف سے بدظن ہو گئے۔ اگر کوئی عالم دین دلائل کی روشنی میں اسلامی تہذیب وتمدن اور دین کے محاسن پیش کرتا، انھیں سمجھاتا کہ تنزلی کا سبب دین نہیں ہے تو ان میں اکثریت ایسے لوگوں کی نظر آتی جن میں ان باتوں کی قبولیت کی کوئی صلاحیت ہی نہیں رہتی۔ اگر وہ مشرقی حکومت جاپان پر نظر ڈالتے تو ان باطل نظریات کا تذکیہ ہو جاتا۔ واقعہ ہے کہ حکومت جاپان مادی ترقیات میں کافی پیچھے تھی۔ اسے قائم ہوئے کل ایک سو تیس سال ہوئے تھے کہ علوم وفنون اور صنعات وایجادات میں ایسی حیرت انگیز ترقی کرلی کہ اہل مغرب کے ہم پایہ ہو گئے مگر اس کے باوجود وہ اپنے دین میں پیچھے نہیں رہے ہمیشہ بدھ مذہب پر قائم رہے، بادشاہ کی عظمت وتقدس کا غایت درجہ لحاظ کرتے حتی کہ اگر کبھی ان کے جلوس سے گذرنے کا اتفاق ہوتا تو اپنی نگاہیں بھی ان کی طرف اٹھانے کی جرأت نہ کرتے بلکہ انتہائی عاجزی وانکساری کا ثبوت دیتے حالانکہ ۱۹۴۵ء میں جاپان نے اپنے آپ کو حلیفوں کے حوالہ کرتے وقت صرف شہنشاہ اور اس کے دینی مقام ومرتبے سے نہ ٹکرانے کے علاوہ اس درجہ خشوع وخضوع اختیار کرنے کی کوئی شرط نہیں لگائی تھی۔

حکومت ہند نے مختلف میدانوں میں ترقی کرنے کے باوجود بت پرستی اور گاؤ پرستی کے تقدس کو نہیں چھوڑا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ دین کی خطا نہیں ہے بلکہ دین اسلام سے مسلمانوں کی بے اعتنائی اور دینی ودنیاوی علوم کے حصول سے بے توجہی ہے۔

(صہ ۱۲ کا بقیہ) کسی حاکم یا عالم کی طرف سے کسی بدعقیدہ کی ایذا رسانی کا ثبوت نہیں پا سکتے۔ کشت وخونریزی تو دور کی بات۔

AsliAhleSunnet.com

میں نے دیکھا کہ دین اسلام اور اس کے محاسن کے ناواقف کاروں کی نگاہیں مغربی علماء کے قول و فعل پر مرکوز ہیں، خواہ صحیح ہو یا غلط، اسی سے دلی سکون حاصل کرتے ہیں۔ اس پر خوش ہو کر تالیاں بجاتے ہیں۔ اسی لئے میں نے ایک متوسط درجہ کی کتاب[1] لکھنا مناسب سمجھا جس میں مغربی انصاف پسند علماء اور عرب کے کچھ مشرقی عیسائیوں کے اقوال جمع کروں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی نبوت اور دین و شریعت کی تصدیق میں ان کی شہادتیں بھی پیش کروں اور آپ کے اعلیٰ صفات و اخلاق حسنہ، عقائد و شرائع اور آداب کا تذکرہ کر کے جملہ ادیان عالم پر ہر میدان میں دین اسلام کی برتری دکھلاؤں اور حصول علم کی بابت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیبات، اہل علم کے مقام و مرتبے، قرآن کریم کی عظمت، اس کی بلاغت و اعجاز اور انسانی مشاکل کے حال پر روشنی ڈالوں اور یہ ثابت کروں کہ قرآن عظیم اپنی بلند تعلیمات کی بنا پر تمام سابقہ کتابوں سے افضل ہے کیونکہ یہ ہر زمانے اور ہر امت و نسل اور تمام قدیم مسلمانوں خصوصاً اہل عرب کی تہذیب و تمدن اور ان کے علم و صنعت اور تمام میدانوں میں ان کی برتری کے لئے مناسب ہے۔ اس کتاب کی تالیف کا یہ بھی مقصد ہے کہ اللہ کے ذکر و اذکار سے خالی دل و دماغ کو فہم و قبول کی صلاحیت عطا ہو۔ ان میں فہم و تدبر پیدا ہو۔ اس کتاب میں مغربی انصاف پسندوں کے اقوال پر بھی روشنی ڈالی ہے تاکہ یہ نوجوان طبقہ رسول اللہ صلعم اور دین حنیف کی عظمت کو پہچان لے اور وہ تمام شکوک و شبہات کافور ہو جائیں جو ان کے دلوں میں پیدا ہو کر انھیں کھوکھلا بنا رہے ہیں۔ ملحدین اسلام کے خلاف آواز اٹھانے والے، ظالم مستشرقین اور سامراجیت کے حامیوں کے خلاف آواز اٹھائیں جنھوں نے اسلام کے خلاف اپنی مکاریوں کا مظاہرہ کیا۔ اور تصنیف و تالیف، مقالات و محاضرات اور تدریس جیسے مختلف طریقوں سے مہلک جراثیم پھیلائے۔

---

[1] اس کتاب کی تصنیف کا آغاز ۱۳۸۷ھ میں ہوا تھا اور مشاغل کی کثرت کے باعث میں نے اسے ۱۳۹۵ھ میں مکمل کیا، پھر ۱۳۹۶ھ میں نظر ثانی اور ضروری اضافے کئے۔

AsliAhleSunnet.com

اس کتاب کی افادیت کے لئے میں نے مناسب سمجھا کہ چند مقدمات قائم کروں جن میں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ، آپ کی سچی دعوت، دین کے محاسن، ترقی یافتہ دور میں مسلمانوں کی تہذیب اور قرآن کریم کی عظمت بیان کروں جو انسانی ضروریات کی تکمیل کے لئے کافی اور سچے عقائد و مناسب تشریعات کی وجہ سے تمام آسمانی کتابوں سے برتر ہے۔ تاکہ قارئین کرام پر حق واضح ہو جائے اور ان کے لئے روشن حجت بن جائے۔ میں نے اپنی یادداشت بھر ہر ایک کا ماخذ بھی بیان کر دیا ہے اور کتاب کا نام "الاسلام والرسول فی نظر منصفی الشرق والغرب" رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس حقیر خدمت کو اپنے لئے خالص اور تمام بندوں کے لئے نفع بخش بنائے اور آخرت میں میری نجات کا ذریعہ بنائے۔

وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ والتابعین۔

مؤلف

یکم ذی القعدہ ۱۳۹۵ھ

AsliAhleSunnet.com

حصۂ اوّل

اس میں چھ ۶ مقدمات ہیں

1. بعثت سے قبل دنیا کا حال
2. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے دلائل
3. محاسن اسلام کا بیان
4. اسلاف کرام کا تمدن
5. اسلام کی خصوصیات
6. ایک شبہے کا ازالہ

AsliAhleSunnet.com

پہلا مقدمہ

بعثت سے قبل دنیا کا حال

تاریخ کا معمولی مطالعہ کرنے والے، بعثت نبوی سے قبل امتوں کی جہالت شرک و کفر جنگ وجدال، لوٹ مار، کمزوروں پر زبردستوں کے تسلط، اخلاقی بے راہ روی کے رواج سے واقفیت رکھنے والے پر یہ بات مخفی نہیں کہ دنیا انتہائی تیرہ و تاریک تھی۔ زمین ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی، لوگ اپنے حکام وسلاطین اور رؤسا دین سے نالاں تھے، کیونکہ یہود ونصاریٰ نے تورات وانجیل میں تحریف کر ڈالی تھی، رشوت خور ہو گئے تھے۔ فقراء ومساکین اور جہلا کے خون چوس ڈالے تھے، دیگر مذاہب والوں کا حال ان سے بھی بدتر تھا۔

آئیے آپ انھیں عربوں کے تفصیلی حالات ملاحظہ فرمائیں۔ جن میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث فرمائے گئے اور فارس وروم کے حالات کا مطالعہ کریں۔ جو عرب سے باہم ملی جلی زمین کی دو بڑی حکومتیں تھیں، جن کی تہذیب سے اہل عرب بھی متاثر ہو گئے تھے۔ فارس اور روم کے تذکرہ کے ضمن میں حکومت ہند پر بھی ہم روشنی ڈالیں گے (انشاء اللہ)

بعثت نبوی سے قبل عرب کی حالت

بعثت نبوی سے قبل عرب مختلف ٹولیوں میں بٹے ہوئے تھے، نہ تو ان میں محبت وبھائی چارگی تھی اور نہ ہی کسی کو اپنا سیاسی رہنما سمجھتے تھے۔ اجتماعی تنزلی کے ایسے عمیق گڈھے میں جا گرے تھے جن کی تاریخ امم میں کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ دین کے صحیح احکام اور سیاسی و اجتماعی زندگی کے اصول ومبادی سے ناواقف تھے۔ انھیں اپنی فطری شعر وشاعری، خطابت اور انشاء

AsliAhleSunnet.com

کے علاوہ دیگر علوم میں کچھ بھی مہارت نہ تھی [1] اور نہ ہی بین الاقوامی تعلقات کا تجربہ رکھتے تھے ہر قبیلہ اپنے آپ کو ایک مستقل امت سمجھتا جو لوٹ و مار کے لئے اپنے پڑوسی پر چڑھ دوڑتا۔ بت پرستی ان کا شیوہ بن چکا تھا، کچھ لوگ ستاروں کو بھی پوجنے لگے تھے۔ بعض ایسے بھی تھے جو شجر و حجر کے تقدس کے قائل تھے۔ ان کے علاوہ اور بہت سی ناپسندیدہ خصلتیں ان میں پائی جاتی تھیں۔ مثلاً شراب نوشی، قمار بازی، لوٹ و مار، جنگ و جدال اور عار کے ڈر سے نوزائیدہ بچیوں کو زندہ درگور کرنا وغیرہ۔ بسا اوقات معمولی سی بات پر ان میں باہم قتل و خونریزی کی نوبت آجاتی۔ جہالت، ظلم و زیادتی، قتل و غارت گری اور تمام بری خصلتیں ان میں عام طور سے پائی جاتی تھیں۔ البتہ چند خوبیاں بھی تھیں۔ مثلاً مہمان نوازی، پڑوسیوں کی امداد، بہادری و اقدام وغیرہ۔

فارس

اہل فارس مجوسیت کے پیرو اور آگ کے پجاری تھے۔ ادیان باطلہ کے عقائد مثلاً اباحیت اور اشتراکیت سے بڑھ کر جن کا بانی "مزدک" ہے۔ ماں، بیٹی اور بہن جیسی محرمات ابدیہ سے نکاح کرنا مباح سمجھتے تھے۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ یزدگرد (یزدجرد) دوم نے جو پانچویں صدی عیسوی کے اخیر تک حاکم تھا، خود اپنی بیٹی سے نکاح کر کے بعد میں اسے قتل کر دیا۔ چھٹی صدی عیسوی کے بادشاہ "بہرام جوبین" نے اپنی بہن سے نکاح کر لیا تھا فارس کے بادشاہ اس بات کے دعویدار تھے کہ ان کی رگوں میں خون الٰہی جاری ہے۔ اور اہل فارس انھیں خدائی درجہ عطا کرتے تھے، انھیں جملہ قوانین، ہر طرح کی تنقید اور انسانی کمزوریوں سے برتر تصور کرتے تھے، احترام کی بنا پر ان کے نام تک لینا گوارہ نہیں کرتے تھے، ان کی مجلسوں میں بیٹھنا گستاخی سمجھتے تھے اور اس بات کا بھی عقیدہ رکھتے تھے کہ ملوک فارس کا ہر انسان پر حق ہے مگر کسی انسان کا ان پر کوئی حق نہیں ہے بلکہ ہر ایک صرف سماع اور طاعت کا پابند ہے

---

[1] دور جاہلیت میں عربوں کے علوم و فنون کا بیان چوتھے مقدمے میں آئے گا۔ (ان شاء اللہ)

AsliAhleSunnet.com

اور ایرانی معاشرہ صرف حسب ونسب اور پیسے کی بنیاد پر قائم تھا، معاشرے کے تمام طبقوں میں ایک وسیع خلا تھا جسے پُر کرنے کی کوئی سبیل نہ تھی۔ ان میں کوئی باہمی ربط نہ تھا، حکومت عوام کے لئے کسی امیر یا بڑے شخص کی جائداد خریدنے پر پابندی لگاتی تھی، ان کا سیاسی اصول تھا کہ ہر شخص اپنے نسبی مرکز ہی پر قائم رہے اس سے آگے بڑھنے کی جرأت نہ کرے، کسی کے لئے یہ روا نہ تھا کہ اپنے آبائی پیشہ کے علاوہ کوئی دوسرا پیشہ بھی اختیار کر سکے۔ شاہانِ ایران پس ماندہ قوموں کو کوئی عہدہ نہیں دیتے تھے۔ اسی طرح عام طبقہ بھی ایک دوسرے سے اپنے کو ممتاز سمجھتا تھا۔ درحقیقت یہ طبقاتی فرق انسانیت کی بہت بڑی تذلیل تھی جو امراء وشرفاء کی مجلسوں میں عوام کی پیشی کے وقت ظاہر ہوتی۔ جس وقت وہ امراء وحکام کے سامنے کھڑے ہوتے تو پتھر کے مانند بے حس وحرکت ہوتے یا کتے کی طرح دم دبائے بیٹھے رہتے [1]

خلاصہ کلام یہ کہ ان کی دینی حالت بڑی ہی ناگفتہ بہ تھی کیونکہ آگ کی پرستش اور محرمات سے نکاح کی اباحیت ایسی مذموم صفتیں ہیں جنھیں کوئی بھی صاحب عقل یا ذوق سلیم رکھنے والا تسلیم نہیں کر سکتا، ان کے سربراہوں کے سیاسی حالات سے (انھیں ما فوق البشر تصور کرنا اور یہ حکم لگانا کہ لوگوں پر ان کے حقوق ہیں اور ان پر کسی کا حق نہیں ہے) رعایا پر ظلم وزیادتی اور انسانیت کی تذلیل کی ایسی مثالیں سامنے آئیں جس سے دل دہل جاتے ہیں اور ان مظلوم قوموں پر رونا آتا ہے جو بدقسمتی کے باعث ظالم سربراہوں کی ماتحتی میں آگئیں۔ ان کی اجتماعی حالت بھی کافی کمزور ہو چکی تھی۔ "مانی ومزدک" مذہبی تفریق کی بنا پر امت کا شیرازہ منتشر ہو چکا تھا۔ جس نے دعویٰ کیا تھا کہ اللہ نے مجھے اس لئے پیدا کیا ہے کہ محرمات کو حلال کروں اور عوام کے مال کو امراء اور حکام کیلئے جائز قرار دوں۔

اس غلط نظریے سے بہت سے اخلاقی جرائم پھیل گئے اور ان میں لوٹ وگھسوٹ کا ایک طویل

---

[1] ماذا خسر العالم (بتلخیص)

AsliAhleSunnet.com

سلسلہ جاری ہو گیا اور سیاسی تعلقات ختم ہو گئے ۔ حکومت لاقانونیت کا شکار ہو گئی ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ چار سال کی مدت میں نو بادشاہ ہوئے ۔

روم رومی مسیحیت کے قائل تھے ، جس میں کوئی ایسا اصول نہ تھا جس کی روشنی میں انسانی بیماریوں کا صحیح طور سے علاج کیا جا سکے ، اس پر تہذیب کی بنیاد ڈالی جائے یا اس کی روشنی میں حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے ۔ البتہ مسیحی تعلیمات پر کافی زور دیا جاتا جس سے دین توحید مٹتا گیا ۔ "بولس" کا دور آیا تو اس نے جاہلی خرافات اور بت پرستی کو رواج دے کر مسیحیت کو مٹا دیا پھر "قسطنطین" نے آکر اس کا جنازہ ہی نکال دیا ۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ مسیحیت یونانی خرافات ، رومی بت پرستی اور مصری افلاطونیت کا معجون مرکب بن گئی ۔ مسیحی تعلیمات اس طرح ناپید ہو گئیں کہ ان کی حیثیت سمندر کے مقابل میں قطرہ جیسی ہو گئی ، دن بدن بت پرستی بڑھتی گئی [1] جاہل عوام پر پادریوں نے اپنا سکہ جما لیا اپنے تقدس اور احترام کی بجا آوری ان پر ضروری قرار دے دیا ۔ ان کے مذہب پر حملہ کر کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنا دیا ۔ یہ جاہل عوام ان کے عقیدت مند ہو گئے ۔ معبودوں کی طرح ان کے تقدس و احترام کے قائل ہو گئے ۔ خدا کو چھوڑ کر ان کے سامنے اپنی جبین نیاز خم کرنے لگے ۔ بڑی بڑی نذریں ماننے لگے ۔ ان کے عبادت خانوں پر حیرت انگیز جائدادیں وقف کرنے لگے اور انجیل مقدس میں تحریف کرنے لگے ، باہم اختلاف کر کے چند سال کے اندر انجیل کو چار ٹکڑوں میں بانٹ ڈالا ۔

ان کے اجتماعی اور اقتصادی حالات کے سلسلے میں شیخ ابو الحسن علی ندوی فرماتے ہیں کہ :

مشرقی رومی حکومت انتہائی اجتماعی تنزلی اور اقتصادی مشکلات کا شکار ہو گئی ، رعیت مختلف آلام و مصائب میں گھر گئی ، رشوت خوریاں کافی بڑھ گئیں ، ٹیکس میں اس قدر اضافہ ہو گیا کہ شہری لوگ حکومت سے نفرت کرنے لگے ۔ تمام دوسری اجنبی حکومتوں کو اس پر ترجیح دینے لگے ہر طرح سے معاشی مشکلات میں مبتلا ہونے کے باوجود اسراف اور انتہائی فضول خرچی سے کام

---

[1] ماذا خسر العالم

AsliAhleSunnet.com

لینے لگے، ان کا واحد نظریہ یہ بن چکا کہ حلال و حرام ہر طرح سے مال کمایا جائے پھر آسائش زندگی اور خواہشات کی تکمیل کے لئے اسے خرچ کیا جائے۔

ان کے فضائل اور اخلاق کی بنیادیں متزلزل ہو چکی تھیں، لوگ ازدواجی زندگی پر تنہائی کی زندگی کو ترجیح دینے لگے تاکہ آزادی کے ساتھ اپنی ضروریات پوری کریں۔ عدل وانصاف کو عام سامانوں کی طرح بازاروں میں نیلام کیا جانے لگا، اس کی بیع وشراء کے لئے بھاؤ تاؤ کیا جانے لگا۔ رشوت خوری اور خیانت پر ہمت افزائی کی جانے لگی۔

چھٹی صدی کے اواخر کا مؤرخ "گبن" کہتا ہے کہ: یہ حکومت ہلاکت اور تنزلی کے آخری نقطہ پر پہنچ چکی تھی [۱]

ہندوستان

ہندوستان کی دینی وسیاسی اور معاشرتی حالت تمام ممالک سے بدتر تھی۔ لوگ دسیوں لاکھ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ یہی نہیں بلکہ آلات کتابت اور اعضاء تناسل کی عبادت روا سمجھتے تھے۔ بعض فرقوں کا حال اتنا گھناؤنا تھا کہ مرد ننگی عورتوں کی اور عورتیں ننگے مردوں کی پوجا کرنے میں شرم وعار نہیں سمجھتی تھیں، غرضیکہ انسانیت تمام برائیوں اور رسوائیوں کو برداشت کرلیتی تھی، ظالم طبقوں کا نظام اس سے بھی بدتر سمجھئے۔ کسی بھی امت کی تاریخ میں کوئی ایسا طبقاتی نظام نہیں دیکھا گیا جس میں ہندوستان کی دینی اور معاشرتی حالت سے زیادہ سختی اور انسانی شرافت کی توہین وتذلیل ہو۔ اسی وجہ سے انھوں نے شہریوں کو چار طبقوں میں تقسیم کر دیا تھا۔

(۱) برہمن : یہ بلند طبقے کے لوگ ہیں جنھیں کاہن اور پنڈت کہا جاتا ہے۔

(۲) فوجی :

(۳) کسان اور تاجر :

---

[۱] ماذا خسر العالم

AsliAhleSunnet.com

(۴) خادم : یہ طبقہ مذکورہ تینوں اعلیٰ طبقوں کا خدمت گذار ہوتا ہے اس لئے اس طبقے کا کوئی فرد ان میں کسی بھی طبقے سے شادی نہیں کر سکتا۔ یہ پسماندہ طبقہ کہلاتا ہے اس لئے اعلیٰ طبقوں کے عبادت خانوں میں بھی داخل نہیں ہو سکتا۔ انھیں غایت درجہ ذلت اور حقارت کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔

اخلاقی اور انسانی گراوٹ انتہا درجہ کو پہنچ چکی تھی حتیٰ کہ اعضاء تناسل کی پوجا کے ضمن میں اجنبیہ عورتوں کو بھی مباح قرار دے دیا گیا تھا۔ یہ انسانیت سوز قباحت اس درجہ پر پہنچ چکی تھی کہ دولہا کی خیر و برکت کے لئے دولہن کے ساتھ شب زفاف ہندوستانی کاہن گزارتا تھا [1]

(نعوذ باللہ من ذلک)

چین، یورپ اور دنیا کے تمام ممالک کی دینی اور اخلاقی حالت اگر فارس، روم اور ہندوستان سے گری ہوئی نہیں تو اچھی بھی نہ تھی۔

اقوام عالم کی مذکورہ حالت کا جائزہ لینے کے بعد یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ پوری دنیا ایسے رسول کی بعثت کی محتاج تھی جو انھیں وحدانیت کی دعوت دے، شرک و کفر سے ان کے نفوس کا تزکیہ کرے ان سے رؤسا اور حکام کے ظلم و بربریت کا خاتمہ کرے انھیں عزت نفس اور آزادی بخشے، ان میں انصاف اور صالح نظام قائم کرے، انھیں آداب زندگی اور پاکیزہ اخلاق کا سبق دے اور صحیح معنوں میں ایسا دین سکھلائے جو سعادت دارین کا ذریعہ بنے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی فریاد رسی کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم کے لئے رسولِ رحمت بنا کر بھیجا اور آپؐ کو پاکیزہ اخلاق اور بہترین خصلتوں سے نوازا اور علمی و حسی معجزات سے آپؐ کی تائید فرمائی تاکہ آپ کی نبوت کی صداقت اور صحتِ رسالت پر ٹھوس دلیل اور برہان بین ثابت ہوں۔

○

---

[1] ماذا خسر العالم (بایجاز و تلخیص)

AsliAhleSunnet.com

دوسرا مقدمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے دلائل

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی صداقت اور آپ کی رسالت عام ہونے پر ہمارے پاس بہت سے اہم اور ٹھوس دلائل موجود ہیں جن کو احاطۂ تحریر میں لانا مشکل ہے۔ یہ دلائل اس قدر روشن اور بلند ہیں کہ ہر دانشمند سنتے ہی فوراً انھیں تسلیم کر لیتا ہے۔ پاکیزہ نفوس اس طرح سے انھیں باور کر لیتے ہیں کہ آپ کے صادق و مصدوق اور سارے جہان کے لئے ہادی و رحمت ہونے میں پھر کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی ہے۔ ذیل میں ہم چند دلائل و براہین پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

عقلی دلائل[1]

(۱) جو شخص آنحضورؐ کی سیرت طیبہ اور بلند و پاکیزہ اخلاق پر غور و فکر کرے گا اسے آپ کی نبوت کی صداقت پر کامل یقین ہو جائے گا۔ آپ کی ولادت

---

[1] البتہ نقلی دلائل میں بعض وہ ہیں جن کی بشارت تورات اور انجیل نے دی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ اعراف میں فرمایا: الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورات والانجیل۔ وہ لوگ ایسے رسول نبی امی کی اتباع کرتے ہیں جس کا لکھا ہوا ثبوت اپنے پاس تورات اور انجیل میں پاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مسیحؑ کے بارے میں فرمایا: ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ مسیحؑ کہتے ہیں میں ایسے رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔

بعض اہل علم کا بیان ہے کہ زردشت فارسی نے آنحضورؐ کے اوصاف اور آپکی بعثت (باقی ص ۲۶ پر)

AsliAhleSunnet.com

سے بعثت تک حتی کہ وصال تک کی جملہ صفات کسی اور بشر میں کمل طور سے نہیں پائی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سیرت اور صورت دونوں خوبیوں سے نوازا تھا، آپ کی ہیئت ہی نبی مبعوث کی تھی۔ آپ فطری طور پر بچپن ہی سے بت پرستی سے غایت درجہ نفرت کرتے تھے۔ قوم جن معبودان باطل کو اپنے نفع و نقصان کا مالک سمجھ کر ان سے مدد چاہتی تھی آپ ان کے سخت مخالف تھے اسی طرح آپ لہو ولعب، شراب و مستی اور بری چیزوں کو ناپسند فرماتے رہے حتی کہ دور شباب میں بھی ان غلط چیزوں کی طرف کبھی مائل نہیں ہوئے۔

(۲) محمد احمد جاد مولیٰ کا قول ہے کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام بنی نوع انسان سے زیادہ پاک دامن، شریف، فصیح اللسان، سچے، امانت دار، باہمت، جوانمرد اور سخی تھے۔ آپ میں بردباری، صبر و شکر، انصاف و پاکیزگی، تواضع و خاکساری، بہادری و حیا، سخاوت و عفت اور نرم کلامی جیسی تمام خوبیاں پائی جاتی تھیں۔

آپ کی شان میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا! انک لعلی خلق عظیم [۱] واقعی آپ کے اخلاق بہت ہی بلند ہیں اس لئے آپ کے جملہ بلند و برتر صفات، مکمل و پاکیزہ اخلاق و اعمال، آپ کی نبوت و رسالت کی صداقت، تمام انبیاء اور رسل میں آخری نبی ہونے اور سارے جہان کے لئے رحمت ہونے پر بلند و برتر حجت و دلیل کیوں نہ ہوں [۲]

ص ۲۵ کا بقیہ: کے بارے میں اپنی کتاب میں لکھا ہے جیسا کہ گوتم بدھ نے بھی آپ کا تذکرہ کیا ہے۔

آنحضورؐ کی صداقت پر قرآن کریم کے دلائل تو سب سے برتر و بالا ہیں مگر موجودہ دور میں چونکہ ایسے لوگوں کی اکثریت ہو گئی ہے جن کے عقائد نقلی دلائل کے سلسلے میں کمزور ہو چکے ہیں لہٰذا ہم نے عقلی دلائل پر اکتفا کیا ہے۔

[۱] محمد المثل الکامل۔

[۲] غیر انبیاء اگر بہادری، امانت داری اور سخاوت جیسے بعض صفات کریمہ سے متصف ہوں تو ہمارے دعویٰ پر کوئی اعتراض لازم نہیں آتا کیونکہ ہم نے یہ کہا ہے کہ جملہ صفات کامل طور پر آپ کے علاوہ کسی اور (باقی ص ۲۷ پر)

AsliAhleSunnet.com

آپ کے بلند اخلاق، آپ کی امانت داری و بردباری اور آپ کے محبوب ہونے پر سب سے بڑی دلیل آپ پر اہل عرب کا اعتماد اور آپ کے فیصلہ پر رضامندگی کا اظہار ہے، جس وقت حجر اسود نصب کرنے کا موقع آیا، قریب تھا کہ اہل عرب کا باہمی اختلاف قتل و خونریزی تک پہونچ جائے مگر ایسے نازک موقع پر حجر اسود نصب کرنے کے لئے آپ ہی کو حکم منتخب کیا گیا اور آپ کی حکمت عملی سے وہ اختلاف اس طرح سے رفع ہو گیا کہ آپ نے اپنے دست مبارک سے پتھر ایک چادر میں رکھ کر حکم دیا کہ ہر قبیلہ کا سردار اس کا ایک کنارہ اٹھائے۔

(۳) نبوت سے قبل صداقت اور امانت میں آپ کے مشہور ہونے کی بنا پر لوگوں نے آپ کو "امین" کا لقب دیا۔ اور کسی معاملے میں آپ کی طرف جھوٹ کی نسبت نہیں کی۔ لوگوں نے آپ سے دشمنی و مخالفت کی اور اپنی عداوت و ایذا رسانی کا ہر طرح سے اظہار کیا۔ آپؐ پر اپنی مرضی اور شیطان کی خواہش کے مطابق ہر طرح کی الزام تراشیاں کیں مگر کبھی آپ کو جھوٹا نہیں گردانا یہاں تک کہ جب آپ نے بادشاہِ روم "ہرقل" کے پاس خط لکھ کر اسے اسلام کی دعوت دی تو اس نے پوچھا "من من العرب ھنا"،

صـ۲۶ کا بقیہ:۔ بشر میں نہیں پائی جاسکتیں کیونکہ کسی بشر نے یہ نہیں چاہا کہ محمدؐ کے علاوہ کسی اور میں اللہ تعالیٰ یہ جملہ محاسن جمع کر دیں: کہنے والے نے سچ کہا ہے۔

وعلی تفنّن واصفیہ بوصفہ　　　یفنی الزمان وفیہ مالم یوصف

آپ کی خوبیاں بیان کرنے والے کی فنکاریوں پر زمانہ ختم ہو جائے مگر آپ کی خوبیاں مکمل طور پر بیان نہیں کی جاسکتیں اسی طرح دوسرے شاعر نے کیا ہی اچھا کہا ہے:

فان فضل رسول اللہ لیس لہ　　　حد، فیعرب عنہ ناطق بفم

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کی کوئی حد نہیں کہ کوئی بیان کرنے والا زبان سے بیان کر سکے۔

فاق النبیین فی خلق و فی خُلُق　　　ولم یدانوہ فی علم و فی کرم

آپ سیرت اور صورت دونوں میں تمام انبیاء سے برتر ہیں علم اور سخاوت میں وہ آپ کے ہمسر نہ ہو سکے۔

AsliAhleSunnet.com

عرب میں سے کون یہاں آیا ہے ؟ لوگوں نے کہا حجاز کا ایک قافلہ ۔ پھر "ہرقل" نے قریش کے سردار ابوسفیان کو بلا کر چند سوالات کئے جن میں پہلا سوال یہ تھا کہ آیا کمزور ان کی اتباع کرتے ہیں یا رؤسا اور دولتمند ؟ ابوسفیان نے کہا کمزور اور فقراء ۔ "ہرقل" نے کہا : ایسے ہی انبیاء کے متبعین ہوا کرتے ہیں ۔ پھر سوال کیا کہ کیا انھیں کبھی جھوٹا پایا ہے ؟ کہا : نہیں "ہرقل" نے کہا : لوگوں سے جھوٹ نہ بول کر اللہ سے جھوٹ نہیں بول سکتے ۔

آپ کے سچے ہونے پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ نبوت اور رسالت کے دعویٰ کی بنا پر لوگوں نے آپ سے اختلاف کیا ، دشمنی کی اور آپ سے بغض وعناد رکھا ۔ پھر بھی اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھتے رہے ۔ جس وقت آپ نے مدینہ منورہ کی ہجرت کا ارادہ فرمایا حضرت علی رض سے فرمایا کہ میرے بستر پر سو جائیں اور صبح لوگوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیں ۔ آپ کی امانت داری جب اس بلند درجے تک پہونچ گئی کہ ہر دوست و دشمن کے نزدیک آپ قابل اطمینان اور امین ہو گئے تو آپ کے لئے یہ محال ہو گیا کہ اللہ کے ساتھ خیانت کریں اس پر اتہام باندھیں اور جھوٹ اپنے نبی مرسل ہونے کا دعویٰ کریں کیونکہ ایسا کرنے والا جھوٹا اور خائن ہے حاشا وکلا ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان تمام غلط باتوں سے محفوظ رکھا ۔

(۴) آپ کی رسالت سچی ہونے پر ایک واضح اور بڑی دلیل یہ ہے کہ آپ یتیم و محتاج تھے اور جاہل قوم میں امی پیدا ہوئے جیسا کہ قرآن شاہد ہے ۔ هو الذى بعث فى الاميين رسولاً منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلال مبين [۱]

اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے اَن پڑھ قوم میں انھیں میں سے ایسا رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں ، ان کا تزکیہ نفس کرتے ہیں کتاب اللہ اور سنت کی تعلیم دیتے ہیں اگرچہ

---

[۱] سورة الجمعه ۲

AsliAhleSunnet.com

وہ لوگ پہلے سے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: ورحمتی وسعت کل شیئ فسأکتبھا للذین یتقون و یؤتون الزکوٰۃ والذین ھم بآیٰتنا یومنون ۝ الذین یتبعون الرسول النبی الأمی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل [1] میری رحمت دنیا میں ہر چیز کو عام ہے میں آخرت میں اسے ان لوگوں کو دوں گا جو کفر اور معاصی سے بچتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور میری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ جو لوگ رسول امی کی اتباع کرتے ہیں جسے وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

عربوں کا ان پڑھ ہونا پوری امت میں عام تھا۔ حتی کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اور آپ نے بتوں کی تردید کرتے ہوئے انھیں توحید کی دعوت دی تو مکہ میں تقریباً بیس نفر کے علاوہ کوئی شخص فن قرأت وکتابت جاننے والا نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے۔ جیسا کہ آیات بالا میں اللہ تعالیٰ نے الرسول النبی الامی خود فرمایا ہے۔ آپ نے نہ قرأت [2] وکتابت سیکھی اور نہ مکہ میں کوئی معلم اور مدرسہ تھا اور نہ ہی آپ کو کسی عالم یا راہب کی صحبت کا اتفاق ہوا۔ دور دراز تک پوری سوسائٹی جہالت اور لاعلمی کا شکار

---

[1] سورۃ الاعراف

[2] میں نے امیت رسول کے موضوع پر "الرد الشافی الوافر علی من نفی امیۃ سید الأوائل والأواخر" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں تمام عقلی و نقلی دلائل اور مفسرین و محدثین اور ادبا و مورخین کے اقوال جمع کرکے وضاحت کی ہے کہ آپ اپنے وصال تک امی ہی تھے اور ماہرین استشراق اور اسلام اور علم و ثقافت کا دعویٰ کرنے والے ان کے تلامذہ کے ان تمام شکوک وشبہات کا ازالہ کیا ہے جن میں وہ مبتلا تھے اور ان سے امیت رسول کی نفی کے لئے اپنے نظریات سے لوگوں کے خیالات مسموم بنا رہے تھے مزید معلومات کے لئے مذکورہ کتاب ملاحظہ ہو۔

AsliAhleSunnet.com

تھی ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حصول علم حتیٰ کہ قرأت یا کتابت[1] سیکھنے کی غرض سے بھی نہیں نکلے ۔ آپ حسن سیرت ونیت، تمام فضائل سے متصف اور جملہ عیوب سے پاک تھے ۔ جب آپ کی عمر عزیز چالیس سال کی ہوئی تو آپ پر وحی مبین کا نزول شروع ہوا اور اللہ نے آپ کو سارے جہان کا رسول بنایا۔ آپ نزول وحی سے قبل بچپن اور جوانی کی عمر میں بلند اخلاق اور سیرت عاطرہ کے حامل تھے تو نبوت کے بعد ہونا یقینی بات ہے ۔ آپ سارے انبیاء کرام کی طرح معصوم تھے ۔ آپؐ کی اُمیّت میں دو شخص کا باہم اختلاف نہیں ہوا اور عرب خصوصاً قوم قریش کی امیّت میں دو شخص کا باہم ٹکراؤ نہیں ہوا ۔ آپ نے قریش میں چالیس سال کی زندگی گذاری مگر کسی نے آپ پر کوئی عیب نہیں لگایا ۔ آپ عام انسانوں کی طرح تھے فرق صرف اتنا تھا کہ بلند وبالا اخلاق میں ان سے بڑھ کر تھے اور آپ ان کے پاس کتاب مبین لائے جو شریعت واحکام اور آداب زندگی میں گذشتہ تمام آسمانی کتابوں سے بڑھ کر ہے جس نے اپنی انتہائی فصاحت وبلاغت سے پوری عرب دنیا کو اس جیسا ایک ٹکڑا بھی پیش کرنے سے عاجز کر دیا اللہ تعالیٰ نے انھیں " وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فأتوا بسورۃ

---

[1] مگر آنحضورؐ اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ مکہ سے نکلے تھے تو اس وقت آپ کی عمر عزیز بارہ[12] سال کی تھی ۔ آپ نے تحصیل علم کی خاطر کبھی اپنے چچا کا ساتھ نہیں چھوڑا ۔ چند گھنٹے کے لئے بھی کسی عالم کی خدمت میں نہیں تشریف لے گئے ۔ چند ماہ یا چند سال تو دور کی بات ہے ۔ ایک بار بحیرا نے آپ کو دیکھا تو آپ کے چچا ابو طالب سے کہا کہ مجھے یہود سے ڈر ہے اسلئے آپ ان کو اپنے ہمراہ لے جائیں چنانچہ وہ آپ کو واپس لے گئے ۔ دوسری بار آپ مکہ سے حضرت خدیجہ بنت خویلد کے مال کی تجارت کی غرض سے ان کے غلام میسرہ کے ہمراہ مکہ سے ملک شام گئے اس وقت آپ کی عمر عزیز پچیس[25] سال کی تھی ظاہر بات ہے کہ چچا کے ہمراہ مکہ سے نکلنے کے وقت آپ چھوٹے تھے حصول علم بھی مقصود نہ تھا اور دوسری بار نکلنا محض تجارت کی غرض سے تھا قرأت یا حصول کتابت کے لئے نہ تھا ۔ کسی پادری، راہب یا عالم کے پاس کبھی جانے کا اتفاق نہیں ہوا کہ کہا جاسکے کہ آپ نے ان سے علم حاصل کیا ہے ۔ پھر آپ نے جو کچھ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے موسوی اور عیسوی مذہب سے اس کی صرف بنیادی اصول میں مشابہت رہی کیونکہ یہود ونصاریٰ نے اپنے مذہبی احکام میں تحریف کرکے ان کی شکل ہی بگاڑ ڈالی تھی ۔

AsliAhleSunnet.com

من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین لے (اور اگر تمھیں ہمارے بندے پر نازل کی ہوئی کتاب کے بارے میں شبہ ہے تو اس جیسا کوئی ٹکڑا لاؤ اور اللہ کے ماسوا اپنے گواہوں کو بھی بلاؤ اگر تم اپنے قول میں سچے ہو) سے چیلنج دے کر معارضہ سے عاجز کر دیا جس پر وہ کذب بیانی استہزار اور مختلف طرح سے ایذارسانی کے درپے ہوگئے۔ آپ کے مدینہ طیبہ ہجرت کرنے کے بعد انھوں نے کھلم کھلا لوٹ پاٹ اور غارت گری مچائی اور فصاحت و بلاغت پر ناز کرنے کے باوجود قرآن مقدس سے معارضے کی تاب نہ لاکر عاجز رہے تو غیر عرب کا عاجز رہنا یقینی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے " قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ أن یاتوا بمثل ھٰذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا "۲ے اگر تمام انس وجن اکٹھا ہو کر قرآن جیسا کلام لانا چاہیں تو نہیں لاسکتے بعض بعض کا معاون ہی

لے سورۃ البقرہ ۲ے سورۃ الاسراء۔

اعجاز قرآن کی چند وجوہات ہیں۔ قرطبی نے کل دس بتلائی ہیں ہم ذیل میں چھ صورتیں ذکر کرتے ہیں ملاحظہ ہو:

(الف) انوکھی ترتیب جو عرب اور غیر عرب کی تمام زبانوں کی ترتیب سے جدا ہے۔ نظم قرآن اور نظم شعر میں کوئی نسبت نہیں ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ" نہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر سکھلایا اور نہ ان کے لئے مناسب ہی ہے۔

(ب) بہترین اسلوب جو عرب کے تمام اسالیب سے نمایاں ہے۔

(ج) معنوی خوبیاں جو کسی بھی طرح سے کسی انسان کے کلام میں نہیں پائی جاسکتیں مثال کے طور پر سورۂ "ق" وغیرہ میں غور کیجئے۔

(د) قرآن مجید میں ابتدائے آفرینش سے رسول امی صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے کے وقت تک کے جملہ امور کی اطلاع دی گئی ہے۔ مثلاً امتوں کے ساتھ انبیاء کے واقعات، گذشتہ صدیوں کے حالات، اصحاب کہف، موسیٰ وخضر اور ذوالقرنین کے سلسلہ میں یہود کے سوالات اور ان کا چیلنج وغیرہ جنھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے پیش کیا اور ان کی صحت کا علم سابقہ آسمانی کتابوں سے ہو چکا تھا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

AsliAhleSunnet.com

کیوں نہ ہو۔

قرآن مجید تمام انسانی ضروریات اور بنیادی مسائل پر مشتمل ہے جن میں دنیا و آخرت دونوں کی سرخروئی ہے مثلاً اللہ، اس کے رسول، اس کے فرشتے، اس کی آسمانی کتابیں اور آخرت وغیرہ پر ایمان لانا۔ دراصل ان غیبی امور پر ایسے عقلی اور فطری دلائل پیش کئے گئے ہیں جن کی کسی عقل سلیم کو انکار کی گنجائش نہیں۔ عبادات و اخلاقیات، معاملات و اصلاح معاشرہ، سیاست و اجتماع سے متعلق ایسے مسائل بیان کئے گئے ہیں کہ اگر ازل سے ابد تک کے تمام اصحاب شریعت اس جیسی شریعت پیش کرنا چاہیں نہیں پیش کر سکتے چہ جائے کہ اس سے بہتر پیش کر سکیں۔ مختلف جماعتیں و ملتیں، فلاسفہ و علماء مل کر اگر کتاب مقدس کے کسی علمی نظریہ کو باطل کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ جن امور غیب کی نشان دہی کی گئی ہے ان میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں ہے۔ وجود باری تعالیٰ پر سب سے قوی دلیل[1] یہ ہے کہ قرآن مجید

صفحہ ۳۱ کا بقیہ: (ھ) مستقبل میں پائے جانے والے ایسے امور غیب کی اطلاع دی گئی ہے جو صرف وحی الٰہی کے ذریعہ معلوم ہو سکتے ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ آمنین"، انشاء اللہ تم لوگ سلامتی کے ساتھ ضرور مسجد حرام میں داخل ہوگے۔ دوسری جگہ فرمایا: "غلبت الروم فی أدنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون" رومی ملتے ہوئے ملک میں مغلوب ہو گئے ہیں اور وہ اس مغلوب ہونیکے بعد عنقریب غالب ہوں گے۔

(و) قرآنی آیات کے تمام ظاہری اور باطنی مفاہیم میں بلا کسی اختلاف کے تناسب پایا جاتا ہے۔ فرمان باری ہے "ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا" اور اگر قرآن اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں وہ کافی اختلاف پاتے۔

[1] گذشتہ ص ۲۸ کے تحت ہم کہہ چکے ہیں کہ (آنحضورؐ کی رسالت کی صداقت پر "سب سے بڑی اور واضح دلیل یہ ہے کہ) اور یہاں ہم نے (رسالت کی صداقت اور صحت نبوت پر "سب سے قوی دلیل") کہا ہے، آپ ان دونوں تعبیروں میں تعارض نہ سمجھیں کیونکہ پہلے میں "بڑے اور واضح"، آپ کے امی ہوتے ہوئے جملہ صفات سے (باقی اگلے صفحہ پر)

AsliAhleSunnet.com

اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے۔ اور محمدؐ کی رسالت کی صداقت اور نبوت کی صحت پر قوی دلیل یہ ہے کہ قرآن کا نزول آپ ہی پر ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے وجود اور نبوت کی صداقت پر جو دلیلیں پیش کی گئی ہیں ان میں وہی شخص شک کر سکتا ہے جو عقل کا اندھا اور انسانیت سے خارج ہو۔

(۵) امور غیب کے سلسلے میں آپ کی اطلاع :

اس کی دو قسمیں ہیں :

اوّل — : معجزۂ عظمیٰ یعنی قرآن کریم کی زبان سے غیبی امور کی خبر دینا۔

دوم — : آپ کا اپنی زبان مبارک سے امت میں پائے جانے والے غیبی امور کی خبر دینا۔

پہلی قسم : قرآن مجید کے واسطہ سے جن غیبی امور کی خبر دی گئی ہے وہ بہت زیادہ ہیں۔ تطویل کے ڈر سے ہم چند واقعات پر اکتفار کرتے ہیں ملاحظہ ہو :

۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : " وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم " ۱؎ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے مومنین اور عمل صالح کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ لوگوں کی طرح ضرور انھیں زمین میں خلیفہ بنائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ خلفائے راشدین کی خلافت سے پورا ہو چکا۔ جنھوں نے بہت سے ممالک فتح کئے، دین اسلام کی نشر و اشاعت کر کے اسے ایسا مستحکم بنا دیا جس کی قوت سے بڑے بڑے شاہنشاہ عالم بھی ڈرنے لگے۔

ص۳۲ کا بقیہ :۔ متصف ہونے، علوم اور امور غیب کی خبر دینے کے اعتبار سے کہا گیا ہے اور یہاں "سب سے قوی دلیل"، قرآن عظیم کے نزول اور آپ کے لئے اس کے معجزۂ عظمیٰ ہونے کے اعتبار سے کہا گیا ہے کہ اس نے تمام جن و انس کو اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز کر دیا ہے۔ ۱؎ سورۃ النور

AsliAhleSunnet.com

(۲) دوسری جگہ فرمایا: "الٓمٓ غلبت الروم فی أدنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین للہ الامر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المومنون بنصر اللہ" رومی ملتے ہوئے ملک میں مغلوب ہو گئے اور وہ اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برسوں میں پہلے اور پچھلے سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہے اور مومنین اس دن اللہ کی مدد سے خوش ہو جائینگے۔

فارس اور روم کے مابین جنگ چھڑی، اہل فارس کی فتح یابی پر مشرکین مکہ خوش ہو گئے کیونکہ اہل فارس مجوسی تھے اہل عرب کی طرح ان کے پاس کوئی کتاب یا دین سماوی نہ تھا، مسلمان رومیوں کی فتح یابی چاہتے تھے کیونکہ وہ اہل کتاب تھے اس لئے فارس کی فتح یابی کا تذکرہ آنحضور ؐ سے کیا آپ نے فرمایا کہ اہلِ فارس ضرور مغلوب ہوں گے، اس کا تذکرہ حضرت ابوبکرؓ نے مشرکین سے کیا تو پانچ سال کے لئے اونٹ کی ایک متعینہ تعداد پر دونوں فریق میں شرط قرار پا گئی [۱] مدت ختم ہونے تک اہل روم فتحیاب نہ ہو سکے تو حضرت ابوبکرؓ نے آنحضور ؐ سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں تم نے اس مدت کو دس سے کم رکھا۔ ابن جبیر کہتے ہیں کہ "بضع" کا اطلاق تین سے دس تک ہوتا ہے۔ پھر قرآن کریم کے "وھم من بعد غلبھم سیغلبون" کے فیصلہ کی روشنی میں رومیوں کو چند سال پہلے فتح نصیب ہوئی اور اللہ اور اس کے رسول کی پیشینگوئی پوری ہو گئی

(۳) دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔ "سیھزم الجمع [۲] ویولون الدبر [۳]" عنقریب مجمع شکست کھائے گا اور لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔

---

[۱] یہ شرط ہجرت سے قبل لگائی گئی تھی اور رومیوں کو فتحیابی حدیبیہ کے سال ہوئی۔ جوا بازی کی حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے یہ شرط اُبی ابن خلف سے دس قلائص پر لگائی گئی تھی، مدت پوری ہو جانے پر حضرت ابوبکرؓ نے مدت میں اضافہ چاہا اس لئے بعد میں سو اونٹنیوں پر اتفاق ہو گیا۔

[۲] بدر میں مشرکین کا جمع ہونا مراد ہے۔ [۳] سورۃ القمر ۱۲

AsliAhleSunnet.com

ایک مقام پر اور فرمایا: واذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین لہ انہا لکم وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم ویرید اللہ ان یحق الحق بکلماتہ ویقطع دابر الکافرین ۲؎

اور جب اللہ تعالیٰ دو جماعتوں میں سے ایک کا تم سے وعدہ کر رہا تھا کہ وہ تمہارے ہاتھ لگے گی اور تم چاہتے تھے کہ کمزور پر تم کو غلبہ ہو اور اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ حق کو ثابت کر دے اپنی باتوں سے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔

یہ وعدہ بدر کے دن پورا ہوا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام فتحیاب ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو ذلیل و رسوا کر دیا۔ ان میں سے ستر قتل کر دئے گئے اور اسی تعداد میں قید بھی کئے گئے۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ آمنین محلقین رؤسکم ومقصرین لا تخافون فعلم ما لم تعلموا فجعل من دون ذلک فتحا قریبا۔ سورۃ الفتح ۳؎

لہ الطائفتان: سے مراد شام سے آنے والا قافلہ قریش ہے جس کے سردار ابوسفیان بن حرب تھے اور وہ لشکر ہے جسے مکہ والوں نے قافلہ کی حفاظت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے لڑنے کے لئے تیار کیا تھا۔ قافلہ کا سامان دیکھ کر بہت سے مسلمانوں نے چاہا کہ اسے مال غنیمت بنالیں جیسا کہ "وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم" آیت کا ٹکڑا خود اس کی وضاحت کر رہا ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی نصرت وحمایت، اسلام کو سربلند اور کافروں کو بیخ و بن سے اکھاڑنا چاہا تھا۔ اس لئے فریقین کے دل میں قتال کی الفت ڈال دی اور واقعہ بدر پیش آگیا جس میں فتح و نصرت مسلمانوں کے شامل حال رہی۔ ۲؎ سورۃ الانفال

۳؎ فتح قریب سے عمرہ کے لئے مکہ میں داخل ہونے سے پہلے کی وہ صلح مراد ہے جو صلح حدیبیہ کے (باقی ص ۳۶ پر)

AsliAhleSunnet.com

اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تم ضرور مسجد حرام میں بے خوفی کے ساتھ داخل ہو گے اپنے سروں کے بال مونڈتے ہوئے اور کترتے ہوئے تمھیں کسی کا ڈر نہ ہوگا۔ پھر جان لیا جو تم نہیں جانتے، پھر اس سے ورے ایک فتح نزدیک مقرر کر دی،،

نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے لئے یہ وعدہ پورا ہوا۔ چنانچہ سب لوگ صلح حدیبیہ کے ایک سال بعد عمرہ کے لئے مکہ آئے اس عمرہ کو عمرۂ قضار کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا آیات سے وہ تمام حقیقتیں واضح ہو گئیں جن کے بارے میں آپ نے اپنے صحابہ کرام کے دور میں ظاہر ہونے کی خبر دی تھی۔ صحابہ کرام کے دور کے بعد خصوصًا ہمارے دور میں آپ کی جو پیشین گوئیاں صحیح ثابت ہوئیں۔ ان کے بارے میں بھی چند آیات ملاحظہ ہو تاکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کبریٰ کا صحیح مفہوم آپ کی سمجھ میں آجائے اور قارئین وسامعین ہر ایک کے لئے باعثِ رشد و ہدایت ہو اور ان لوگوں کے ایمان و عمل میں اضافہ ہو جو شریعت اسلامیہ اور صاحب شریعت اور قرآن کا مفہوم سمجھنے سے قاصر رہے ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دور میں ثابت ہونے والی جن نشانیوں کے سلسلہ میں خبر دی تھی ان میں سے صرف تین آیتوں کا ذکر ہم کر رہے ہیں:

۱۔ ارشاد باری ہے: وآیۃ لھم انا حملنا ذریتھم فی الفلک المشحون و خلقنا لھم من مثلہ ما یرکبون [1] ان کی ایک نشانی یہ ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں اٹھالیا اور ان کے واسطے ہم نے اس جیسی کشتی بنادی جس پر وہ سوار ہوتے ہیں۔

صـ ۳۵ کا بقیہ :۔ نام سے مشرکین اور آپ کے درمیان قائم ہوئی تھی۔ اسی صلح کو فتح کے نام سے موسوم کیا گیا۔ کیونکہ اس کے بعد مشرکین مسلمانوں سے ملے اور بہتوں نے حقیقت اسلام اور آپؐ کی دعوت کی صداقت کو سمجھا، انھیں ہدایت ملی اور اللہ کی مشیت سے فتح مکہ سے پہلے ایمان لے آئے [1] سورہ یٰسٓ

AsliAhleSunnet.com

شیخ غماری نے فرمایا کہ: حجم اور بکثرت مسافروں اور سامانوں کو لیجانے میں کشتیوں سے مشابہت موجودہ دور کی موٹر بسیں رکھتی ہیں جو دسیوں مسافروں کو مع سامان اٹھاتی ہیں اور لمبائی و بلندی میں پہاڑوں کے مانند ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سمندری کشتیوں کو پہاڑوں سے تشبیہ دی ہے ویسے یہ کشتیاں ریل گاڑیوں سے زیادہ مشابہت رکھتی ہیں کیونکہ یہ جسامت اور بوجھ ڈھونے میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ جن مفسرین نے آیت کی تفسیر اونٹ سے کی ہے وہ اس اعتبار سے معذور ہیں کہ ان کے زمانے میں اونٹ کے علاوہ سواری اور بکثرت سامان ڈھونے میں کشتیوں کے مشابہ کوئی دوسری سواری نہ تھی۔ لہٰذا وہ اونٹ مراد لینے پر مجبور ہو گئے [1] جو دو[2] وجہوں کی بنا پر صحیح نہیں ہے۔

---

[1] اس عبارت سے وہم ہوتا ہے کہ مفسرین نے "من مثلہ ما یرکبون" کی تفسیر صرف اونٹ سے کی ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ کہ منجملہ تفسیروں میں سے، یہ بھی ایک تفسیر ہے۔ کیونکہ اس وقت اہل عرب "سفینہ" کا اطلاق اونٹ پر کرتے تھے۔ جیسا کہ مقولہ ہے۔ "سفائن بر والسراب بحادھا" خشکی کی کشتیاں جن کے سمندر سراب ہیں۔ حضرت ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر (ان کشتیوں جیسی کشتیاں) مذکور ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ حافظ ابن کثیر اور علامہ ابن الجوزی نے حضرت ابن عباسؓ کے واسطہ سے "من مثلہ ما یرکبون" کی تفسیر اونٹ سے کی ہے جو خشکی کی کشتیاں ہیں۔ اور انھیں سواری اور بوجھ ڈھونے کے کام میں لاتے ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے مانند کشتی مراد ہے۔ اس قول کی تائید علامہ ابن جریر اور علامہ ابن کثیر دونوں نے کی ہے۔ علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں تیسرے قول کا اضافہ کیا ہے۔ یعنی اونٹ چوپائے اور سواری کے کام میں لائی جانے والی تمام چیزیں مراد ہیں۔ اس تفسیر میں عموم ہے۔ لہٰذا ٹرین، موٹر اور جہاز وغیرہ سبھی سواریاں داخل ہو جائیں گی۔ کیونکہ "کل ما یرکب" میں مفعول محذوف ہے جو عموم پر دال ہے لہٰذا اصل عبارت یوں ہو گی۔ کل ما یرکب براً وبحراً وجواً سواء کان صغیرا او کبیرا" یعنی خشکی، سمندر اور خلا میں چلنے والی تمام چھوٹی اور بڑی سواریاں جو سواری کے کام میں لائی جا سکیں۔

AsliAhleSunnet.com

(بقیہ حاشیہ)

پہلی وجہ : یہ کہ کشتیاں دسیوں آدمیوں کو مع ان کے سامان اٹھا لیتی ہیں اور ساتھ ہی اس میں دوسرے

صـ۳۷ کا بقیہ :۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیخ غماری سے پہلے بھی بعض قدیم مفسرین نے آیت کو ہر سواری پر محمول کیا ہے جیسا کہ موجودہ دور کے بعض مفسرین مثلاً علامہ طنطاوی اور عبد الفتاح نے قدیم مصری تفسیر حجازی نے "التفسیر الواضح" اور مراغی نے اپنی تفسیر میں مذکورہ آیت کے تحت ریلوے لائن، بادبانی کشتیاں اور سواری و جنگی نیز بار برداری والے جہازوں کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا کہ : مذکورہ سواریاں پائی جانے کی بنا پر قرآن مجید کے "یرکبون" کا معنی متعین نہیں کیا جا سکتا کیونکہ پردہ غیب سے عالم وجود میں ابھی دوسری سواریاں بھی آسکتی ہیں۔ اور اعجاز قرآن کا یہی مفہوم بھی ہے (تفسیر المراغی ج ۲۳)

مگر اس پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں :

اوّل : یہ کہ اللہ تعالیٰ کے قول "وخلقنا لهم من مثله" سے ذہن میں صرف نوح علیہ السلام جیسی سمندری کشتی آتی ہے۔

جواب : مثلیت کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ ہر چیز میں من کلّ الوجوہ مشابہت ہو۔ لہٰذا بادبانی کشتیاں جن میں سَو دو سَو نفر سوار ہو جاتے ہیں یا وہ اسٹیمر جن میں ہزاروں آدمی سوار ہو سکتے ہیں بدرجہ اولیٰ مراد لئے جا سکتے ہیں اگرچہ وہ حجم، مادے اور ساخت میں کشتیوں کے مانند نہیں ہیں۔ اسی طرح مثلیت کے مفہوم میں ٹرینیں اور بسیں بھی آجائیں گی جنھیں برّی کشتیاں کہتے ہیں۔

دوم : اللہ تعالیٰ نے "ان نشأ نغرقهم" میں لفظ غرق فرمایا ہے جو دریا ہی کے لئے مناسب ہے کیونکہ کوئی شخص خشکی پر غرق نہیں ہو سکتا اسلئے بسیں اور ٹرینیں جو خشکی کی سواریاں ہیں مراد نہیں ہو سکتیں۔

جواب : قرآن عربوں کی زبان میں نازل ہوا، اس کی بعض آیتیں ہر زمانے کی مناسب چیزوں کی تفسیر کرتی ہیں۔ قدیم زمانہ میں اس کی تفسیر دریائی سواریوں سے کرنی حقیقت پر مبنی تھی مگر موجودہ دور میں ٹرین، بس اور اسٹیمر وغیرہ سے کرنی واقعہ کے خلاف نہیں ہے بلکہ ہمارے لئے ایک بڑے معجزے کا اظہار ہے۔ جیسا کہ شیخ "مراغی" کا بھی یہی خیال ہے۔ (باقی صـ۳۹ پر)

AsliAhleSunnet.com

سامان بھی لادے جاتے ہیں یہ ان کے زمانہ میں ہوتا تھا اور موجودہ دور کی جدید ایجاد اسٹیمر ہزاروں انسانوں کے ساتھ بے شمار سامانوں کی بار برداری کے لئے کافی ہیں۔

دوسری وجہ: یہ کہ کشتیاں بڑی ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سے بوجھل سامان اٹھانے کے باوجود سمندروں میں ہواؤں کے ذریعہ چلا کرتی تھیں مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ولہ الجوار المنشآت فی البحر کالاعلام [1] دریا میں پہاڑوں کے مانند اونچے جہاز اللہ ہی کے ہیں۔

مذکورہ بالا بیانات سے حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ اونٹ کی یہ صفت نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کی رفتار انتہائی سست ہوتی ہے اس لئے کشتیوں پر انھیں ہرگز نہیں قیاس کیا جا سکتا ہے لہذا جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہی واقعہ کے مطابق ہے۔

حضرت ابن عباس، حسن، ضحاک اور ایک جماعت نے مذکورہ بالا آیت کی تفسیر یوں کی ہے: "وخلقنا لھم سفنا امثال تلک السفن یرکبونھا"، ہم نے ان کے لئے ان کشتیوں کی طرح ایسی کشتیاں پیدا کی ہیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔ امام نحاس نے فرمایا کہ یہ زیادہ صحیح ہے کیونکہ حضرت ابن عباس سے متصلاً مروی ہے اور یہ حضرت ابن عباس رضہ کی دقت نظر پر دال ہے، آنحضورؐ نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی کہ: "اللھم فقہ فی الدین وعلمہ التاویل" اے اللہ! تو ابن عباس کو دین کی سچی سمجھ عطا کر اور تاویل کی سچی تعلیم سے نواز۔ آپ کی دعاؤں کی برکت کا نتیجہ تھا کہ کلام اللہ کے معنی میں کافی دقت نظری سے کام لیا، کوئی شخص اس دور میں خشکی پر کشتیاں چلنے کا گمان بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کسی صاحب بصیرت کا قائل ہونا تو بڑی بات تھی مگر حضرت ابن عباس رضہ نے چھپی ہوئی بات کو باریک پردہ سے دیکھ کر یہ بات فرمائی اور ان کی تفسیر واقعہ کے مطابق

ص ۳۸ کا بقیہ: دوسری بات یہ کہ غرق کا انجام ہلاکت ہوتا ہے اگر اللہ کی مشیت ہو تو ٹرینوں، بسوں اور جہازوں سے ہلاکت کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے لامحالہ یہ خشکی کی سواریاں بھی مراد لی جا سکتی ہیں۔

تیسری بات یہ کہ طوفانی لہر، چشمے اور شدید بارش سے خشکی پر بھی غرق کا تصور کیا جاتا ہے [1] سورۃ الرحمٰن

AsliAhleSunnet.com

ثابت ہوئی۔ [1]

۲ ۔ والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ ویخلق مالا تعلمون [2]

اللہ تعالیٰ نے تمھاری سواری اور زینت کے لئے گھوڑے، کھچر اور گدھے پیدا کئے اور ایسی چیزیں پیدا کریں گے جن کا تمھیں علم نہیں ہے۔

اس آیت میں کلمہ "ما" استعمال کیا گیا ہے جس میں معنی عموم ہے۔ اس لئے نزول آیت سے لے کر قیامت تک کے تمام جدید ایجادات مثلاً اس وقت کے بارود، بندوق اور توپ اور موجودہ دور کے وائرلیس، الیکٹرک، موٹر، جہاز۔ آبدوز کشتیاں۔ ریڈیو اور ٹیپ رکارڈ وغیرہ داخل ہوجائیں گے۔ دراصل یہ علمی معجزہ ہے مگر افسوس کہ بہت سے لوگ اس سے غافل ہیں اگر کسی کے دل میں شبہ پیدا ہو کہ یہ جدید ایجادات انسان کی تخلیقات ہیں۔ حالانکہ آیت کریمہ میں تخلیق کا فاعل اللہ تعالیٰ کو قرار دیا گیا ہے تو ہم اس شبہ کا ازالہ دو طریقے سے کریں گے۔

اوّل :۔ یہ کہ انسان، اس کی عقل، علم اور عمل سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات ہیں۔ اس لئے ایجادات کا بھی خالق اللہ تعالیٰ ہی ہوا۔

دوم :۔ یہ کہ بنانے والے کا کام صرف بنا دینا ہے لیکن وہ جن اجزاء کو ترکیب دے کر اپنی ایجاد مکمل کرتا ہے مثلاً لوہا، تانبا اور جملہ معدنیات سب اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوقات ہیں۔ انسان اپنی فکر، علم اور کوشش کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ مادے ہی سے اس آلے کے بنانے پر قادر ہوتا ہے اس لئے تمام ایجادات اللہ تعالیٰ کی مخلوقات ہوئیں۔ اور اس طرح آیت مذکورۃ الصدر میں داخل ہوگئیں لہذا کوئی اعتراض باقی نہ رہا۔

۳ ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم

---

[1] مطابقۃ الاختراعات العصریۃ لما اخبر بہ سید البریۃ سے ماخوذ ہے۔

[2] سورۃ النحل ۱۲

AsliAhleSunnet.com

أو من تحت أرجلكم او يلبسكم شيعا ويذيق بعضكم بأس بعض ۔ انظر كيف نصرف الآيات لعلهم يفقهون (۱) آپ کہہ دیجئے کہ وہی اس بات پر قادر ہے کہ تم پر اوپر سے عذاب یا تمھارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجے یا تمھیں مختلف فرقے کرکے بھڑا دے اور تم سے بعض کو بعض کا خوف لاحق کر دے اس طرح ہم آیتوں کو بیان کرتے ہیں تاکہ وہ لوگ سمجھیں

آثار صحابہ میں عذاب من فوق کی تفسیر آسمان سے پتھراؤ کرنے یا بعض قدیم امتوں کی طرح طوفانی ہلاکت سے کی گئی ہے ۔ اور "من تحت الارجل" کی تفسیر زمین میں دھنسنے یا زلزلہ سے کی گئی ہے جیسا کہ جدید و قدیم ہر دور میں پیش آیا ۔

حضرت ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ "من فوق" سے برے ائمہ، حکام اور رؤسا مراد ہیں اور "تحت" سے مراد برے خادم ہیں ۔ لیکن آیت میں لفظ "عذاب" نکرہ آنے کی وجہ سے اوپر اور نیچے سے آنے والا ہر عذاب مراد لیا جا سکتا ہے ۔ اور من فوق سے ہوائی بمباری بھی مراد لے سکتے ہیں کیونکہ یہ بھی انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتی ہے ۔ کتنے شہروں، بستیوں اور کھیتوں کو برباد کر دیتی ہے اور "تحت الارجل" میں ڈائنامٹ بھی آجاتا ہے جسے زمین میں رکھ دیا جاتا ہے اور زمین اپنی تمام چیزوں کے ساتھ پھٹ پڑتی ہے اور اس سے کچھ لوگ ہلاک اور کچھ زخمی ہو جاتے ہیں ۔ اور اس کے اثر سے بہت سے مکانات بھی منہدم ہو جاتے ہیں ۔ اسی طرح آیت کے عموم معنی میں بہت سی غوطہ مار کشتیاں بھی آجاتی ہیں جو تجارتی کشتیوں کو ڈبو دیتی ہیں ۔ مگر "من فوق" سے ہوائی بمباری اور "تحت" سے بارودی ڈائنامٹ اور زمین سے پھٹنے والے بم مراد لینا زیادہ واضح ہے کیونکہ گذشتہ دور میں اس آیت میں مذکور کوئی چیز واقع نہیں ہوئی تھی تاآنکہ ہوائی جہازوں کے ذریعہ بمباری کے سلسلہ کا ظہور ہوا ؎۲

؎۱ سورۃ الانعام ۔

؎۲ تفسیر المنار میں بھی "من فوقکم أو من تحت ارجلکم" کی تفسیر اسی طرح کی گئی ہے مگر اس میں ایجاز ہے ۔

AsliAhleSunnet.com

اس آیت شریفہ کے ضمن میں جہاں ہوائی حملے، ڈائنامٹ اور آبدوز کشتیوں کے ذریعہ مسلم وغیر مسلم کی ہلاکت و بربادی کا مفہوم سامنے آیا وہیں اس کا بھی پتہ چلتا ہے کہ آئٹم بم، ہائیڈروجن اور نائٹروجن بھی اس میں شامل ہیں۔ جو تمام بموں میں زیادہ مہلک اور تباہ کن ہیں۔

مذکورہ تفسیر کی تائید میں مسند احمد کی وہ روایت ملتی ہے جو بسند حسن سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "أما انها كائنة ولم يأت تاويلها بعد" لیکن یہ تو ہونے والی چیز ہے ویسے ابتک اس کی تاویل نہیں ہو سکی۔ اب دور حاضر میں اس آیت کی تفسیر مکمل ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان "او يلبسكم شيعا" یعنی مختلف گروہوں میں تقسیم کر کے آپس میں ایک دوسرے کا دشمن بنا دے" سچ ہوا، اور لوگ مذہبی و سیاسی اور نظریاتی اختلافات میں مبتلا ہو گئے اور اس کا نتیجہ الزام تراشی، خانہ جنگی اور خونریزی تک پہونچ گیا جس کی جانب "ويذيق بعضكم باس بعض" میں صاف طور سے اشارہ کیا گیا تھا جس کا علم ہر ایک تاریخی ذوق رکھنے والے کو ہے۔ ماضی، حال اور استقبال میں غیب کی خبریں دینے والی بہت سی قرآنی آیات ہیں مگر پڑھنے اور سننے والے کی رعایت کے لئے چند کے تذکرہ پر میں نے اکتفا کیا ہے۔ وہ ہر عقل سلیم اور صحیح فہم و فکر رکھنے والے کے لئے کافی ہے۔

دوسری قسم:

ان امور غیب کے بیان میں جن کی پیشین گوئی رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے

امت مسلمہ میں مستقبل میں پائے جانے والے امور کے سلسلہ میں بہت سی صحیح اور حسن احادیث مروی ہیں۔ چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال: "لتتبعن

AsliAhleSunnet.com

سنن من کان قبلکم حذو القذة بالقذة حتی لو دخلوا جحر ضب لدخلتموه

قالوا : الیهود والنصاری ؟ قال : فمن " اخرجه الشیخان ۔

ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب اپنے پہلے لوگوں کی قدم قدم پر اتباع کروگے حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی داخل ہوگے صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ وہ یہود ونصاری ہوں گے ؟ آپ نے فرمایا پھر کون ؟ (بخاری، مسلم)

آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کی خبر دی تھی ان کا ظہور صدیوں پہلے ہو چکا ہے ۔

اولاً : لوگوں کے عقائد اور مذاہب میں اختلافات پیدا ہو گئے ۔

ثانیاً : بہت سے لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے خلاف انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کے تقدس کے قائل ہو گئے ۔ حتیٰ کہ ان کی عبادت بھی روا سمجھنے لگے اور امت میں اس کا سلسلہ بڑھتا گیا اور وہ یہود اور نصاریٰ کی راہ اختیار کر گئے حتی کہ موجودہ دور میں معاملہ اس قدر حد سے بڑھ گیا کہ بہت سے مسلمان لباس، وضع وقطع، عید میلاد، عید شجر، عید مادر، شراب خوری، بے پردگی لہو ولعب، چراگاہ اور باغات کی سیر وتفریح دین سے غفلت کا فروغ، قوانین کی تنفیذ مستحکم بنانے اور دیگر بہت سی ایسی چیزوں میں اہل مغرب کی تقلید کرنے لگے، جنھیں شمار نہیں کیا جا سکتا ۔ مسلمانوں نے کافروں اور ملحدوں کی جن امور میں تقلید کی ہے ۔ اگر کوئی مؤلف جملہ تقلیدات پر روشنی ڈالنا چاہے تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہو جائیں گی [1]

(۲) امام احمد بن حنبل اور امام ابوداؤد نے بسند حسن روایت کیا ہے ۔

عن ابی هریرة عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال : . . . .

---

[1] شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ نے اپنے زمانے کے لحاظ سے " اقتضاء الصراط المستقیم فی مخالفة اصحاب الجحیم " کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے مگر موجودہ دور میں تقلیدات کا ایسا اتھاہ سمندر متلاطم ہے کہ وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے بچالے ۔ علامہ شیخ حمود تویجری نے بھی بہت سے مسلمانوں کے اہل مغرب کی تقلید کے موضوع پر متوسط حجم کی کتاب لکھی ہے ۔

AsliAhleSunnet.com

"یوشك ان تداعی علیکم الامم کما تداعی الاکلة علی قصعتها. قالوا: أمن قلة بنا یومئذ؟ قال: لا ولکنکم غثاء کغثاء السیل ینتزع المهابة من قلوب عدوکم ویجعل فی قلوبکم الوهن. فقالوا: وما الوهن؟ قال: حب الحیاة وکراهیة الموت"

وہ وقت قریب ہے کہ تم پر امتیں اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے والے اپنے پیالوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ایسا اس وقت ہماری قلت کی وجہ سے ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں بلکہ تمھاری حیثیت سیلاب کے جھاگ جیسی ہو جائے گی تمھارے دلوں میں دشمنوں کا خوف وہراس لاحق ہوکر تمھیں کمزور بنا دیگا، لوگوں نے عرض کیا کہ: کمزوری سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا، زندگی کی محبت اور موت سے نفرت۔

غور کیجئے (اللہ تعالیٰ آپ کو محفوظ رکھے) کس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کھل کر سامنے آگئی کہ اکثر ممالک میں یورپ اور اہل مغرب مسلمانوں پر حملہ آور ہو رہے ہیں انھیں ہر طرح سے کمزور اور پسپا کر رہے ہیں، اولاً ان کے دین، پھر انھیں کو ختم کرنے کے درپے ہیں یا انھیں دین اسلام سے برگشتہ کرکے مسیحیت، لادینیت یا بت پرستی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارا مقصد یہاں اجمالی جائزہ لینا یا ان اہم مقامات کی طرف صرف اشارہ کرنا ہے جو پڑھنے اور سننے والا محسوس کرتا ہے۔

۳۔ حدیث قدسی ہے امام مسلمؒ حضرت عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل امین تشریف لائے اور آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ مجھے قیامت کی شرائط بتلائیں آپؐ نے فرمایا: ان تری الحفاة العراة العالة رعاء الشاء یتطاولون فی البنیان " آپ ننگے سر، ننگے پاؤں، پریشان حال، بکری کے چرواہوں کو دیکھیں گے کہ وہ عمارتوں کی تعمیر میں فخر کریں گے۔

آپؐ پر درود وسلام نازل ہو آپؐ نے جن چیزوں کی پیشین گوئی فرمائی تھی آج انکا ظہور ہو رہا ہے۔ ہم جزیرہ عرب وغیرہ کے گرد ونواح بہت سی ایسی نئی آبادیاں دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے

AsliAhleSunnet.com

قدموں پر کھڑی ہیں جن کے وجود کا بھی پہلے تصور نہیں کیا جا سکتا تھا، بہت سی چھوٹی چھوٹی بستیاں بھی اپنی جدید تعمیر اور توسیع میں لگی ہوئی ہیں جیسا کہ آج خیموں اور چٹیل میدانوں میں رہنے والے بہت سے اونٹ اور بکریوں کے چرواہے دیہات کو چھوڑ کر شہروں اور بستیوں میں آباد ہو گئے ہیں یہ سب آپ کی پیشین گوئی کے عین مطابق ہے ان میں کتنے لوگ تمدن یافتہ ہو گئے ہیں۔ اور عمارتوں کو پختہ کرانے میں اس قدر آگے بڑھ گئے ہیں کہ کتنے شہر اور بستیاں تک بسالیں۔ جزیرہ عرب کے علاوہ دیگر ممالک کے باشندے بھی آج تمدن اور تعمیر میں بام عروج پر پہونچ چکے ہیں۔

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا تقوم الساعة حتی یکثر المال ویفیض حتی یخرج الرجل زکوٰۃ ماله، فلا یجد احداً یقبلها منه وحتی تعود ارض العرب مروجاً وانهاراً" قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی کہ مال ضرورت سے زیادہ ہو جائے آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ نکالنے کے بعد کوئی لینے والا نہ پائے اور سر زمین عرب چراگاہوں اور نہروں میں تبدیل نہ ہو جائے (احمد، مسلم)

حدیث پاک پر غور کیجئے آپ کو اس میں ضرور نبوت کی نشانی ملے گی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال قبل جن چیزوں کی پیشین گوئی فرمائی تھی آج انھیں آپ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ مال و دولت کی کثرت ہو گئی ہے۔ ان شہروں کی مالی پوزیشن کافی مستحکم ہو گئی ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے پٹرول، گھاسلیٹ اور دوسری معدنیات کا انعام کر کے احسان عظیم کیا ہے۔ آج کتنے مقامات ایسے ہیں جہاں کوئی فقیر نہیں ہے جو مستحق زکوٰۃ ہو۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور کے بعد پھر اس عہد میں زکوٰۃ سے بے نیازی کی مثال سامنے آتی ہے۔ جزیرہ عرب کی نئی آبادی، بہت سے اطراف میں پانی کی کثرت، درختوں کے لگانے کا جدید اہتمام، میوے جات اور کھیتوں پر آپ گہری نظر ڈالئے اس کے بہت سے نمونے آپ کو ملیں گے، مثلاً جزیرہ عرب بے آب وگیاہ ریگستان تھا، گرمیوں میں کچھ مسافر پیاس کی شدت سے مر جاتے تھے مگر آج وہاں پانی کی فراوانی ہے۔ مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک ان درختوں کا انتظام ہے۔ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان "وحتی تعود ارض العرب

AsliAhleSunnet.com

مروجًا وانھارًا ،، میں انھیں درختوں ، میوے جات اور پانی کے اہتمام کی جانب اشارہ ہے جن کی وجہ سے بستیوں ، شہروں اور مسافروں کے آرام و راحت کے وسائل فراہم ہیں کہ آج مسافروں کو معمولی پریشانی نہیں اٹھانی پڑ رہی ہے ۔ جیساکہ سیل عرم سے قبل یمن کا حال تھا ۔ تاریخ شاہد ہے کہ یمن ملک شام سے بستیوں اور باغات سے اس طرح ملا ہوا تھا کہ وہاں کے مسافر اپنے ہمراہ زاد راہ لے جانے کی ضرورت نہیں محسوس کرتے تھے کسی ایک بستی میں قیلولہ کرتے تو دوسری بستی میں رات گذارنے کا اہتمام ہوجاتا ۔ مفسرین نے مندرجہ ذیل آیات کے تحت انھیں چیزوں کی جانب اشارہ کیا ہے ۔

"لقد کان لسبأ فی مسکنھم آیۃ جنتان عن یمین وشمال ،، تحقیق کہ قوم سبا کے لئے ان کی بستی میں ایک نشانی تھی یعنی دائیں اور بائیں دو باغ تھے : " وجعلنا بینھم وبین القری التی بارکنا فیھا قری ظاھرۃ وقدرنا فیھا السیر سیروا فیھا لیالی وایاما آمنین [1] ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے مابین جن کو ہم نے برکت دے رکھی ہے ایسی بستیاں رکھی تھیں جو راہ پر نظر آتی تھیں اور ان میں آنے جانے کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کردی تھیں ، چلو تم اس میں رات اور دنوں کو امن سے ۔

جمادات مثلاً فوٹو گراف ، ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ کے بولنے کی پیشین گوئی

۵ ۔ مسند احمد میں حضرت ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"والذی نفسی بیدہ لا تقوم الساعۃ حتی تکلم السباع الانس وحتی تکلم الرجل عذبۃ سوطہ وشراک نعلہ وتخبرہ بما احدث اھلہ من بعدہ "

" اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں

---

[1] سورہ سبا

AsliAhleSunnet.com

ہو گی کہ درندے انسان سے گفتگو کرنے لگیں۔ اور آدمی سے اس کے کوڑے کا کنارہ اور جوتے کا قسمہ بات کرنے لگے اور اسے اس چیز کی خبر دے جسے اس کے بعد اس کے اہل ایجاد کریں" اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے۔ اور امام حاکم نے بھی صحیح قرار دیا ہے جو مسلم کی شرط پر ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ نے بھی روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

"انها امارة من امارات بين يدى الساعة او شك الرجل ان يخرج فلا يرجع حتى تحدثه نعلاه وسوته ما احدث اهله من بعده" اخرجه احمد فى مسنده۔ یعنی قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ایک نشانی ہے کہ "آدمی گھر سے نکلے پھر لوٹے تو اس کے دونوں جوتے اور اس کا کوڑا اس چیز کی اطلاع دیں جسے اس کے اہل نے اس کے بعد انجام دیا ہے" اس حدیث کی تخریج امام احمد نے اپنی مسند میں کی ہے۔

شیخ غماری فرماتے ہیں کہ: اس حدیث میں ٹیپ رکارڈ کی طرف اشارہ ہے۔ جسے ٹیپ کرنے والا اپنے ہاتھ یا اپنی جیب میں رکھ کر مجلس کی تمام باتیں ٹیپ کر لیتا ہے جس کی لوگوں کو اطلاع نہیں ہو پاتی ہے۔ پھر ان کی باتیں ان کے خلاف حجت بن جاتی ہیں۔ اور کبھی گھر کے کسی گوشہ میں رکھ کر چلا جاتا ہے، جس میں گھر والوں کی ساری باتیں اور ان کی بھی جنھوں نے آکر ان سے باتیں کی ہوتی ہیں سب ٹیپ ہو جاتی ہیں۔ پھر گھر آکر ساری باتیں سنتا ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی انسان ہے جو اس کے چلے جانے کے بعد لوگوں کی بیان کردہ باتوں کی خبر دے رہا ہے اسی طرح کبھی ٹیپ رکارڈ اپنے جوتے یا موزے میں رکھ لیتا ہے اور وہ اس کی موجودگی اور عدم موجودگی میں گھر والوں کی ساری باتیں ٹیپ کر کے اس کے آنے کے بعد بتلاتا ہے۔ ہمارے نزدیک حدیث پاک کی اس پیشین گوئی کا یہی معنی معتبر ہے جس کی وضاحت حدیث بھی کر رہی ہے رہی حدیث کی عبارت "حتى تكلم السباع الانس" تو اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ درندے صحیح معنوں میں انسان سے گفتگو کریں مگر اس کا ذکر ٹیپ رکارڈ کے ساتھ آنا جو ساری باتیں ٹیپ کر کے انسان کو بتلاتا ہے اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں سرکس کی جانب اشارہ ہو جس میں سانپ

AsliAhleSunnet.com

چیتے، ہاتھی اور درندے وغیرہ عجیب وغریب کھیل وتماشے اور نادر حرکتیں دکھلاتے ہیں، جن کے کرنے سے بہت سے انسان بھی عاجز ہیں یہ جانور تماشا دکھلانے والے کی منشاء کے مطابق مخاطب کئے جاتے ہیں، انھیں حکم دیا جاتا ہے اور منع کیا جاتا ہے پس وہ کھلاڑی کے ارادے کے مطابق ہر کام انجام دیتے ہیں۔ اور انھیں ایسے امور کی اطلاع دیتے ہیں جو صرف انھیں سے معلوم ہو سکتے ہیں [1]

میں کہتا ہوں یہ کوئی دلیل نہیں ہے کہ ٹیپ رکارڈ کے ساتھ اس کا ذکر آنے کی وجہ سے اس حدیث کو سرکس پر محمول کیا جائے اور اس کی تفسیر سانپ اور چیتے کی اداکاری سے کی جائے کیونکہ درندوں کے گفتگو کرنے میں کوئی استحالہ ہی نہیں ہے بلکہ خوب ثابت ہے جیسا کہ امام احمد، ابن سعد، بزار اور حاکم نے اس کی تخریج کی ہے اور امام حاکم اور بیہقی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام ابوداؤد نے حضرت ابوسعید خدری سے مختلف سندوں سے روایت کی ہے فرمایا کہ: ایک مرتبہ کوئی چرواہا پہاڑی میں بکریاں چرا رہا تھا کہ اچانک کسی بکری کے پاس ایک بھیڑیا آپہونچا اتنے میں چرواہا بھیڑئے اور بکری کے درمیان حائل ہو گیا یہ دیکھ کر بھیڑیا اپنی دُم کے بل ٹیک لگا کر بیٹھ گیا پھر چرواہے سے کہا: اللہ سے کیوں نہیں ڈرتے ہو اور اللہ کی دی ہوئی میری روزی کے درمیان کیوں حائل ہوتے ہو۔ چرواہے نے کہا! ایسے بھیڑئے پر تعجب ہے جو انسان کی طرح کلام کرتا ہے۔ بھیڑئے نے کہا! کیا میں تجھے اس سے بھی عجیب وغریب بات نہ بتلا دوں۔ "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دو پہاڑیوں کے درمیان لوگوں سے گذشتہ واقعات بیان کر رہے ہیں،" پھر چرواہا اپنی بکریاں لے کر مدینے پہونچا اور آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بھیڑئے کی باتوں کو بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا: صدق صدق۔ سچ کہا سچ کہا۔ مگر سن لو درندوں کا انسان سے گفتگو کرنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک واقع نہیں ہو سکتی یہاں تک کہ بھیڑئے انسان سے گفتگو کریں

---

[1] "مطابقۃ الاختراعات العصریہ" (بتصرف)

AsliAhleSunnet.com

اور آدمی سے اس کے جوتے کے تسمے اور اس کے کوڑے کا کنارا بات کرے اور اسے اس کی ران خبر دے اس چیز کی جسے اس کے گھر والے نے اس کے بعد کیا ہے۔

بھیڑئے کی گفتگو سے متعلق اور بھی روایتیں ہیں، مگر اختصار کے ارادہ سے میں نے نظر انداز کر دیا ہے، مذکورہ حدیث سے حقیقت میں درندوں کا کلام کرنا ثابت ہے۔ اگرچہ اس کا ذکر آلۃ التسجیل (ٹیپ رکارڈ) کے ساتھ ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس حدیث کی بعض باتیں گذشتہ زمانے میں واقع ہوئیں اور بعض باتیں موجودہ دور میں۔

بس، ٹرین اور ہوائی جہاز کی ایجاد نو کی طرف اشارہ

گذشتہ بیانات میں ہم اس کی وضاحت کر چکے ہیں کہ "ویخلق مالا تعلمون" میں موجودہ ایجادات مثلاً ہوائی جہاز اور ٹرین وغیرہ کی جانب اشارہ ہے۔ اب ہم ذیل میں ایسی احادیث پیش کر رہے ہیں جن میں انھیں صفات کی طرف اشارہ ہے۔

۶۔ امام طبرانی نے تفسیر کبیر میں ثقہ رواۃ کے سلسلۂ سند سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی کی حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا تقوم الساعۃ حتی یتقارب الزمان و تزوی الارض زیا" یعنی قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمانہ قریب آجائے اور زمین سمیٹ دی جائے سمیٹ دیا جانا"

اور صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "یتقارب الزمان و ینقص العلم" یعنی زمانہ قریب آجائے گا اور علم کم ہو جائے گا۔ ایک دوسری روایت میں ہے: "العمل ویلقی الشح ویکثر الھرج: الحدیث یعنی عمل کم ہو جائے گا، بخالت زیادہ ہو جائے گی اور فتنہ و فساد بڑھ جائے گا۔

آپؐ کے ان اقوال یعنی یتقارب الزمان! و تزوی الارض! میں بس، ٹرین اور

AsliAhleSunnet.com

ہوائی جہاز کی ایجاد کی طرف اشارہ ہے کیونکہ ان کے ذریعہ زمانہ مل جاتا ہے جس کی وجہ سے جو مسافت پاپیادہ اور چوپایوں سے ایک ہفتہ میں طے ہوتی تھی اسے بسیں اور ٹرینیں چند گھنٹوں میں اور ہوائی جہاز منٹوں میں طے کرلیتا ہے۔ اور جو مسافت سال میں طے ہوتی تھی اسے جہاز گھنٹوں میں طے کرلیتا ہے۔

مذکورہ دونوں حدیثوں کی طرح امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "لا تقوم الساعة حتی تظهر الفتن ویکثر الکذب وتتقارب الاسواق ویتقارب الزمان"، یعنی قیامت اس وقت تک نہیں واقع ہوگی جب تک فتنے نہ ظاہر ہوجائیں، جھوٹ کی کثرت نہ ہوجائے، بازار قریب نہ آجائیں اور زمانہ مل نہ جائے۔"

مذکورہ تینوں احادیث پر غور کیجئے اللہ تعالیٰ آپ کے فہم و فکر کو انھیں سمجھنے کی قوت دے۔ ان میں آپ کو نبوت کی واضح نشانیاں اور علمی معجزے ملیں گے اور یہ معلوم ہوگا کہ آپ کا حال ویسا ہی ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں بتایا: وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی[۱] "آپ اپنی منشار کے مطابق نہیں کہتے ہیں وہی کہتے ہیں جس کی آپ پر وحی کی جاتی ہے"۔ جیساکہ مذکورہ احادیث میں جن باتوں کی آپ نے پیشین گوئی فرمائی ہے[۲] انھیں آپ ہمارے ہی دور میں آنکھوں دیکھیں گے آپ کو ان میں کسی قسم کے اختلاف یا انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہ ہوگی۔ زمانہ اور بازار کی قربت کا مفہوم موجودہ دور کے وسائل (ٹرین اور جہاز وغیرہ) سے حل ہوگیا ہے اور فرمان نبوی "حتی تظهر الفتن"، بالکل سچ ہے۔ آپ مشرق و مغرب شمال و جنوب میں سے کسی طرف بھی نظر دوڑائیے تو اکثر مقامات پر آپ کو فتنے و فساد اور جنگ و جدال کا بازار گرم ملے گا۔ اور "ہرج" دنیا

---

[۱] سورۃ النجم

[۲] اس طرح کی بہت سی چیزوں کے متعلق قیامت سے پہلے واقع ہونے کی اطلاع دی گئی ہے اور وہ تمام قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں۔ قدیم و جدید ہر دور میں علماء نے قیامت کی نشانیوں پر مفصل و مختصر کتابیں لکھی ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

کے اکثر اطراف میں قتل و غارتگری کی کثرت کا نام ہے ۔ جو آج عام طور سے پایا جاتا ہے اس میں دو رائے نہیں اور "نقص العلم" سے علم دین کی کمی مراد ہے جس کا احساس اکثر اسلامی ممالک میں ہو رہا ہے معمولی علم و معرفت اور فہم و بصیرت رکھنے والے کو اس کا علم اور احساس ضرور ہو گا اسلامی ممالک میں علوم دین مثلاً حدیث، توحید تفسیر اور فقہ کا کافی اہتمام تھا مگر آج ان کے مدارس، کلیات اور یونیورسٹیوں میں مطلق اہتمام نہیں رہ گیا ہے ۔ ان میں دینی علوم کے بجائے مختلف علوم و فنون پڑھائے جانے لگے ہیں ۔ غرضیکہ علم دین کا بہت کم حصہ رہ گیا ہے بہت سی یونیورسٹیاں ایسی بھی پائی جاتی ہیں جن میں علم دین عنقاء ہو کر رہ گیا ہے ۔

حسی معجزے آپ کے بہت سے حسی معجزے ہیں ۔ اس موضوع پر بہت سے علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں ۔ ہم یہاں چند معجزوں کے تذکرہ پر اکتفاء کریں گے تاکہ کتاب کی ضخامت بڑھ نہ جائے جس سے پڑھنے والے اکتا جائیں ۔

۱ ۔ قتادہ بن نعمان کی آنکھ واپس لانا : آپ کا معجزہ ہے ۔

غزوہ بدر کے بعد حضرت قتادہ کی آنکھ زخمی ہو گئی تھی ، جس سے آنکھ کی پتلی رخسار پر لٹک آئی تھی صحابہ کرام نے چاہا کہ اسے الگ کر دیں ۔ پھر آپ سے عرض کیا آپ نے فرمایا : مت الگ کرو ۔ اور آپ نے دعا فرمائی ، آپ نے اپنی ہتھیلی آنکھ کی پتلی پر رکھ کر دبا دیا ۔ جس سے یہ نہیں پتہ چل سکا کہ ان کی کون سی آنکھ زخمی ہوئی تھی ۔ اس حدیث کی تخریج ابن عدی ، ابو یعلی اور بیہقی نے عاصم بن عمر بن قتادہ کے طریق سے قتادہ بن نعمان کی حدیث سے کی ہے ۔

۲ ۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے سہل بن سعد سے تخریج کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا :

"لأعطين هذه الراية غدا رجلا يفتح الله على يديه : فلما أصبح قال : أين علي بن أبي طالب ؟ فقالوا : يشتكي عينيه . قال : فأرسلوا إليه . فأتي به فبصق رسول الله صلى الله عليه وسلم في عينيه ودعا له فبرأ حتى كان لم يكن به وجع "

AsliAhleSunnet.com

میں یہ جھنڈا کل ضرور ایسے آدمی کو دوں گا جس کی بالادستی میں اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمائیں گے۔ صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا! علی بن ابی طالب کہاں ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا، ان کی آنکھ آگئی ہے آپ نے فرمایا: انھیں بلائیے۔ چنانچہ حضرت علی رضہ بلائے گئے آپ نے ان کی آنکھ پر تھوک دیا اور دعائے شفا فرمائی جس سے وہ شفایاب ہو گئے اور انھیں ایسا محسوس ہوا کہ کوئی تکلیف ہی نہیں تھی۔

۳ - آپؐ نے بعض مریضوں، زخمیوں اور سواریوں سے گرے پڑے لوگوں کے لئے دعائے شفا فرمائی جن کی برکت سے لوگوں کو شفایابی نصیب ہوئی اس طرح کے واقعات لاتعداد ہیں۔

۴ - آپؐ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہونا۔

آپؐ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کا چشمہ جاری ہونے کے سلسلہ میں کئی احادیث مروی ہیں ہم یہاں صرف ایک حدیث نقل کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

امام بخاریؒ نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے فرمایا:

عطش الناس یوم الحدیبیۃ ورسول اللہ بین یدیہ رکوۃ[1] فتوضأ منھا۔ ثم اقبل علی الناس فقال: مالکم؟ فقالوا! لیس عندنا ماء نتوضأ بہ ولا نشرب الاما فی رکوتک، فوضع النبی یدہ فی الرکوۃ۔ فجعل الماء یفور من بین اصابعہ کأمثال العیون۔ فشربنا وتوضأنا: قال الراوی عن جابر فقلت لجابر۔ کم کنتم یومئذ؟ قال: لو کنا مأۃ الف لکفانا وکنا خمس عشر مأۃ[2]

---

[1] رکوۃ: چمڑے کے چھوٹے برتن کو کہتے ہیں جس میں پانی پیا جائے۔

[2] قرطبی نے فرمایا: آپؐ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی نکلنا متعدد بار بڑے بڑے مجمعوں میں ہوا ہے اور وہ بہت سے طرق سے مروی ہے، جو تواتر معنوی کو پہونچنے کی وجہ سے علم یقین کا فائدہ دیتے ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ: کسی دوسرے نبی سے اس قسم کا معجزہ سننے میں نہیں آیا کہ پانی ان کی ہڈی، پٹھے گوشت اور خون (باقی اگلے صفحہ پر)

AsliAhleSunnet.com

لوگ صلح حدیبیہ کے دن پیاسے ہو گئے اور آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پانی کی ایک چھاگل تھی۔ آپؐ نے اس سے وضو فرمایا پھر صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: آپ لوگ کیوں نہیں وضو کرتے، صحابہ کرام نے عرض کیا ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لئے اس برتن کے علاوہ میں پانی نہیں ہے یہ سن کر آپؐ نے اپنا دست مبارک برتن میں ڈالا اتنے میں آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی ابلنے لگا پھر ہم نے پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابرؓ سے روایت کرنے والے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے کہا کہ اس دن آپ لوگوں کی کتنی تعداد تھی؟ فرمایا: اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تو بھی پانی ہمارے لئے کافی ہوتا ہم کل پندرہ سو تھے۔

۵ - اسرار اور معراج حسی معجزوں میں سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں ان دونوں کا ثبوت قرآن مجید اور سنت صحیحہ دونوں سے مل رہا ہے ان کے علاوہ دوسرے بے شمار حسی معجزے ہیں جن کی تعداد بے شمار ہے۔ اسرار اور معراج کی دلیل سورہ اسرار میں یوں ثابت ہے: سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من اٰیاتنا انہ ھو السمیع البصیر[1] اللہ کی ذات پاک ہے جس نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو مسجد حرام سے اس مسجد اقصیٰ تک راتوں رات سیر کرائی جس کے گرد و نواح ہم نے برکت دے رکھی ہے تاکہ ہم آپ کو اپنی نشانیاں دکھلائیں یقیناً وہ سنتا اور دیکھتا ہے۔

ص۵۲ کا بقیہ: کے بیچ سے جاری ہوا ہو۔ ابن عبدالبر نے مزنی سے نقل کیا ہے: فرمایا پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے جاری ہونا پتھر سے پانی جاری ہونے کے معجزے سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ پتھر سے پانی نکلنا معروف ہے مگر گوشت اور خون کے درمیان سے پانی نکلنا سمجھ میں نہیں آتا۔ مختلف مواقع پر آپ کی انگلیوں کے بیچ سے پانی جاری ہونے کی روایت بہت سے صحابہ کرام سے ثابت ہے جن میں حضرت انس رضؓ، جابرؓ، ابن مسعودرضؓ، ابن عباس رضؓ، ابویعلیٰ انصاری رضؓ، ابو رافعؓ (آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام)، خاص طور سے قابل ذکر ہیں (حجۃ اللہ علی العالمین) [1] سورۃ الاسراء

AsliAhleSunnet.com

معراج کے سلسلے میں قرآن مجید یوں شاہد ہے : علمہ شدید القوی ، ذو مرۃ فاستوی وھو بالافق الاعلی ، ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین أو أدنی .... الی قولہ : ولقد رآہ نزلۃ اخری عند سدرۃ المنتہی[1] آپ کو سخت قوتوں والے زور آور نے سکھلایا ہے - پھر سیدھا بیٹھا اور وہ آسمان کے اونچے کناروں پر تھا پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر دو کمان کے برابر رہ گیا یا اس سے بھی نزدیک ، پھر اللہ نے اپنے بندے پر حکم بھیجا جو بھیجا - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل نے جو دیکھا جھوٹ نہیں کہا - اب کیا تم لوگ اس کے دیکھنے پر جھگڑتے ہو اور اس نے ایک بار اور بھی سدرۃ المنتہی کے پاس اترے ہوئے دیکھا ہے -

اسراء اور معراج کی حدیثیں صحیح کتب احادیث اور تفاسیر میں کافی ہیں اور اس پر متعدد کتابیں بھی لکھی جا چکی ہیں -

---

[1] سورۃ النجم

AsliAhleSunnet.com

تیسرا مقدمہ

محاسن اسلام کا بیان

اسلام کی بہت سی خوبیاں ہیں یوں کہئے کہ اسلام سراپا خوبی ہے مگر میں یہاں صرف چند خوبیوں پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں تاکہ قارئین کرام کو اسلام کی صحیح فکر حاصل ہو، ان کا ایمان بڑھے۔ اور ان کے سامنے یہ حقیقت عیاں ہو جائے کہ دین اسلام تمام میدانوں میں جملہ ادیان سے برتر ہے۔ اس لئے دین اسلام کو آخری دین اور آپ کو آخری نبی ماننا برحق ہے۔ آئندہ سطور میں اسلام کے بعض محاسن کا مختصر تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

عقیدہ اسلامی

اسلام نے دنیا کے سامنے ایسا روشن ترین عقیدہ پیش کیا ہے جس میں کسی قسم کے شک و شبہ یا پیچیدگی کی گنجائش نہیں ہے، اس لئے ہر صاحب فہم و فکر اسے قبول کر لیتا ہے۔

اسلام کا حکم ہے کہ رب پر ہمارا ایمان ہو[1] جو سارے جہان کا خالق ہے، اس کے بہترین نام اور بلند

---

[1] وجودِ باری تعالیٰ پر بے شمار دلائل موجود ہیں، جن میں ایک دلیل یہ ہے کہ ہر حادث کے لئے محدث کا ہونا اور ہر بنائی ہوئی چیز کے لئے بنانے والے کا ہونا ضروری ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ آسمان اور زمین، پہاڑ و چوپائے اور دریاؤں پر مشتمل یہ عظیم کائنات بغیر کسی خالق کے وجود میں آ گئی ہو۔

وجود باری تعالیٰ پر دوسری دلیل مذکورہ آیت ہے جس سے دو باتیں ثابت ہوئیں (باقی اگلے صفحہ پر)

AsliAhleSunnet.com

صفات ہیں، وہ یکتا اور بے نیاز ہے۔ اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں۔ وہ تمام باتوں کو سنتا اور دیکھتا ہے۔ اس کا حکم ہے: "فاعلم أنه لا الٰه الا هو" یقین کر لو اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔ دوسری جگہ فرمایا: "والٰهكم الٰه واحد لا الٰه الا هو الرحمٰن الرحيم" تمہارا معبود ایک ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔ وہی مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔

ایک مقام پر فرمایا: یا ایها الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون ۝ الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماءً فاخرج به من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا لله اندادا وانتم تعلمون ۝ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداءکم من دون الله ان کنتم صادقین [1] اے لوگو! تم اپنے مولیٰ کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا شاید تم عذاب سے بچ جاؤ جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش کے مانند اور آسمان کو چھت کی طرح بنایا، اور بادلوں سے بارش نازل فرماتا ہے، پھر اس کے ساتھ تمہارے لئے ہر قسم کے میوہ جات سے رزق پیدا کرتا ہے، پس تم دیدہ و دانستہ اللہ کے لئے شریک نہ بناؤ اور اگر تمہیں اس میں شبہ ہو جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے تو تم بھی اس جیسا ایک ٹکڑا بنا لاؤ، اور اللہ کے علاوہ اپنے گواہوں کو بلا لو اگر تم اپنی باتوں میں سچے ہو"

ص۵۵ کا بقیہ: ایک: عبادت کا حکم اور اس کی خالص بندگی۔ دوسری: بندوں کو اس بات سے آگاہی کہ زمین و آسمان اور سارے لوگوں کا خالق و مالک اللہ ہی ہے۔ [1] سورة البقرہ

وجود باری تعالیٰ پر تیسری دلیل آیت ذیل ہے:

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداءکم من دون الله ان کنتم صادقین، فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للکافرین "، اور اگر تمہیں اس میں شبہ ہو جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے تو تم بھی اس جیسا ایک ٹکڑا بنا لاؤ اور اور اللہ کے علاوہ اپنے گواہوں کو بلا لو اگر تم اپنی باتوں میں سچے ہو، اور اگر نہ کر و (باقی ص۵۷ پر)

AsliAhleSunnet.com

مذکورہ آیت پاک صاف طور سے بتلا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کا علم وسیع ہے ۔ ماضی اور مستقبل کی تمام باتوں سے وہی باخبر ہے ، وہی قادر مطلق ہے ، اسی کی رحمت وسیع ہے ، ذاتی برتری اور غلبہ اسی کو زیبا ہے ، وہی معبود برحق ہے ۔ اس کے ماسوا دوسرا معبود نہیں ہے ۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے میں فرشتوں ، آسمانی کتابوں (مثلاً توارات ، انجیل ، زبور ، فرقان ، مصحف) اور تمام انبیاء اور رسولوں پر ایمان بھی داخل ہے ۔ اس لئے اگر کسی شخص نے کسی نبی یا رسول پر ایمان لانے سے انکار کر دیا تو بلاشبہ وہ کافر ہے ۔ ایک مقام پر ارشاد ہے : ان الذین یکفرون باللّٰہ و رسولہ و یریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا ، اولئک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین عذابا مھینا [۱] یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کا انکار کرتے ہیں ، چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے ماننے میں فرق کریں ، کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے درمیان کوئی راہ نکالیں یہی لوگ حقیقی معنوں میں کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے رسواکن عذاب تیار کر رکھا ہے ۔ ایک اور مقام پر فرمایا : " والذین آمنوا باللہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منھم اولئک سوف یؤتیھم اجورھم وکان اللہ غفورا رحیما " [۲] جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور دونوں پر ایمان لانے میں کوئی تفریق نہیں کی انھیں عنقریب اللہ تعالیٰ اجر دے گا وہ بخشنے اور رحم فرمانے والا ہے

یوم آخرت پر ایمان لانا واجب ہے وہ ایسا دن ہوگا جس میں اللہ تعالیٰ مُردوں کو زندہ فرمائیں گے ، ان کے اعمال کا حساب لیں گے ، نیکوکاروں اور متقیوں کو جنت دیں گے اور بدکار کافروں کو

ص ۵۶ کا بقیہ : اور ہرگز نہیں کر سکو گے تو اس جہنم سے بچو جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے ۔

[۱] سورۃ النساء [۲] سورۃ النساء ۔

AsliAhleSunnet.com

دردناک عذاب میں مبتلا کریں گے ۔ ارشاد باری ہے : فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ : جو شخص ذرہ برابر کار خیر کرے گا اس کا بدلہ پالے گا اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا وہ بھی دیکھ لے گا ۔

قیامت کے دن مُردوں کا اپنی قبروں سے اٹھایا جانا برحق ہے ۔ فرمان باری ہے : " زعم الذین کفروا ان لن یبعثوا قل بلیٰ وربی لتبعثن ثم لتنبؤن بما عملتم وذلک علی اللہ یسیر[1] کافروں کا گمان ہے کہ ہم قیامت کے روز قبروں سے نہیں اٹھائے جائیں گے کہہ دو ہاں تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر تم کو تمہارے کئے ہوئے کاموں کی اطلاع دی جائے گی اور یہ کام اللہ تعالیٰ پر بہت ہی آسان ہے ۔

تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا عقیدہ ہو کہ تمام چیزیں جو ماضی میں ہو چکیں اور جو مستقبل میں ہونے والی ہیں سب اللہ کے فیصلہ اور اس کی مشیت سے ہیں ۔ ارشاد ہے : " انا کل شئ خلقناہ بقدر " ، ہم نے ہر ایک چیز کو ایک اندازہ کے مطابق پیدا کیا ہے : " وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ان اللہ کان علیما حکیما " ، تم لوگ نہیں چاہتے ہو مگر جس وقت خدا چاہے ۔ اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز سے باخبر حکمت والا ہے ۔

ہر شخص کو اس کے بھلے اور برے عمل کا بدلہ ملے گا ۔ کوئی شخص کسی دوسرے کے جرم پر ماخوذ نہ ہو گا ۔ فرمان باری ہے : " ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ وان تدع مثقلۃ الی حملھا لا یحمل منہ شئ ولو کان ذا قربیٰ " یعنی کوئی نفس دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا اور کسی بوجھل نفس کی دعوت پر اس کا بوجھ نہیں اٹھایا جا سکتا قرابت دار ہی کیوں نہ ہو ۔

بندے کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ سے چھوٹی اور بڑی چیزوں کا سوال کیا کرے ، ضرورت نہ ہو پھر بھی اس سے مانگے تاکہ اس سے تعلق قائم رہے کیونکہ اس کا حکم ہے کہ : " ادعونی استجب لکم " مجھ سے مانگو

---

[1] سورۃ التغابن

AsliAhleSunnet.com

میں تمھیں دوں گا۔ نیز فرمایا: واذا سالك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوالی ولیومنوا بی لعلھم یرشدون [۱] جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو کہہ دیجئے کہ میں قریب ہوں پکارنے والے کی پکار قبول کرتا ہوں جب کبھی مجھے پکاریں، لہٰذا میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں تاکہ راہ پاویں۔

اسلام کے اس روشن ترین اور منفرد عقیدہ سے نصاریٰ کے عقیدہ تثلیث کو کیا نسبت ؟ جس میں باپ بیٹا اور روح القدس کو اقانیم ثلاثہ کہہ کر تینوں کو ایک اور ایک کو تین ثابت کرتے ہیں اور تینوں کو رب تسلیم کرتے ہیں اور اس بدعقیدگی کے شکار ہیں کہ عیسیٰ مسیح کو تمام بنی نوع انسان کی خطا کے فدیہ میں سولی دی گئی۔ اور پادریوں کو اختیار ہے کہ گناہ گاروں کے گناہوں کی بخشش کے پروانے دیں اور روئے زمین پر جسے حلال کہہ دیں وہ حلال اور جسے حرام کر دیں وہ حرام ہو جائے۔ یہ ایسا گندہ عقیدہ ہے جو عاقل کو کون کہے مجنون کو بھی ہنسا دیتا ہے کیسے کوئی عقل عیسیٰ مسیح کو رب تسلیم کر سکتی ہے جب کہ وہ حضرت مریم کے بیٹے اور تمام انسانوں کی طرح ایک بشر تھے اور کیوں کر انھیں سولی دی جا سکتی ہے جب کہ ان کے خیال میں وہ رب ہیں؟ اور دوسروں کے جرم کی سزا کیوں کر اٹھا سکیں گے جب کہ اللہ کا فرمان ہے۔ "ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ" کیا کوئی ہوشمند اسے تسلیم کر سکتا ہے کہ زید گناہ کرے اور عمرو اس کی سزا بھگتے؟ اور اس کا بھی فیصلہ کیجئے کہ عیسیٰ مسیح نے بخوشی اپنے کو فدیہ میں پیش کیا یا لوگوں نے انھیں زبردستی سولی پر چڑھایا۔ جیسا کہ ان کا خیال ہے۔ حالانکہ قرآن مجید صاف لفظوں میں ان کی برأت کا اظہار یوں کر رہا ہے۔ "وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم" اور نہ انھوں نے عیسیٰ مسیح کو قتل کیا اور نہ ہی سولی دے سکے بلکہ معاملہ ان پر مشتبہ کر دیا گیا۔

مسئلہ ذات باری میں عقیدہ اسلام سے عقیدۂ یہود کو کیا نسبت ؟ کہ اللہ نے جس وقت زمین و آسمان کی تخلیق فرمائی تو تکان کی وجہ سے شنبہ کو استراحت فرمائی۔ پھر اللہ کی منقصت میں کہتے ہیں

---

[۱] سورۂ بقرہ۔

AsliAhleSunnet.com

کہ : اللہ نے اسرائیل سے کشتی لڑی ۔ اسرائیل غالب آگئے ۔ لہٰذا رب مغلوب اور بشر غالب ٹھہرا ۔

اسی طرح یہود نے بعض انبیاء کی جانب ایسے گندے اوصاف کی نسبت کی ہے جن سے ہر فرد بشر اجتناب کرتا ہے ، ان کا الزام ہے کہ حضرت لوطؑ نے اپنی بیٹی سے زنا کیا (جس کی برأت کا اظہار اللہ تعالیٰ نے کیا) حضرت داؤدؑ "اوریا" کی بیوی پر عاشق ہو گئے اس لئے اوریا کو جنگ میں بھیج دیا اور وہ قتل کر دیا گیا ۔ پھر اس کی بیوی سے شادی کر لی ۔ اور سلیمانؑ جادوگر بھی تھے ۔

دین اسلام کا اصول ہے کہ جو شخص انبیاء کرام کی جانب عیوب ونقائص کا انتساب کرے کافر ہے ۔ بغیر توبہ کا مطالبہ کئے ہوئے اسے قتل کر دیا جائے گا ۔ منصب نبوت اہم ہے کوئی فرد بشر انبیاء کے درجات نہیں پاسکتا کیونکہ وہ گناہوں سے پاک ہیں ۔

اسلام کے ستھرے عقیدہ سے مجوس کے عقیدہ کو کیا نسبت ؟ جو روشنی وتاریکی اور خیر وشر کا الگ الگ خالق مانتے ہیں ۔ حالانکہ فرمان خداوندی صاف لفظوں میں موجود ہے : لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا[1] ، اگر زمین وآسمان میں اللہ کے ماسوا کئی خدا ہوتے تو دونوں تہس نہس ہو جاتے ۔

مجوس تناسخ ارواح کے قائل ہیں جیسا کہ بعث اور جنت وجہنم کے انکار میں دہریہ اور کمیونزم کے ساتھ ہیں ۔ مجوس صرف دنیاوی زندگی کے قائل ہیں ۔ نیکوں کاروں کے ثواب اور مجرموں کی سزا کے قائل نہیں ہیں ۔ حالانکہ فرمان باری ہے ۔ افحسبتم انما خلقنا کم عبثا وانکم الینا لا ترجعون[2] کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہمارے پاس نہیں لوٹائے جاؤ گے ۔ دوسری جگہ ارشاد ہے : وضرب لنا مثلا ونسی خلقہ قال من یحیی العظام وھی رمیم ۔ قل یحییھا الذی انشأھا اول مرۃ وھو بکل خلق علیم[3]

---

[1] سورۃ الانبیاء [2] سورۃ المومنون

[3] سورۂ یٰس : قیامت کے روز قبروں سے اٹھائے جانے اور حساب وکتاب کے برحق ہونے پر عقلی دلیل یہ ہے کہ : تمام شریعتیں سماوی ہوں یا وضعی اور ہر دور اور ہر مقام کے تمام مذاہب نے حکام اور قاضی (باقی اگلے صفحہ پر)

AsliAhleSunnet.com

اور ہمارے حق میں مثالیں بیان کرتا اور اپنی پیدائش بھول جاتا ہے۔ کہتا ہے کہ بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا۔ کہدو ان کو وہی زندہ کرے گا۔ جس نے ان کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور وہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے

کمیونزم نے تمام محرمات کو مباح قرار دیا ہے۔ اور مال و دولت، شرمگاہ اور عورتوں میں اشتراک کا فیصلہ سنا کر خدا اور رسالات انبیاء کے انکار کے مرتکب ہوئے ہیں۔ کمیونزم نے اس سلسلہ میں تمام عقلاء کی مخالفت کی ہے تو دین اسلام اور شریعت سماویہ کی مخالفت کرنی بعید از قیاس نہیں۔

فصل

طہارت اور پاکیزگی بھی اسلامی خوبیوں کی ایک کڑی ہے، جسے حالات کے اعتبار سے کبھی فرض اور کبھی مستحب قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً جنابت، حیض و نفاس اور نماز کی ابتدا کے لئے فرض اور عیدین و جمعہ اور استسقاء وغیرہ کی نمازوں کے لئے مسنون ہے۔ ہمیں اس کا بخوبی علم ہے کہ طہارت انسان کو تمام قسم کی گندگیوں اور میل وکچیل سے پاک وصاف کردیتی ہے جو بہت سی بیماریوں کا سبب

ص۶۰ کا بقیہ: کا تقرر ضروری قرار دیا ہے جو حد قائم کریں، مجرم کو سزائیں دیں، عدل وانصاف قائم کریں، ظالموں کو سزائیں دیں اور مظلوموں کے ساتھ انصاف کریں۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص آپ پر ظلم کرے اور اس سے لڑنا آپ کے لئے ممکن نہ ہو یا اس وجہ سے کہ ظلم کا صدور آبادی سے باہر ہو یا ظالم سطوت وسلطنت کا مالک ہو اور آپ میں لڑنے کی سکت نہ ہو ایسی صورت میں اگر کسی ایک کی حیات پوری ہو جائے تو کیا یہ عمل بیکار ہو جائے گا اور ظالم سے ظلم کا بدلہ نہیں لیا جائے گا یا یہ ظالم ظلم کے عوض دنیاوی عدالت کے علاوہ کسی اور عدالت میں پیش کیا جائے گا؟ یقیناً پیش کیا جائے گا تاکہ حق کا خون نہ ہو اور باطل کا غلبہ نہ ہو۔ یہ حقیقت مسلم ہے کہ کسی وقت اس ظلم کا انصاف ہوگا اور آپ کو اپنا حق ملے گا۔ (حکمۃ التشریع)

AsliAhleSunnet.com

بنتے ہیں اور اس سے ایسی بدبو پھیلتی ہے کہ سارے لوگ اس سے گھن محسوس کرنے لگتے ہیں، مگر طہارت میں ایسی بے نظیر تاثیر مضمر ہے کہ اعضاء دھلنے سے خاص طور سے جنابت میں کافی نشاط محسوس ہوتی ہے اور ہر طرح کی سستی اور کاہلی دور ہو جاتی ہے بدن سے منی نکل جانے کے بعد سستی اور کمزوری محسوس ہونے لگتی ہے جسے ختم کرنے کے لئے غسل کا حکم دیا گیا ہے، حیض اور نفاس والی عورتوں کو اس لئے غسل کا حکم دیا گیا کہ ان کے بدن کی ضرر رساں بدبو زائل ہو جائے تاکہ اسے اور اس کے شوہر کو اس سے تکلیف نہ ہو۔ غسل کرنے لینے سے گندگی کے جملہ اسباب اور صحت کو بگاڑنے والی تمام چیزیں ختم ہو جاتی ہیں اور مکمل طور سے نشاط اور راحت ملتی ہے، اسلام نے طہارت کی فرضیت اور اس کے استحباب کا حکم دے کر اہل مغرب پر فوقیت اور برتری حاصل کی ہے کیونکہ اہل مغرب تہذیب و تمدن اور تمام تر تعمیری اور رفاہی ترقیوں کے باوجود طہارت کی حقیقت اور اس کے فلسفہ سے آگاہ نہ ہو سکے۔ البتہ آخری صدیوں میں انھیں علم ہوا مگر اسلام کی طرح فرض یا استحباب کا درجہ نہیں دیا بلکہ صرف یہ حکم لگایا کہ طہارت ایک اچھی عادت کا نام ہے یہی وجہ ہے کہ آج بہت سے اہل مغرب قضاء حاجت کے بعد نہ آب دست لیتے ہیں اور نہ ہی غسل جنابت کرتے ہیں، تف ہے ایسی گندی تہذیب پر۔

نماز

نماز کی باجماعت فرضیت کے سلسلے میں ارشاد باری ہے: ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا [۱] مومنوں پر نماز اپنے اوقات میں فرض کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بندوں پر دن اور رات میں حکمت و فوائد کے اجر و ثواب اور بخشش کے لئے پانچ وقت کی نماز فرض قرار دیا ہے۔ ہم ذیل میں نماز کی کچھ حکمتیں بیان کر رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین سانچے میں ڈھالا ہے، اسے عقل، دل، زبان و بیان جیسی اور خوبیوں سے نوازا ہے۔ ان تمام کے عوض اللہ کے شکر کا نام نماز ہے اور بندوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا شرعاً اور عقلاً ہر طرح سے واجب ہے اللہ تعالیٰ منعم حقیقی ہے اس لئے نعمت کے عوض شکریہ کا

---

[۱] سورۃ النساء

AsliAhleSunnet.com

استعمال اسی ذات کے لئے زیبا بھی ہے۔ نماز کے ذریعہ تمام ظاہری و باطنی اعضاء و جوارح سے اللہ کا شکر ادا ہوتا ہے مثلاً قیام و رکوع و سجود و تشہد ہاتھ کو اس کے مقام پر رکھنے اور نگاہ کی حفاظت کرنے میں ظاہری اعضاء سے اللہ کا شکر ادا ہوتا ہے اور نیت، خدا کا خوف اور اللہ کی تعظیم و تکریم کے لئے ذہنی اور عقلی وجود اور خشوع و خضوع قائم رکھنے سے باطنی جوارح سے اللہ کے شکر کی بجا آوری ہوتی ہے۔

۲ - نماز بندے اور خدا کے درمیان ایک تعلق کا نام ہے اگر بندہ اس سے غافل نہ ہو تو اس سے ہمیشہ خدا کی یاد باقی رکھ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر لمحہ گذرنے سے نماز کا وقت قریب آتا رہتا ہے تاکہ بندہ ہمیشہ اللہ کو یاد کر کے اس سے اپنی لو لگائے رہے۔

۳ - نماز بندے کا بہترین تخلیق فرمانے والے اپنے رب حقیقی کی عاجزی و انکساری کرنے کا نام ہے جن کا مکمل طور سے اظہار اس وقت ہوتا ہے جب بندہ اس کے سامنے جھکتا اور اپنی باعزت پیشانی عاجزی کے ساتھ زمین پر ٹیک دیتا ہے۔

۴ - نماز قلبی حاجت کا نام ہے کیونکہ نوع انسانی اپنی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے ہمیشہ ایک مربی کی محتاج ہوا کرتی ہے جو اسے درندگی اور حیوانیت اختیار کرنے پر پابندی عائد کرتا ہے۔ نماز انسان کو تمام بہیمانہ اوصاف سے بچا کر اسے بہترین اخلاق سے آراستہ کرتی ہے جسے عقل بھی پاکیزہ اخلاق تصور کرتی ہے۔ نماز انسان کو خدا سے تعلق پیدا کر کے بلند مقام عطا کرتی ہے حتی کہ انسان کرامت کے آثار دیکھنے لگتا ہے۔ جو اللہ کی مرضی کے خلاف ہر قبیح چیز سے بچاتے ہیں، جب بھی نفس کسی غلط نقل و حرکت پر آمادہ ہوتا ہے تو اس کے دل کی گہرائیوں سے آواز آتی ہے۔ " معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوایا انہ لا یفلح الظالمون[۱]" "خدا کی پناہ میرے رب نے مجھے نیک رتبہ بنایا۔ ظالموں کو کبھی کامیابی نہیں ہو سکتی"

اس کیفیت کے بعد اب " ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر[۲] " کا مفہوم بالکل واضح ہو گیا کہ نماز کس طرح فحش اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔

---

[۱] سورہ یوسف - روح الصلوٰۃ فی الاسلام (تلخیص ص ۲۸-۳۱) [۲] سورۃ العنکبوت

AsliAhleSunnet.com

زکوٰۃ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین [1] یعنی نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نمازیں پڑھو۔

ادائیگی زکوٰۃ میں جو حکمتیں مضمر ہیں، اور اس سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے مطابق زکوٰۃ دینے والے کو جو اجر عظیم بتلایا گیا ہے وہ سب اس بات پر روشن دلیل ہیں کہ زکوٰۃ دین اسلام کے محاسن عظمیٰ میں سے ہے۔ ذیل میں ہم چند حکمتوں کی نشاندہی کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں :

۱۔ زکوٰۃ : زکوٰۃ دینے والے کو بخالت اور سخت دلی کے میل سے پاک کر کے سخاوت و بھلائی اور محتاجوں پر شفقت اور مہربانی کا سبق دیتی ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے بندے کو مال و دولت سے نوازا ہے جس پر دنیاوی وجود اور زندگی کی بقا منحصر ہے اس لئے زکوٰۃ بھی دوسری عبادتوں کی طرح مسلم بندے کی طرف سے اپنے رب کے شکریہ کے منزل میں ہے اس مالی شکریہ کی صورت یہ ہے کہ بندہ زکوٰۃ مفروضہ یا نفلی صدقات و خیرات نکال کر ان مستحقین میں تقسیم کر دے جن کی نشان دہی اس آیت میں کی گئی ہے۔ " انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیھا والمؤلفة قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل [2]

" صدقات کا مال صرف فقیروں اور محتاجوں کے لئے ہے اور ان لوگوں کے لئے جو ان پر مقرر ہیں اور ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں کو مانوس رکھنا ہو اور غلاموں کی آزادی میں اور قرضداروں کے لئے ہے اور خدا کی راہ میں اور مسافروں کے لئے "

۳۔ زکوٰۃ مالداروں کی بابت فقراء کے دلوں سے کینہ اور بغض و حسد کو نکال کر دونوں میں شفقت و

---

[1] سورۃ البقرہ [2] سورۃ التوبہ ۱۲

AsliAhleSunnet.com

محبت اور باہمی تعاون کی فضا ہموار کرتی ہے۔

۴۔ زکوٰۃ وخیرات محتاجگی کی مشکلات میں تخفیف کر دیتی ہیں اور ایسا اسلامی معاشرہ قائم کر دیتی ہیں جس پر اخوت ومؤدت نصرت وحمایت کی روح چھائی رہتی ہے۔ زکوٰۃ وخیرات اشتراکیت اور کمیونزم کے تمام غلط نظریات کے دروازے بند کر دیتی ہیں جو پر فریب پروپگنڈوں، چکنی چکنی باتوں اور میٹھی آرزوں سے پوری دنیا کیلئے خطرہ بنے ہوئے ہیں۔ اگر امت مسلمہ باہم متحد ہو کر فقراء ومساکین کے ما بین اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق زکوٰۃ کی ادائیگی کرے تو بہت سے شہروں میں فقراء ومساکین نہیں ملیں گے اور کتنے فقراء کی پریشانیوں میں تخفیف ہو جائے گی اور خاص طور سے احکام میں لوگوں میں عدل ومساوات کا خیال رکھا جائے تو کمیونزم کو اسلامی سوسائٹیوں میں داخل ہونے کی کوئی سبیل نہ ملے۔

روزہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یا ایہا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون[1]۔ اے مومنو! تمھارے اوپر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم ڈرو۔

روزے کی فرضیت کے محاسن اور اس کے فوائد بے شمار ہیں اس کی حکمتیں کافی اور اتنی اہم ہیں کہ بڑے بڑے فصیح وبلیغ انشاپرداز کے قلم شمار کرنے سے قاصر ہیں اور نامور علماء اور دانشور حکماء کے افکار کی رسائی مشکل ہے اور روزے دار کے اجر عظیم کا اندازہ لگانا کافی دشوار ہے۔ ذیل میں ہم اس بحر ذخار سے ایک قطرہ بطور نمونہ پیش کر رہے ہیں ملاحظہ ہو:

۱۔ روزہ روزے دار میں اللہ کے مراقبے اور اس سے حیا کرنے کی قوت پیدا کرتا ہے جس میں اخروی سعادت اور دنیاوی استقامت مضمر ہے۔

۲۔ روزہ فقراء ومساکین کے لئے موجب رحمت وشفقت ہے کیونکہ مالدار بعض اوقات بھوک و پیاس کی تکلیف کا احساس ہونے پر فقراء اور بھوکوں کے حالات یاد کرتا ہے جس سے اس کا دل نرم ہو جاتا ہے

---

[1] سورۃ البقرہ

AsliAhleSunnet.com

پھر ان کی جانب دست تعاون بڑھاتا ہے۔

۳ - روزہ روحانی اور جسمانی دونوں قسم کی ریاضت ہے جس میں مسلمان تھوڑے کھانے پینے اور تکلیف و مصائب برداشت کرنے کی مشق کرتا ہے، نفس امارہ اور شیطان لعین سے مقابلہ میں ثبات قدمی کا ثبوت دیتا ہے۔

۴ - روزہ سے جن بیماریوں سے نجات ملتی ہے وہی اس کی اہمیت کے لئے کافی ہیں۔ اطباء کا خیال ہے کہ روزہ بہت سے وقتی وموذی امراض خصوصاً تپ دق، کینسر، آتشک اور جلدی امراض سے نجات دیتا ہے، روزہ جسم کے موٹاپا اور نظام ہضم کی خرابی کو دور کرکے جسم کو ہلکا اور اسے صحت و نشاط بخشتا ہے، موجودہ دور میں اطباء بہت سے امراض خصوصاً امراض بہ۔رہ کا علاج روزہ ہی سے کرتے ہیں کیونکہ روزہ میں عصاء موسوی جیسا اثر ہے، خون اور رگ کے وجع المفاصل جیسے تمام امراض کو نگل لیتا ہے

۵ - روزہ سے اللہ کی نعمتوں کی صحیح وسچی قدر دانی ہوتی ہے۔ انسان نعمتوں سے غافل رہتا ہے لیکن ان کے زوال کے بعد ان کی اہمیت کا احساس کرنے لگتا ہے۔ صحیح ہے کہ کسی چیز کی قدر و قیمت اس کے کھوجانے کے بعد پہچانی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحت کی اہمیت صحت مند نہیں بلکہ مریض سمجھتا ہے۔ اور نفس کو کسی چیز کی لذت کا اندازہ اس وقت لگتا ہے جب اس کے استعمال سے طبیعی یا عارضی طور پر اس پر پابندی عائد کردی جائے۔

۶ - روزہ دار کو بھوک اور پیاس لگنے پر اپنی کمزوری اور محتاجگی کا خیال آتا ہے۔ پھر اس کا تمام عجب وتکبر ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جو شخص ایک گھونٹ پانی دیر سے ملنے پر عاجز اور کمزور ہو جائے اس کیلئے تکبر کرنا کیونکر روا ہو سکتا ہے۔ روزہ دار سے وہ انانیت دور ہو جاتی ہے جو اسے خدائی کا دعویٰ کرنے پر مجبور کرسکتی تھی۔ انسان کس قدر کمزور و بےبس ہے کہ کھانے اور پانی سے متاثر ہوکر ان کا قدردان ہو جاتا ہے۔ اس کی عاجزی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کی ساری دولت وسلطنت حتی کہ مشرق سے مغرب تک کی ساری ملکیت پانی کے ایک قطرہ کے مساوی نہیں ہو سکتی جو اس کی پیاس بجھا دیتی ہے یا اس لقمہ کے برابر نہیں ہو سکتی جو اسے آسودہ بنا دیتی ہے۔ روزہ انسان کو اس کی کمزوری

AsliAhleSunnet.com

فقر و فاقہ اور محتاجگی کی یاد دلاتا ہے۔ اسے اللہ کی بندگی اور عاجزی و انکساری کے دائرہ سے نکلنے نہیں دیتا۔ اس کے دل سے انانیت اور تکبر کو ختم کر کے اسے ایسا بلیغ درس دیتا ہے کہ دنیا کی تمام فتنہ آور اور پُر فریب چیزوں کی حقیقت سے واقف ہو کر انھیں بے رغبتی کی نگاہ سے دیکھنے لگتا ہے۔

۷۔ روزہ خواہشات نفسانی کے غلبہ اور شیطان کے تسلط سے بچنے کے لئے ایک ڈھال ہے، بھوک اور پیاس برداشت کرنے کا ایک آلہ ہے۔ نفس امارہ کے لئے ایک بندش ہے۔ ناجائز خواہشات سے بچنے کا ایک وسیلہ ہے۔ مسلمان روزہ کے ذریعہ تمام حرام کاریوں سے بچنے کی مشق کرتا ہے۔ روزہ نفس کی خواہشات کو توڑ کر اس کی قوت شہوانیہ کو کمزور بنا دیتا ہے۔ روزہ نفس کو تمام پریشانیوں اور خواہشات کے وقت صبر پر آمادہ کرتا ہے جو مسلمانوں میں قوت ارادی اور خواہشات کے وقت نفس پر غلبہ کی قوت عطا کرتا ہے۔ روزہ مسلمانوں کو بہادری کی تعلیم دیتا ہے۔ اہم امور کے لئے پیش قدمی کرنا سکھلاتا ہے۔ اور مصائب کے سامنے ثبات قدمی کی ترغیب دیتا ہے۔ غرضیکہ روزہ کی بہت سی خصوصیات ہیں جن کا تفصیلی جائزہ لینے سے بحث طویل ہو سکتی ہے اس لئے ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں جو ہمارے لئے کافی ہے۔

حج

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق لیشھدوا منافع لھم ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومٰت علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام[1] وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین[2]۔ اور آپ لوگوں میں حج کا اعلان کر دیں کہ پیدل اور سوار تمام دور دراز راستوں سے آئیں تاکہ اپنے نفع میں شریک ہوں اور جو انھیں چوپایوں کی روزی دی ہے اس کے عوض مخصوص ایام میں اللہ کو یاد کریں۔

اور اللہ ہی کی خاطر لوگوں پر ہر طاقت رکھنے والے پر بیت اللہ کی زیارت ہے۔ جس نے بھی اس سے انکار کیا اللہ تعالیٰ سارے جہاں سے بے نیاز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مستطیع پر زندگی میں ایک بار حج فرض قرار دیا ہے کیونکہ اس میں دینی اور دنیوی بہت سے فائدے مضمر ہیں۔

---

[1] سورۃ الحج [2] سورۃ آل عمران

AsliAhleSunnet.com

۱۔ حج سے گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے: "من حج فلم یرفث ولم یفسق رجع من ذنوبه کیوم ولدته امه" جس نے بیت اللہ کی زیارت کی، فحش گوئی نہیں کی اور نہ کوئی غلط کام کیا تو اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر واپس ہوگا جیسے اسی دن اس کی ماں نے اسے جنا ہو۔

۲۔ زیارت کرنے والا حج کے ضروری ارکان کی ادائیگی کر لینے سے اللہ کے حکم کا پابند ہو جاتا ہے، انبیاء کرام کے طریقہ کار کا متبع اور پیروکار ہو جاتا ہے۔ جنھوں نے بیت اللہ شریف کی زیارت کی، حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے خانۂ کعبہ کی بنیاد ڈالی تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام پر مناسک حج کی ادائیگی مشروع قرار دے دیا تاکہ ان کے بعد آنے والے لوگوں کے لئے ایک طریقہ عمل ہو جائے حج میں جانے والا دیکھتا ہے کہ اسی مقدس سرزمین پر آپؐ کی ولادت باسعادت ہوئی اور وہیں پرورش پائی اور سب سے پہلی وحی آپ پر جبل حرا پر نازل ہوئی جسے آج جبل نور کہتے ہیں۔ آپؐ نے اپنی قوم کو دعوت دی۔ قریش نے آپ کے اصحاب پر جو مصائب و آلام کے پہاڑ ڈھائے برابر انھیں برداشت کرتے رہے۔ دین اسلام اور دعوت و تبلیغ پر قائم رہنے کی وجہ سے صحابہ کرام کے ساتھ تمام قسم کی پریشانیوں میں ثابت قدم رہے۔

۳۔ حج کا دنیاوی اور سیاسی و اجتماعی فائدہ یہ ہے کہ یہ سالانہ کانفرنس ہے جو جمعہ، جماعت اور عیدین جیسی تمام اسلامی کانفرنسوں سے بڑھ کر ہے، کیونکہ مختلف نسل و رنگ کے مسلمان ایک ہی مقام اور ایک ہی وقت میں باہم مل کر اپنی اجتماعیت کا مظاہر کرتے ہیں، ایک دوسرے سے اپنی محبت اور رحم دلی کا اظہار کرتے ہیں، ایک دوسرے کے درد کا مداوی تلاش کرتے ہیں اسلامی حکومت کی عظمت اور اس کے استقلال کے تحفظ کے لئے مناسب وسائل فراہم کرتے ہیں۔

۴۔ مختلف نسل و رنگ اور مختلف شہر و ملک اور بہت سے مکتبۂ فکر کے لاکھوں انسان کا ایک ہی وقت، ایک ہی لباس اور ایک ہی مقام جبل عرفہ میں جمع ہونا مسلمانوں کی وحدت کی سچی تمثیل ہے، اچھے و برے، چھوٹے و بڑے، حاکم و محکوم، مرد و عورت، آزاد و غلام اور عربی و عجمی کے باہم

AsliAhleSunnet.com

ایک ہی صف میں کھڑے ہونے سے مساوات کا اظہار ہوتا ہے اس میں سارے لوگ باہم متحد ہو کر اللہ کی رحمت کے امیدوار ہوتے ہیں، اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتے ہیں۔ نیکوکاروں کے درجات کے طالب ہوتے ہیں۔ وقوف عرفہ کا یہ اجتماعی منظر قیامت کے روز کا منظر یاد دلاتا ہے جس میں تمام نسل و رنگ اور انس و جن، فرشتے و چوپائے اور تمام پرند جمع کئے جائیں گے اس دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ ارشاد ہے: "یوم لا ینفع مال و لا بنون الا من أتی اللّٰہ بقلب سلیم"، وہ ایسا دن ہوگا جس میں مال اور اولاد کام نہ آئیں گے وہی شخص کامیاب ہوگا جو اللہ کے حضور سچا دل لے کر آئے گا۔ وقوف عرفہ کے دن حجاج اس دن کو یاد کرتے ہیں جس میں سارے انسان جمع ہوں گے اور وہ دن پانچسو سال کے برابر ہوگا۔ سورج بھی ان سے قریب ہوگا۔ مجرمین پسینے سے شرابور ہوں گے حساب و کتاب اور لوگوں کو اس دن کی مشقتوں سے نجات کے لئے انبیاء کرام کی شفارش چاہیں گے قرآن مجید اس دن کا نقشہ یوں پیش کرتا ہے: "یوم یقوم الروح والملائکة صفا لا یتکلمون الا من اذن له الرحمٰن وقال صوابا، ذلك الیوم الحق فمن شاء اتخذ الی ربه مآبا"[1] جس روز روح امین اور تمام فرشتے صف لگا کر کھڑے ہوں گے صرف وہی بولے گا جسے رحمان نے اجازت دی ہو اور اس نے بات صحیح کہی ہو وہ دن واقعی ہونے والا ہے جو شخص چاہے اپنے رب سے ملنے کا راستہ اختیار کرلے، "یوم یفر المرء من أخیه وأمه وأبیه وصاحبته و بنیه، لکل امرئ منهم یومئذ شان یغنیه"،[2] جس روز آدمی اپنے بھائی، اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگ جائے گا۔ ہر آدمی کو اپنی فکر ہوگی جو اس کو دوسرے سے بے خبر کردیگی"،

قیامت کا یہ تذکرہ حج کرنے والوں کے لئے نہایت ہی نصیحت آموز ہے کہ اپنے حج کے موقعہ پر نادم ہو کر خدا سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہیں۔ اپنے مستقبل کو اللہ کی اطاعت و عبادت میں گذارنے

---

[1] سورۃ النباء [2] سورۃ عبس ۱۲

AsliAhleSunnet.com

کی نیّت کریں۔ اور مستقبل میں ایسے نیک کام کریں جو باعث نجات ہوں۔ فریضۂ حج میں اس قسم کے بہت سے رموز و نکات ہیں مگر ہم نے یہاں جن مخصوص نکات کی جانب اشارہ کیا ہے وہ ہر سلیم الطبع اور سننے، سمجھنے والے کے لئے کافی ہیں۔

تعدد زوجات

اسلام نے تعدد زوجات کو واجب نہیں بلکہ چند مصلحتوں کی بنا پر جائز قرار دیا ہے۔ انشاء اللہ ہم کچھ حکمتوں کی نشاندہی کریں گے۔ تعداد ازدواج کا جواز اس شرط سے مشروط ہے کہ آدمی کو بیویوں کے مابین عدم انصاف کا ڈر نہ ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ" اگر تمھیں ڈر ہو کہ انصاف نہیں کرسکو گے تو ایک ہی بیوی پر اکتفا کرو"۔ اس لئے نفقہ، سکنیٰ، کسوہ، شب باشی اور وجوب زوجیت کی ادائیگی میں انصاف ضروری ہے۔ البتہ دلی میلانات مستثنیٰ ہیں کیونکہ یہ شوہر کے اختیارات سے باہر ہیں۔

مستشرقین اپنی بدنیتی کی بنا پر دین اسلام میں تعدد ازدواج کی مشروعیت پر طعنہ و تشنیع کرتے ہیں اور اسلام کی حقیقت اور اس کے محاسن سے واقفیت نہ رکھنے والے تعدد ازواج کے مقاصد نہ سمجھنے والوں نے بھی انھیں کی روش اختیار کی ہے۔ گویا ان جاہلوں کو اللہ تعالیٰ کے فرمان کا علم ہی نہیں جس میں صاف طور سے چار تک سے نکاح کرنے کی بصراحت اجازت دی گئی ہے مثلاً فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع، فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ أو ماملکت ایمانکم[1] جو عورتیں تمھیں پسند ہوں، ان میں سے دو دو، تین تین یا چار چار سے نکاح کر لیا کرو لیکن اگر تمھیں ناانصافی کا ڈر ہو تو ایک ہی سے کرو یا پھر لونڈی سے کرلو"۔

آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابۂ کرام سے تعدد ازدواج ثابت ہے۔ امام احمد اور امام ترمذی کی روایت ہے جس کی تصحیح ابن حبان اور حاکم نے کی ہے کہ غیلان ثقفی اسلام لائے اس وقت انکے پاس دس بیویاں تھیں وہ بھی ان کے ساتھ اسلام لے آئیں آپؐ نے انھیں حکم دیا کہ ان میں سے چار کو

---

[1] سورۃ النساء

AsliAhleSunnet.com

پسند کرلیں۔

تعدد ازدواج کا قائل صرف اسلام ہی نہیں بلکہ گذشتہ صدیوں کی بہت سی سماوی شریعتیں ہیں جیسا کہ حضرت ابراہیم، حضرت یعقوب، حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام وغیرہ کے سلسلہ میں تاریخ شاہد ہے۔ تعدد ازدواج میں کافی حکمتیں ہیں جن میں سے ذیل میں ہم چار حکمتوں کی نشاندہی کر رہے ہیں۔

۱۔ تعدد ازدواج میں سب سے بڑی حکمت مرد و عورت کو زناکاریوں سے بچانا اور سواد امت کی زیادتی کے لئے بکثرت افراد تیار کرنا ہے اور افراد کی زیادتی دیگر حکومتوں کی نگاہوں میں اس کی قوت وسطوت اور تمام امتوں کے میزان میں اس کے وزنی ہونے کا سبب ہوا کرتی ہیں، ہر صاحب فکر کو معلوم ہے کہ تعدد ازدواج سے شرعاً وعقلاً ہر طرح سے نسل کی زیادتی مطلوب ہوتی ہے ارشاد نبوی ہے" تناکحوا تکاثروا فانی مباہ بکم الامم" نکاح کرو تمہارے افراد زیادہ ہوں گے۔ میں تمہارے ہی ذریعہ دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

آج چین حیرت انگیز طور پر ہزاروں گنا تعداد میں بڑھ جانے سے تمام ممالک پر غالب آگیا۔ حالانکہ یورپ کی حکومتیں اسے پہلے خاطر میں نہیں لاتی تھیں۔

۲۔ پہلی بیوی کبھی بانجھ ہو جاتی ہے حالانکہ حیات انسانی کی سب سے بڑی لذت و ذاتی سعادت اور سوسائٹی کے لئے سب سے بڑی نیک بختی نسل ہوا کرتی ہے تو کیا یہ عقل و انصاف کی بات ہے کہ شوہر اسی بانجھ بیوی یا سن ایاس کو پہونچی ہوئی بڑھیا بیوی پر صبر کرے یا اس بیوی کو زوجیت سے خارج کر کے اسے پریشان حال چھوڑ دے کہ اس کا کوئی کفیل نہ ہو۔

۳۔ عورت کبھی حیض یا نفاس کے ایام سے گذرتی ہے جس میں شوہر کا بیوی سے جماع کرنا ناجائز ہے ایسے وقت میں اگر شوہر کو خواہش ہوگئی جس پر صبر کی تاب نہیں لاسکتا تو آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ آیا وہ حرام ہی کا مرتکب ہو یا شرعی طور پر دوسری شادی کر کے اپنے اور اپنی بیوی کے دامن کو بھی بچائے۔ میرا خیال ہے کہ کوئی بھی عقلمند اس مستحسن تجویز کی مخالفت نہیں کر سکتا۔

AsliAhleSunnet.com

۴۔ شریعت نے تعدد ازدواج کی اجازت اس لئے دی ہے کہ عورتوں کی تعداد مردوں کی بہ نسبت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ مرد لڑائیوں اور فوجی خدمات میں لگا دئے جاتے ہیں اب اگر ہر آدمی کے لئے صرف ایک عورت کا حساب رکھا جائے تو عورتوں کی کافی تعداد بلا شوہروں کے رہ جائے گی۔ اور یہ تجرد کی زندگی گذارنے والی عورتیں بسا اوقات حصول معاش یا تکمیل شہوت کی خاطر اپنا ننگ و ناموس مٹا ڈالنے پر مجبور ہوں گی، یورپ خاص کر فرانس میں جب یہ علت عام طور سے پائی جانے لگی تو بہت سے مردوں نے حقوق زوجیت سے بچنے کے لئے شادی کرنے کے بجائے انھیں زانیہ عورتوں سے خواہش پوری کرنی شروع کر دی جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ عورتوں کی بہت بڑی تعداد بلا شوہروں کے ہوگئی اور دن بدن یہ بیماری اس قدر بڑھتی گئی کہ اس کا ازالہ ممکن نہ رہا اور اس طرح نسل کی کمی، آبادی کی ویرانی اور دنیا کے بگاڑ کا سبب بنی۔

مذکورہ بیانات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ تعدد زوجات کو مباح قرار دینا اسلام کی ایک خوبی ہے کیونکہ امت اور معاشرہ کو پیش آنے والے اجتماعی مشاکل کی گرہ کشائی اسلام کی حکمت کی جانب رجوع کرنے میں ہے [1] آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ اہل یورپ تعدد کی مخالفت کرتے ہیں مگر اپنے لئے زانیہ عورتوں کو مباح قرار دیتے ہیں اور اس اباحیت پر ان کے ساختہ اصول ان کی ہمت افزائی کرتے ہیں، انسان کے یہ متضاد قول و فعل سماوی شریعتوں کے مخالف ہوتے کے ساتھ ساتھ حیا، عقل اور فطرت سلیمہ کے بھی منافی ہیں۔

ممکن ہے کہ کسی کے دل میں شبہ پیدا ہو کہ تعدد ازدواج کی حکمت و مصلحت دوسری بیوی سے حاصل ہو جاتی ہے پھر دین اسلام نے چار کی اجازت کیوں دی ہے تو اس کا ازالہ ہم ذیل میں چند طریقوں سے کرتے ہیں ملاحظہ ہو:

---

[1] یہی وجہ ہے کہ کیتھولک گرجا نے ان قراردوں کے ذریعہ تعدد زوجات کی اجازت دی ہے۔ جو روم کے شہر ویٹیکان سے جاری ہوئی ہے لیکن اسے افریقیوں کے لئے مخصوص کر دیا۔

AsliAhleSunnet.com

۱۔ دین اسلام تمام شریعتوں میں اوسط اور انصاف پسند ہے اس کے عادلانہ نظام میں سے چار میں تعدد زوجات کا انحصار بھی ہے۔

اسلام سے قبل کی جملہ شریعتوں مثلاً یہودیت اور نصرانیت میں سے کسی نے بھی تعدد کو حرام نہیں قرار دیا ہے حتیٰ کہ مسیحی اصلاحی تحریک کے لیڈر "مارین لوتھر" کا خیال ہے کہ تعدد کے جائز قرار دینے میں وہ خرابی نہیں ہے جو اسے حرام قرار دینے میں ہے۔

"وسٹرماک" کہتا ہے کہ تعدد ازدواج کا اعتراف مسیحی پادریوں نے سترہویں صدی عیسوی تک کیا ہے۔ پھر گرجا کے چند پجاریوں نے اس پر عدم جواز کا حکم لگا کر اسے دین مسیح کی جانب منسوب کر دیا جیسا کہ لوگوں پر رہبانیت کا حکم لگا کر اپنے آپ کو اس سے مستثنیٰ قرار دے لیا اور اس میں گرجا کی پجاری عورتوں کے ساتھ ان کی بھی کافی رسوائی ہوئی۔

مذکورہ مذاہب نے تعدد کو مقید نہیں کیا۔ اہل فارس کا خیال ہے کہ تعدد آدمی کی طاقت پر موقوف ہے اہل عرب نے دور جاہلیت میں تعدد کو بلا تعیین جائز قرار دیا تھا۔

مگر مذہب اسلام نے افراط اور تفریط کی تمام صورتیں باطل قرار دے کر ایک درمیانی حد قائم کر دی۔ نہ تو تعدد کو بلا تعیین ہی چھوڑ دیا اور نہ ایک ہی کی شرط لگائی جیسا کہ مسیحی پادریوں کا خیال تھا۔ اسلام کے اس عادلانہ نظام میں بحث و تکرار کی کوئی گنجائش نہیں۔

۲۔ چار بیویوں کی اجازت اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور ہر مومن کے نزدیک یہ مسلم ہے کہ یہی قرین صواب اور مخلوق کی فطرت اور مصلحت کے موافق ہے۔ اور اگر حقیقت یہی ہے اور آپ کو مبدأ تعدد تسلیم بھی ہے تو اب مذکورہ اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔

۳۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک بیوی بیمار ہوتی ہے، دوسری حالت حیض میں جس میں شوہر قریب نہیں جا سکتا اور کچھ لوگوں میں اس قدر شہوت ہوتی ہے کہ دوسری بیوی بھی اس کے لئے کافی نہیں ہوتی، یا ایک بیمار ہوتی ہے دوسری حالت حیض یا نفاس میں یا حالت سفر میں جس سے اسے تیسری یا چوتھی بیوی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور شریعت نے ان عورتوں کے سلسلہ میں یہ مصلحت رکھی ہے کہ اگر ان کے

AsliAhleSunnet.com

شوہر جنگ میں کام آجائیں یا حادثات دہر کا شکار ہو جائیں تو ہزاروں عورتیں بے قدر و قیمت نہ رہ جائیں۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ چاروں بیویاں بیمار ہو جائیں یا بعض بیمار اور بعض کو دوسرے شرعی عذر لاحق ہو جائیں تو اس وقت چار سے زیادہ جائز قرار دینا پڑے گا[1]۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا ہونا نادر ہے اور حکم اکثریت پر لگایا جاتا ہے نہ کہ نادر پر۔

خلاصۂ کلام یہ کہ تعدد زوجات کی اجازت خواہشات کی تکمیل کے لئے نہیں دی گئی ہے بلکہ جنسی خواہشات پر قابو پانے کے لئے، اگر چار کے ساتھ مقید نہ کر دیا جاتا تو خواہشات بے حساب بڑھ جائیں جیسا کہ اہل مغرب کا حال ہے۔ تعدد کے مشروع قرار دئے جانے کی یہ بھی وجہ ہے کہ عورت گناہ اور تلخ زندگی سے محفوظ رہے جس میں آج مغربی عورتیں گرفتار ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں دسیوں لاکھ عورتیں زنا کے پیشہ سے زندگی بسر کرتی ہیں، ان کے اولاد بھی ہوتی ہیں تو حقوق وراثت سے محروم رہتی ہیں۔ مگر اسلام یہ چاہتا ہے کہ عورت کسی حالت میں بھی بیکار نہ ثابت ہو کیونکہ یہ ایک شرعی عورت ہے جس کے حقوق ہیں یہ کسی قانونی حمایت سے محروم نہیں ہے۔ اس لئے اب آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ دونوں صورتوں میں سے عورت کی عزت اور اس کے مقام و مرتبہ کے تحفظ کے لئے کون سی صورت مناسب ہے۔ آیا وہ کسی ایسے شخص کی دوسری، تیسری یا چوتھی بیوی ہو جس سے وہ اپنا اور اپنی اولاد کے نان و نفقہ کا مطالبہ کرے اور اپنی اولاد کے ساتھ اس کے مال کا وارث بنے یا وہ عزت اور وقار سے اس طرح گری ہوئی ہو کہ نہ تو اس کا شوہر ہو اور نہ شوہر کے یہاں اس کا کوئی حق ہو۔ نہ عورت خود اس کی وارث ہو اور نہ ہی اس کی اولاد وارث بنے، عورت اپنی اولاد کے ساتھ پریشانی کی زندگی بسر کرتی ہو اور عوام و خواص سب کی نگاہوں میں عزت اور وقار سے ننگی نظر آئے۔ میں کہتا ہوں کہ ہر صاحب بصیرت کا یہی فیصلہ ہو گا کہ تعدد ازدواج میں عورت کی مصلحت مرد سے کہیں بڑھ کر ہے۔

تعدد ازدواج کے محاسن اور اس کی مصلحتوں کا انکار ایک غبی، جاہل، گمراہ، معاند، استشراق پسند

---

[1] مفتریات علی الاسلام احمد محمد جمال

AsliAhleSunnet.com

اور گمراہ کن شخص ہی کر سکتا ہے ورنہ تعدد کی خوبیاں کسی پر مخفی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ کے انصاف پسندوں کو اس کی حکمتوں کا علم ہوا تو دین حنیف کی تعلیمات اور اس کی حقیقی خوبیوں کی طرف مائل ہونے کی تمنا کی حتی کہ بعض انگریز عورتوں نے بصراحت ایک مرد کے لئے کئی بیویاں ہونے کا خیال ظاہر کیا۔ تاکہ ہر عورت کا ایک مقام ہو اور اس کا کوئی کفیل ہو۔ علامہ سید رشید رضا جریدہ (لندن ثروتھ) سے ایک فاضل خاتون کے مضمون کی تلخیص یوں پیش کرتے ہیں۔

ہماری نافرمان بچیوں کی تعداد کافی ہو چکی ہے مصیبت عام ہو گئی ہے اور اس کے اسباب تلاش کرنے والے بہت کم رہ گئے ہیں چونکہ میں ایک عورت ہوں اس لئے ان لڑکیوں کو دیکھ کر میرا دل ان پر شفقت اور غم کی وجہ سے چھلنی ہو جاتا ہے مگر میرا حزن وملال اور غم واندوہ ان کو کچھ بھی فائدہ نہ دے گا۔ اگر سارے لوگ میرے ساتھ غم میں شریک ہو جائیں پھر بھی اس ناگفتہ بہ حالت کو دور کرنے میں مفید ثابت نہ ہوں گے۔ ساری خوبیاں اللہ ہی کو زیبا ہیں۔ مشہور فاضل "تھامس" نے اسی صورت حال کو دیکھ کر یہ فیصلہ کیا تھا کہ ایک مرد کے لئے متعدد بیویاں رکھنا بہتر ہے اور اسی سے اس مرض کا ازالہ ممکن ہے اور اسی سے لڑکیاں گھروں کی محافظ بن سکتی ہیں۔ یورپ میں مرد کو ایک ہی بیوی رکھنے پر مجبور کرنا بہت بڑی مصیبت ہے، اسی پابندی نے ہماری بچیوں کو در بدر ٹھوکریں کھانے اور مردوں والے کام اختیار کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اور اس برائی کے پھیلنے کا واحد سبب یہ ہے کہ مرد کے لئے ایک سے زیادہ شادی کرنا مباح نہیں سمجھا گیا [1]

۱۹۴۸ء میں جرمنی کے نوجوانوں کی ایک عالمی کانفرنس نے عورتوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے مسئلے کو تعدد کے ذریعہ حل کرنے کی سفارش کی تھی۔ مجلہ "لواء الاسلام"، مصر کا بیان ہے کہ انگلینڈ کے اہم پادریوں کا اعلان ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد سے جو معاشرتی خودکشی اور زنا کی کثرت ہو گئی ہے ان کا سد باب تعدد ازدواج کو جائز قرار دے کر ہی کیا جا سکتا ہے [2]

---

[1] تفسیر المنار جلد ۴ [2] مفتریات علی الاسلام احمد محمد جمال۔

AsliAhleSunnet.com

"گوستاؤلیبان"، کہتا ہے کہ درحقیقت تعدد ازدواج ایک مستقل نظام ہے جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل مشرق کے تمام قبیلوں اور قوموں میں پایا گیا ؎۱

تعدد ازدواج یہود، اہل فارس اور عربوں میں مسنون و رائج تھا، دین اسلام میں داخل ہونے والی امتوں نے اس قدیم نظام میں کوئی تبدیلی نہیں کی، آداب و نظام اور اخلاقی تبدیلیوں کے باوجود کسی دین میں اتنی قدرت نہ تھی کہ تعدد ازدواج کے خاتمہ کے لئے کوئی عملی قدم اٹھا سکے۔ کیونکہ یہ اہل مشرق کے مزاج و ماحول اور ان کے طریقۂ زندگی کا لازمی نتیجہ تھا۔ "گوستاؤ" نے آگے چل کر مشرق میں ماحول کا اثر، عورت کی فطرت، بیماری اور ولادت سے لاحق ہونے والے دکھ و درد اور تعدد ازدواج کے اثباتی نظرئے پر روشنی ڈالی ہے۔ گوستاؤ آگے چل کر لکھتا ہے کہ: یورپ میں ایک بیوی پر اکتفا کرنا صرف قانونی حد تک ہے اس پر بہت کم ہی لوگوں کا عمل ہے۔ مگر تعدد مشروع نہ ہونے کے باوجود اہل مغرب میں موجود ہے۔ آگے کہتا ہے کہ: میں نہیں سمجھ پا رہا ہوں کہ اہل مشرق کے قانونی تعدد کو اہل مغرب کے جھوٹے اور فحش آمیز تعدد کے مقابلہ میں کیوں گھٹیا سمجھا جاتا ہے، بلاشبہ مجھے ان اسباب کا علم ہے جن کی وجہ سے مشرق کے تعدد شرعی کا مقام و مرتبہ مغرب سے بلند تر ہے ؎۲

مذکورہ تفصیل سے ہمیں یہ بات معلوم ہو گئی کہ نصرانی مذہب میں تعدد کی حرمت کا مطلوبہ نتیجہ برآمد نہ ہو سکا بلکہ فطری تقاضوں کی مخالفت کے باعث اس کے الٹے نتائج ظاہر ہوئے، عورتوں میں بدکاری اور شادی سے محرومی جیسی خرابیاں سامنے آئیں اور ناجائز اولاد کی کثرت ہو گئی۔ لیکن اس قسم کے امراض ان ملکوں میں نہیں ملتے جہاں اسلامی شریعت کی پابندی پورے طور پر کی جاتی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ: عجب نہیں کہ مسیحی تعدد کی حرمت کا قائل ہو جائے کیونکہ وہ گرجا گھروں، پادریوں

؎۱ اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ نظام تعدد صرف مشرق ہی میں پایا جاتا تھا مگر یہ حصر صحیح نہیں ہے، اہل مغرب بھی اس کے پابند عمل تھے، چنانچہ فرانس کے بادشاہ خود کئی بیویاں رکھتے تھے اس کے باوجود گرجا میں ان کی ہر طرح کی تعظیم اور احترام ہوتا تھا۔ ؎۲ حکمۃ التشریع از علی جرجاوی۔

AsliAhleSunnet.com

اور کاہنوں کی تعلیمات سے متأثر ہو کر بھٹک چکا ہے پادریوں نے اس کا دماغ بھر دیا ہے کہ یہی عیسیٰ مسیح اور انجیل کی تعلیمات ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعلیمات سے مسیح اور انجیل کی برأت کا اظہار فرمادیا ہے تعدد کی حرمت مسیح سے اور نہ ہی ان کی کتاب مقدس انجیل سے ثابت ہے۔ لیکن بے حد تعجب ہے کہ کچھ لوگ اسلام کا دعویٰ کرنے کے باوجود تعدد ازدواج کو عورت کے ساتھ ظلم اور اس کی کرامت کی توہین سمجھتے ہیں اور مرد کی شہوت پرستی اور بہیمانہ نظریہ پر دلیل قرار دیتے ہیں جس سے ہر دانشمند کا بچنا ضروری ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس قسم کے فاسد خیالات کیسے پیدا ہو جاتے ہیں جب کہ وہ ایک عورت پر اکتفا کرنا قانون تصور کرتے ہیں جس کی کوئی صحت اور واقعیت نہیں ہے، یورپ میں خود مشاہدہ کیا جارہا ہے کہ اخلاقی جرائم اور ناجائز اولاد کی کثرت ہے۔ رہا ان کا یہ اعتراض کہ ایسے شخص سے بہت کم عدل وانصاف پایا جاتا ہے جس کی زوجیت میں دو یا تین بیویاں ہوں؟ تو جواباً ہم عرض کرتے ہیں کہ: شریعت نے تعدد ازدواج کی اجازت ایسے شخص کے لئے دی ہے جو فی نفسہ عورتوں پر ظلم وزیادتی کا تصور بھی نہ کرتا ہو۔ شریعت نے مرد کو ایمان کی وکالت سونپ دی ہے اسے شرعی حدود پر قائم رہنے کی تاکید کی ہے۔ ظلم کا صدور تو اس شخص سے بھی ہو سکتا ہے جس کی زوجیت میں صرف ایک عورت ہوتی لہٰذا ان لوگوں کے خیالات کے بموجب ظلم اور ناانصافی کے ڈر سے ایسے شخص کو بھی ایک بیوی رکھنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے لیکن کوئی بھی صاحب فہم وبصیرت اس کا قائل نہیں اور اگر اس سے ظلم فرض کرلیا جائے یا فی الواقع اس سے ظلم صادر ہی ہو جائے تو یہ شریعت کی خلاف ورزی کی بنا پر ہوگا شریعت تو اسے ہمیشہ ظلم وزیادتی سے باز رہنے کی تاکید کرتی ہے۔ حکم شرعی ہے کہ جب قاضی یہ دیکھے کہ ظلم سے باز نہیں آرہا ہے اور تنبیہ وحد تعزیر بے سود ہے تو خلع وغیرہ کے ذریعہ بیوی کو الگ کردے گا کیونکہ شریعت میں اس قسم کے جزئی فیصلے میں کوئی تنگی نہیں ہے۔

محاسن طلاق

دین اسلام نے طلاق کو مباح قرار دینے کے ساتھ مکروہ بھی کہا ہے۔ حدیث پاک ہے: ابغض الحلال الی اللہ الطلاق حلال چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ اللہ کے نزدیک طلاق ہے۔ شریعت نے طلاق کو معاشرتی ضروریات میں سے قرار دیا ہے

AsliAhleSunnet.com

کیونکہ اس میں ایسی مصلحت مضمر ہے جس کا تعلق زوجین سے ہے اگر طلاق دینے کی اجازت نہ ہوتی تو زوجین میں بگاڑ کی صورت میں نکاح کا باقی رہنا بہت بڑے شر و فساد کا باعث بنتا۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی قوانین نے بھی مسیحیت کی مخالفت کے باوجود طلاق کو اپنایا ہے اور ضرورت سے زیادہ اس میں وسعت دی ہے۔

ہم یہاں تک کہہ سکتے ہیں کہ جس وقت اسلام آیا دو ایک قوم کے ماسوا تمام قومیں قدیم زمانے سے طلاق کو مباح قرار دے رہی تھیں۔ یونان جس کے فلسفہ میں علم یکتائی بلند تھا۔ اس میں بھی طلاق بغیر کسی قید یا شرط کے مشروع تھی۔ رومی طلاق کو شادی کا لازمہ سمجھتے تھے۔ حتیٰ کہ شادی کے موقعہ پر اگر طرفین عدم طلاق کی شرط لگاتے تو اس شادی کو قاضی باطل قرار دے دیا کرتے تھے۔ دین موسوی نے عورت کو مقام عطا کرنے کے باوجود طلاق کو مباح قرار دیتے ہوئے اس میں خوب وسعت دی تھی۔ شریعت یہود میں عورت سے اخلاقی جرم سرزد ہونے پر شوہر کو طلاق دینے پر مجبور کیا جاتا تھا خواہ بیوی کو معاف ہی کیوں نہ کر دے۔ جس طرح شادی کے بعد دس سال کی مدت میں اولاد نہ ہونے پر شوہر کو بیوی کے طلاق دینے پر مجبور کیا کرتے تھے لہذا ہر تعلیم یافتہ پر یہ بات آشکارا ہو گئی کہ دین اسلام میں طلاق کوئی نئی بات نہیں بلکہ مذہب اسلام نے اسے اور جلا بخشا ہے اور زوجین کے لیے دفع مضرت کا ایک وسیلہ قرار دیا ہے۔

طلاق کے احکام

(۱) زوجین میں اگر سخت نفرت ہو جائے دشمنی محبت کی جگہ لے لے، باہمی میل ملاپ کے تمام وسائل ناکام ثابت ہو جائیں تو آپ مجھے خدا کے واسطے بتلائیں کہ اس مالایطاق دردناک تکلیف، دلی نفرت اور باہمی ناچاقی میں دونوں کا زندگی گذارنا بہتر ہے؟ یا ان مصائب سے نجات پانے اور دلی سکون و راحت حاصل کرنے کے لئے طلاق کا سہارا لینا۔

(۲) شوہر اپنی بیوی کو زنا میں ملوث دیکھ لے اور اس پر ثبوت شرعی نہ پیش کر سکے تو اس کی تین

AsliAhleSunnet.com

صورتیں ہوسکتی ہیں۔ بیوی کو قتل کرکے اپنے آپ کو قید یا قتل کا نشانہ بنائے یا بیوی کے زنااور اس کی جسمانی خیانت کا علم رکھتے ہوئے اس پر صبر کرے اور اپنے نسب میں غیر کو داخل کرکے دیوث بنے کہ غلط کام دیکھے اور اس پر خوش رہے۔ یا پھر طلاق دے کر تمام پریشانیوں سے نجات پا جائے اور اللہ کی سزا سے بھی بچ جائے اور ایسا تیز خاطر اور حساس بن جائے جو اپنے بستر اور اپنی عزت پر بدنما داغ لگانا گوارا نہ کرے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر خردمند تیسرے حل کو پسند کرے گا۔ کیونکہ وہی عقل و نقل کے موافق، مصلحت آمیز و مانع فساد ہے۔

۳۔ سب سے اکمل ترین دنیاوی سعادت یہ ہے کہ زوجین کے ایسی اولاد ہوں جو ان کے دل کی ٹھنڈک ہوں۔ اور ان کے مرنے کے بعد ان کے سچے جانشین ہوں، اور ان سے والدین کے نام روشن ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: المال والبنون زینۃ الحیاۃ الدنیا[۱] مال و اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں۔

عورت اگر بانجھ ہو جائے تو اس کا وجود شوہر کی زندگی کو مکدر بنا دے گا۔ کیونکہ شادی سے جس نسل کی امید ہوتی ہے اس سے محرومی ہے۔ بنابریں شوہر کو اسے طلاق دے دینا ہی بہتر ہوگا بعینہٖ اگر شوہر بانجھ نکل جائے اور عورت کو نیک نامی اور ادائیگی واجبات کے لئے اولاد کی تمنا ہو تو ایسی صورت میں عورت کے لئے طلاق ہی مفید ہوگی کیونکہ اس صورت میں اگر طلاق مشروع نہ ہو تو عورت کی زندگی کافی تنگ اور پریشان کن ثابت ہوگی۔

۴۔ زوجین میں سے کسی ایک کو ایسا مرض لاحق ہو جائے جو مباشرت میں حارج ہو یا کوئی چھوت کی بیماری میں مبتلا ہو جائے جسے دوسرے کو لاحق ہونے کا ڈر ہو تو اس سے عافیت چاہنے والے شوہر کو طلاق یا بیوی کو فسخ نکاح کا پورا اختیار حاصل ہے۔

۵۔ عورت کو شوہر سے محبت نہ ہو یا اس کی صورت و سیرت اسے ناپسند ہو تو عورت کو حق حاصل ہے

---

[۱] سورۃ الکہف

AsliAhleSunnet.com

کہ شوہر کو کچھ مال دے کر خلع کرالے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ: ثابت بن قیس کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آئیں، کہا: اے اللہ کے رسول میں ثابت بن قیس کے اخلاق اور دین میں کوئی عیب نہیں لگاتی ہوں لیکن مجھے اسلام میں کفر ناپسند ہے آپ نے فرمایا: کیا تم ان کا باغ واپس کرسکتی ہو؟ کہا: جی ہاں۔ آپ نے ثابت بن قیس سے فرمایا: باغ لے لو اور انھیں ایک طلاق دے دو۔ (بخاری)

۶ ۔ کبھی شوہر طویل مسافرت میں ہوتا ہے یا چند سال کے لئے حوالہ زنداں کر دیا جاتا ہے یا لمبی مدت تک بیوی کا نفقہ روک لیتا ہے یا تنگ دستی کے باعث نفقہ وکسوہ اور مناسب مسکنٰ مہیا نہیں کر پاتا تو ان صورتوں میں معاشی اور معاشرتی تکلیف سے بچنے کے لئے شرعی عدالت سے بیوی کو طلاق لے لینے کا پورا حق حاصل ہے۔

مندرجہ بالا بیانات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اسلام میں نکاح اور طلاق کا مقصد عورت اور اس کی ذاتی مصلحت کے لئے انصاف ہے [1] اسے مقام انسانیت اور مرد کے مساوی عزت وکرامت

---

[1] بنظرِ غائر مطالعہ کرنے سے آپ کو اس کی وضاحت م۱ میں ملے گی کہ طلاق دشمنی اور انتہائی باہم ناچاقی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ یقینی بات ہے کہ اس میں شوہر اور بیوی کی مصلحت یکساں ہے یہی چیز آپ کو م۲ میں بھی ملے گی م۳ میں دو صورتیں بیان کی گئی ہیں ایک یہ کہ اگر شوہر بانجھ ہو اور بیوی الگ ہونا چاہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ طلاق لینے میں بیوی کی مصلحت شوہر سے بڑھ کر ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر بیوی بانجھ ہو تو اول وہلہ میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ طلاق میں بیوی کی مصلحت نہ ہوگی لیکن معمولی غور وفکر کے بعد یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ اس میں بھی بیوی کی مصلحت مقدم ہے کیونکہ اس صورت حال میں شوہر بیوی سے بے رغبتی اختیار کرلے گا۔ اگر طلاق جائز نہ ہو تو عورت کی زندگی شوہر کے ساتھ بے مزہ ہو جائے گی۔ وہ سعادت کی زندگی نہیں گذار سکتی لہذا شوہر کا طلاق دے دینا ہی بہتر ہوگا تاکہ خود دوسری شادی کرلے اور بیوی بھی دوسرا شوہر تلاش کرلے تاکہ دونوں باہم میل وملاپ اور الفت ومحبت سے زندگی گذاریں یہی بات م۴ میں بھی کہی جاسکتی ہے م۵ اور م۶ میں بیوی کیلئے طلاق کی مصلحت شوہر کی مصلحت سے بڑھ کر ہے۔

AsliAhleSunnet.com

عطا کرنا ہے کیونکہ دونوں کی تخلیق ایسی ذات سے ہے جسے خیر پسند اور شر ناپسند ہے۔ حاسدینِ اسلام اور ہوس پرستوں کا نظریہ ہے کہ اسلام نے طلاق کی اجازت عورت پر ظلم وزیادتی، سختی، اسکی بے عزتی اور اُس پر اپنی برتری کے اظہار کے لئے دی ہے۔

خدا کی قسم اگر ان طعنہ زنوں کے دلوں میں اسلام کے خلاف کینے، بدکرداری اور تعصب و تنگ نظری نہ ہوتی تو آج محاسن طلاق اتنے مخفی نہ ہوتے کہ ان کے لئے دلیل و برہان کی ضرورت پڑتی۔

معمولی انصاف پسند عقلمند بھی دین اسلام اور مسیحیت میں موازنہ کرنے کے بعد یہی فیصلہ کرے گا کہ دین اسلام کو تفوق اور برتری حاصل ہے۔ اور یہی عقل وفہم، انسانی فطرت وطبیعت اور تمام قوم وملت اور ہر زمانے کے لئے مناسب ہے۔

انصاف پسندو! ذرا شریعت اسلامیہ اور دیگر شریعتوں کا باہم موازنہ کرو۔ شریعت اسلامیہ نے چند اسباب کی بنا پر طلاق کی اجازت دی ہے جو عقل وفہم، انسانی فطرت اور زوجین کے احوال و ظروف کے مناسب ہیں۔ کیونکہ اگر عقد توڑنے کی کوئی صورت نہ ہو تو دونوں انتہائی تنگی اور پریشانی سے دوچار ہو جائیں گے۔

شریعت مسیحیہ کی ایک جماعت کا نظریہ ہے کہ زوجین کو کتنے بھی مشکلات ومصائب جھیلنے پڑیں مگر بیوی کو طلاق بتّہ نہیں دی جاسکتی۔ اگر عورت سے شوہر کے یہاں زنا سرزد ہو جائے تو صرف جسمانی جدائی ہوسکتی ہے، دونوں علیحدہ طور سے زندگی بسر کریں گے مگر ان میں کسی کے لئے دوسرا عقد کرنا روا نہیں ہوگا، البتہ ہر ایک کو کسی سے بھی معاشقہ کی کلی اجازت ہوگی۔

اس نظریہ سے دین اسلام کا موازنہ "پروٹسٹنٹ" اور "آرتھوڈکس" جیسے گروہ سے کرو، جو زنا اور دوسرا دین اختیار کر لینے سے طلاق کے قائل ہیں مگر اس طلاق کے بعد کسی کے لئے دوسری شادی کے قائل نہیں ہیں۔

اس شریعت کا، جس سے عقل انکار کرتی ہے اور نیک طبیعتیں متنفر ہو جاتی ہیں اور جو زوجین کی سعادت مندی اور طرفین کی بھلائی کے بجائے ان کے لئے تباہی وبربادی اور دوسرے برے نتائج پیدا

AsliAhleSunnet.com

کرتی ہے، مقابلہ جب اس اسلامی شریعت سے کیا جائے گا جو عقل کے مطابق لوگوں کی طبیعتوں اور ان کے حالات کے مناسب اور ان کے لئے مسرت وسعادت اور آزادی وخوشحالی کی ضامن ہے تو طلاق کی خوبیاں سامنے آجائیں گے اور یہ پتہ چلے گا کہ وہ وبال نہیں بلکہ عین رحمت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اٹلی کی مجلس قانون ساز وے ٹیکان کی مخالفت کے باوجود (جو نصرانیت کا اعلیٰ اختیار والا دینی ادارہ ہے) طلاق کے جواز کا قانون پاس کر دیا۔

برطانوی دار العوام نے تسلیم کر لیا ہے کہ دو سال تنہائی کی زندگی گذارنے کے بعد زوجین میں سے ہر ایک کو رضامندی کی صورت میں طلاق مباح ہے اور پانچ سال انفرادی زندگی بسر کرنے کے بعد کسی ایک کی موافقت سے طلاق کا اختیار ہے۔

شراب کی حرمت

شراب کی حرمت دین اسلام کی عظمت اور ان خوبیوں میں سے ہے جن سے انسان بہرہ ور ہے، اس کی تحریم میں یہ حکمت مضمر ہے کہ انسان کو جسمانی، دماغی اور مالی مضرتوں سے بچایا جا سکے۔ شراب کے بے شمار نقصانات ہیں۔ صحت انسانی کے لئے شراب کی مضرتیں درج ذیل ہیں۔

جسمانی نقصانات

۱۔ معدے میں خرابی اور بھوک میں کمی آجاتی ہے۔ ظاہری شکل وصورت میں عجیب سی تبدیلی آجاتی ہے، بکثرت شراب نوشی سے چہرے بگڑ جاتے ہیں۔ آنکھ اپنی خلیہ کے ساتھ باہر آجاتی ہے چہرے کا رنگ فق ہو جاتا ہے اور پیٹ بڑھ جاتا ہے۔

۲۔ چالیس سالہ جوان کی جسمانی ساخت بکثرت شراب پینے سے ساٹھ سالہ بڈھے جیسی ہو جاتی ہے اور جسمانی وذہنی دونوں لحاظ سے بڈھا لگتا ہے۔

۳۔ شراب نوش جگر اور گردے کا مریض ہو جاتا ہے۔ اصول صحت کی رعایت کے باوجود یورپ ممالک میں لوگ شراب نوشی کی وجہ سے بکثرت ٹی، بی کے مریض ہو جاتے ہیں۔ یہ مسلم ہے کہ ان بیماریوں سے عافیت نشہ آور چیزوں کے چھوڑنے ہی میں ہے۔

AsliAhleSunnet.com

۴ ۔ شراب بلاشبہ شرابی کی عقل کھا جاتی ہے پھر وہ دیوانہ جیسا لگتا ہے ۔ بسا اوقات اپنے شعور واحساس کو کھو کر لوگوں کے سامنے قضائے حاجت کرنے لگتا ہے ۔ کبھی بجائے خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے اور کبھی دوسروں کو زدوکوب یا قتل تک کے درپہ ہو جاتا ہے زنا اور شر وفساد کے لئے ہمہ وقت تیار رہتا ہے ۔ یہ سب ایسے مضرات ہیں جو ادنیٰ صاحبِ بصیرت پر مخفی نہیں ہیں ۔

مالی نقصانات

۵ ۔ موجودہ دور میں شراب نوشی خاص طور سے مال و دولت کی ہلاکت وبربادی کا باعث بنتی ہے ۔ خلیجی ممالک بالعموم اور بعض دیگر شہروں میں بھی دولت وثروت مٹانے کا سبب شراب نوشی ہی ہے وہاں مختلف قسم کی شرابیں بنتی ہیں جن میں بعض کافی مہنگی بھی ہوتی ہیں تجارتی طبقہ شراب نوشی اور زنا میں زیادہ ترملوث رہتا ہے ۔ اللہ کا شکر ہے کہ مسلمانوں، یہودیوں اور بے دین طبقہ کے تمام دانشوروں اور اطباء نے شراب کے نقصانات کا اعتراف کیا ہے اور اس سلسلہ میں بہت سی کتابیں اور مقالے قلمبند کرکے صراحت کردی ہے کہ مسلسل شراب پینے والا ہلاکت میں مبتلا ہو جاتا ہے ۔ شراب کی حرمت اسلام کی عظیم نعمت ہے جس پر ہم سب اللہ کے شکر گذار ہیں کہ اگر دین اسلام میں اس کی حرمت کی وضاحت نہ ملتی تو اس کے نقد وجرح کا باب کافی وسیع ہوتا ۔ چونکہ شریعت اسلامیہ دائمی اور ازلی شریعت ہے جو ہر جگہ اور ہر زمانے کے لئے مناسب ہے، اس لئے اس میں شراب کی حرمت واضح ہے کیونکہ یہ تمام قسم کی برائیوں اور بدخلقیوں کی جڑ ہے [1]

---

[1] شراب کی حرمت اور اس کے مضرات پر میں نے "الخمر وسائر المسکرات اضرارھا وتحریمھا" کے نام سے ایک اوسط درجے کی کتاب لکھی ہے جس میں ہر طرح کے عقلی ونقلی دلائل، اطباء اور مغربی انصاف پسندوں کے اقوال کو جمع کردیا ہے اور شراب کے دلدادوں کے شکوک وشبہات کا کلی طور پر دفعیہ کردیا ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

AsliAhleSunnet.com

جُوا قرآن مقدس میں جُوا کی حرمت شراب کے ساتھ ہی آئی ہے، چنانچہ ارشاد ہے :

انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ٥ [۱] شراب خوری، جوا بازی، بت پرستی اور تیر سب شیطانی کام ہیں تم ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔

جوا بازی کے نقصانات بھی کافی ہیں اس لئے اس کی حرمت بھی محاسن اسلام میں سے ہے چند نقصانات ملاحظہ فرمائیں :

۱۔ مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ جُوا بازی شیطانی فعل ہے اور ہر مسلمان کے لئے شیطان کے نقش قدم سے بچنا ضروری ہے کیونکہ یہ اللہ کی مرضی کے خلاف کاموں کو خوب اچھے انداز میں پیش کرتا ہے۔

۲۔ جوا بازی جوا بازوں میں باہمی بغض و عداوت پیدا کر دیتی ہے۔

۳۔ ہارنے اور جیتنے والوں میں خفتہ کینے بڑھاتی ہے کیونکہ ہارنے والا کبھی ساری جائداد سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، ایسی صورت میں فطری بات ہے کہ جیتنے والے کے خلاف دل میں بغض و کینے رکھے اور ہر طرح سے اس کی ضرر رسانی کے درپہ ہو جائے حتی کہ اس کے خلاف ہر طرح کی طاقت اور تدبیر تلاشنے لگے۔

۴۔ جوا بازی محتاجگی کا سبب بنتی ہے۔ کتنے آباد گھر اس سے ویران ہو جاتے ہیں۔ کتنے اہل ثروت کو ایسا بھکاری بنا دیتی ہے کہ لوگوں میں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہ جاتی ہے۔

۵۔ جوا بازی کی مضرت جوئے باز ہی تک محدود نہیں رہتی بلکہ اہل و عیال اس سے متاثر ہو جاتے

ص ۸۳ کا بقیہ : دراصل یہ کتاب اپنے موضوع پر اچھوتی ہے جو بہت سی کتابوں کے مطالعے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ اس کی طباعت پہلی بار قطر پھر کویت اور تیسری، چوتھی اور پانچویں بار پھر قطر میں ہوئی ہے۔ صوبائی جمعیۃ اہل حدیث مشرقی یو۔ پی نے اس کتاب کا ترجمہ اردو زبان میں کیا ہے جو شائع ہو چکا ہے۔ [۱] سورۃ المائدہ

AsliAhleSunnet.com

ہیں کیونکہ ہارنے کے بعد ان کے اخراجات اور ضروری واجبات کی ادائیگی کرنے سے وہ مجبور ہو جاتا ہے

۶ - جوابازی عام طور سے انسان کو اللہ کی یاد سے غافل بنا دیتی ہے۔ جواباز کھیل تماشے میں پھنس کر اپنے اوقات کا خون کر دیتا ہے اس شیطانی حرکت میں مبتلا ہو کر تمام ذہن و فکر کو اسی میں کھپا دیتا ہے کہ کس طرح کھیلے؟ اور کہاں سے پیسے فراہم کرے؟ ہار سے بچنے کی کیا سبیل ہے؟ ان تمام باتوں میں الجھ کر اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے۔

۷ - جوابازی خاص طور سے نماز سے غافل بنا دیتی ہے کیونکہ انسان جوابازی میں اس طرح منہمک ہو جاتا ہے کہ نماز کے اوقات گذر جاتے ہیں مگر اسے احساس تک نہیں ہوتا ہے۔

۸ - جواباز مال کی فراہمی میں ساری فکر لگا دیتا ہے۔ غالب آگیا تو بلا محنت و مشقت کے مالدار ہو گیا۔ پھر زراعت اور تجارت کی ضرورت نہیں محسوس کرتا اور مات کھا گیا تو اتنا بڑا مفلس اور تنگ دست ہو گیا کہ ذرے ذرے، دانے دانے کا محتاج بن گیا اور اس پر غم و اندوہ اور حزن و ملال کے پہاڑ ٹوٹ پڑے، پھر کہاں سے وہ معاشی ضروریات کی تکمیل کے متعلق سوچے؟

۹ - جواباز قرض لے کر اپنے آپ کو پریشانیوں میں مبتلا کر لیتا ہے۔ بسا اوقات قرض دینے والا سودی طریقے سے کچھ نفع چاہتا ہے لہٰذا ایسی صورت میں جواباز جرم ربا کا بھی مرتکب ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات قرض کی ادائیگی کی خاطر چوری بھی کر بیٹھتا ہے۔

۱۰ - جوابازی شام کے محتاج کو صبح کا غنی اور صبح کے غنی کو شام کا فقیر بنا دیتی ہے۔ کبھی شیطان کے ورغلانے سے جواباز خودکشی کر کے دنیا اور آخرت دونوں کی سعادتوں سے محروم ہو جاتا ہے یا جس سے قرض لیتا ہے ادائیگی سے بچنے کے لئے اسی کو قتل کر ڈالتا ہے جیسا کہ بعض جوابازوں کو جنون بھی لاحق ہو جاتا ہے۔

بخدا عقل سلیم شراب اور جوا کی حرمت ہی کا فیصلہ دیتی ہے کیونکہ ان میں بے شمار مضرات ہیں یہ اور بات ہے کہ کسی اور شریعت میں ان کی حرمت ثابت نہیں ہے۔ کہنے والے نے کیا ہی صحیح کہا ہے:

لکل نقیصة فی الناس عار　　وشر معائب المرء القمار

AsliAhleSunnet.com

لوگوں میں ہر کوتاہی باعث عار ہے — اور انسان کا سب سے بڑا عیب جوا ہے

هو الداء الذی لا برء منه — ولیس لذنب صاحبه اغتفار

جوا ایسا مرض ہے جس سے شفایابی ممکن نہیں ہے — اور جوا باز کا گناہ قابل معافی بھی نہیں ہے

تشاد لها المنازل شاهقات — وفی تشیید ساحتها الدمار

جوا بازی سے بلند مکانات تعمیر کیے جاتے ہیں — حالانکہ اس قسم کے شاندار مکانات تعمیر کرنے میں تباہی ہے

تصیب الناس ساکنین بها سهاد — وافلاس فیاس فانتحار

ان مکانات میں رہنے والے بے خوابی، — محتاجگی اور ناامیدی کے شکار ہو کر خودکشی بھی کر لیتے ہیں

چوری کی سزا

دین اسلام میں چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے، اس لئے ملحدوں، کافروں اور ان کی زہرآلود تعلیمات سے متأثر ہونے والوں نے اسلام پر یلغار کی ہے ان کا خیال ہے کہ یہ انسانی شرافت کا خون اور قساوت قلبی کی بین دلیل ہے اور ایسی وحشت و بربریت کا مظاہرہ ہے جو تاریک دور کے جہلا اور جنگلی انسانوں کے لئے مناسب ہے اور اس روشن اور ترقی یافتہ دور کے منافی ہے، ان کی بدعقیدگی کی بنیاد یہ ہے کہ حقیقی معنوں میں شریعت اسلامیہ کی حکمتوں سے غافل اور جہالت و تعصب کی بنا پر عقل و فہم اور انسانیت سے ننگے ہو چکے ہیں۔ دین اسلام کی کچھ بھی سمجھ نہیں رکھتے۔ حق و باطل اور کھرے و کھوٹے میں تمیز کرنا دشوار ہو گیا ہے ورنہ اسلام میں چور پر عائد کردہ سزا کے محاسن ان پر مخفی نہیں رہتے۔ کیا یہ لوگ بنی اسرائیل کی شریعت سے ناواقف ہیں جس میں بصراحت موجود ہے کہ چور جس کا مال چرائے اس کا غلام بن جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف کے بھائیوں کے بارے میں واضح طور پر فرمایا: قالوا تاللہ لقد علمتم ما جئنا لنفسد فی الارض وما کنا سارقین قالوا فما جزاءه ان کنتم کاذبین، قالوا جزاءه من وجد فی رحله فهو جزاءه کذلک نجزی الظالمین[1] (سورہ یوسف)

---

[1] ہر عقلمند جانتا ہے کہ ہاتھ کاٹنا غلامی کی سزا سے ہلکی سزا ہے۔ کیونکہ ایک ہاتھ کاٹ لئے جانے سے (باقی اگلے صفحہ پر)

AsliAhleSunnet.com

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا! کہ خدا کی قسم آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ ہم زمین میں فساد برپا کرنے نہیں آئے ہیں اور نہ ہم چور رہی ہیں۔ سپاہیوں نے کہا: اگر تم جھوٹے نکلے تو اس کی کیا سزا ہو گی۔ بولے! جس کے اسباب سے وہ نکلے وہی اس کی سزا ہے۔ ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ انگلستان میں ۱۷۸۳ء تک چوری کی سزا دی جاتی رہی۔ کیا یہ لوگ اس سے ناواقف ہیں یا ناواقف بن بیٹھے ہیں۔ انگلستان میں چور کو تختہ دار پر لٹکا دیا جاتا تھا۔ جسے وہ (ٹرن) کہتے تھے اس پر پچاس

صـ۸۶ کا بقیہ:- آدمی زندہ رہ سکتا ہے اور اپنی پوری آزادی سے جس طرح چاہے فائدہ اٹھا سکتا ہے، محنت و مشقت کے ذریعہ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی کفالت کر سکتا ہے۔ وہ کسی کا دست نگر نہیں رہ سکتا۔ اس کے برخلاف غلام بن جانے پر اس کی آزادی چھن جاتی ہے اپنی ذات کے لئے بھی اسے اختیار نہیں رہ جاتا اس کی حیثیت چوپایہ جیسی ہو جاتی ہے جو ہر قدم پر رہنمائی کا محتاج رہتا ہے۔ بعض تفسیروں میں آیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کی شریعت میں چوری کی سزا سال بھر کے لئے غلامی تھی مگر یہ قول باطل ہے۔ قرآن و حدیث سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور نہ عقل ہی اسے تسلیم کرتی ہے کیونکہ چوری کے جرم میں یہ سزا مناسب بھی نہیں ہے۔ ہمارے قول کی تائید قرآن مجید کے مطلق بیان " فھو جزاءہ " سے ہو رہی ہے جس میں زمانے کی کوئی قید نہیں ہے۔ اسی لئے امام قرطبی، آلوسی، ابن کثیر، ابن جوزی، رازی صاحب جلالین جیسے مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں سال کی قید نہیں لگائی ہے۔ بلکہ وہ مطلق غلامی کے قائل ہیں۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ جس کا مال چوری ہو اسے کلی اختیار ہے، ہاتھ کاٹے یا پیر کاٹے آنکھ پھوڑے یا قتل کر دے۔

شیخ محمد بن یوسف اباضی نے اپنی تفسیر " ھیمیان الزاد " میں بعض لوگوں کا قول (کہ غلامی کی مدت سال بھر ہے) ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ: کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ چوری کی سزا ہمیشہ کی غلامی ہے۔ جب تک سارق اور مسروق منہ میں سے کسی ایک کا انتقال نہ ہو جائے۔ آیت کے مطلق ہونے کی بنا پر یہی معنیٰ مناسب اور قرین قیاس بھی ہے۔

AsliAhleSunnet.com

ہزار سے زائد چوروں کو ایک ساتھ سزا دی جا سکتی تھی ۔ مگر شریعت اسلامیہ نے چور کے لئے بنی اسرائیل اور اہل مغرب کی بہ نسبت معمولی سزا تجویز فرمائی ہے ۔

چور کا ہاتھ کاٹنے میں حکمت اور اس کے فوائد

۱ ۔ چور کا پہلا ظلم اپنے نفس پر ہوتا ہے کیونکہ چوری کا عادی بن جانے سے صنعت و حرفت یا کسی بھی حلال کمائی کا ذریعہ نہیں اختیار کر پاتا ۔ حالانکہ دین اسلام حلال ہی کمائی کا سبق دیتا ہے اور کسب معاش کی محنت اور جانفشانی میں برکت عطا کرتا ہے ۔ اپنے ہاتھ سے کام انجام دینے والا شخص کبھی بھی گوارہ نہیں کر سکتا کہ بیکار بیٹھ کر دوسرے کا بوجھ بنا رہے اور اس کی کمائی سے امیدیں وابستہ رکھے ۔

۲ ۔ چور کا دوسرا ظلم اس شخص پر ہوتا ہے جس کا مال چراتا ہے جس نے اپنی اور اپنے دست نگر بیوی بچے اور اقرباء کی کفالت کے لئے اس مال کے کمانے میں رات و دن خشکی اور سمندر کو ایک کر دیا ہے ۔

۳ ۔ چور اپنی چوری سے لوگوں کے دلوں پر ایسا رعب ڈال دیتا ہے کہ ان کو اپنی جان و مال پر اطمینان نہیں رہ جاتا ، کیونکہ چور جس وقت دیکھتا ہے کہ سختی اور قوت کے بغیر کام نہیں چل سکتا ، تو پوری طاقت اور ہتھیار کا سہارا لیتا ہے جیسا کہ بدنظمی ، امن و امان کے لٹ جانے ، امت و سلطنت کو حراست اور بیداری شب کا مکلف چور ہی بناتا ہے ، جن میں کشت و خونریزی محنت و مشقت اور مالی خسارہ اٹھانا پڑتا ہے ۔

۴ ۔ سوسائٹی میں چور کی حیثیت فاسد عضو جیسی ہوتی ہے ، انسان کا عضو جب کسی مرض کے باعث فاسد ہو جاتا ہے تو ڈاکٹر اس کے کاٹنے کا فیصلہ صادر کر دیتا ہے تاکہ مرض جسم کے بقیہ حصوں میں سرایت نہ کر جائے ۔ ٹھیک اسی طرح اللہ تعالیٰ نے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تاکہ یہ مہلک

AsliAhleSunnet.com

مرض امت میں سرایت نہ کر جائے کہ مفسدین و بیروزگار اس سے مطمئن ہو کر چوری اور لوٹ و مار میں لگ جائیں جس کے نتیجہ میں چوروں کی تعداد بڑھ جائے اور بے چارے عوام خوف و خطر میں گھر جائیں اور ان کی دولت لوٹ کھسوٹ کا نشانہ بن جائے۔

آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ کیا امن و سلامتی کے تحفظ، چوروں کے خوف و خطر سے بچنے، لوگوں کے آرام و سکون اور جان و مال کی حفاظت کے لئے چور کا ہاتھ کاٹنا بہتر ہے جس سے چوری ثابت ہو چکی ہو، اور حد شرعی کے شرائط بھی اس میں پورے طور پر پائے جا چکے ہوں یا اس مجرم پر ہمارا رحم و کرم کرنا بہتر ہے تاکہ ہمارا شمار متمدن قوم میں ہو۔ ہم اسے حوالۂ زنداں کرنے پر اکتفار کریں۔ اسے لذیذ کھانا کھلائیں اور اس کے لئے آرام و راحت کے جملہ اسباب فراہم کریں تاکہ اسے جنت کا احساس ہو، پولیس اس کی خدمت گذار ہو۔ اس کی نگرانی پر مامور ہو۔ لوگ اپنے اہل و عیال اور خویش و اقارب سے بڑھ کر اس کی عزت و احترام کریں، جب کہ ہزاروں اور لاکھوں انسان ان چوروں کی وجہ سے اضطراب و بے چینی اور خوف و خطر میں گھرے ہوئے ہیں۔ جو اللہ کے بندوں کو ڈرا دھمکا کر امن و امان ختم کرنے والے ہوں جو شریعت و قانون اور کسی حاکم کے احترام کے قائل نہ ہوں۔

بتائیے دونوں میں کون صورت بہتر ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ معمولی عقل و فہم رکھنے والا انسان چور پر حد شرعی قائم کرنا ہی پسند کرے گا اس کا یہی خیال ہوگا کہ اسلامی شریعت انصاف پسندی اور بے نظیر خوبیوں میں تمام شریعتوں سے بڑھ کر ہے اس کے جملہ محاسن میں سے چور پر حد قائم کرنا بھی ہے۔

ابوالعلاء معری کو جب چور کی سزا کے بارے میں شک ہوا اور ذیل کے دونوں اشعار کہے:

یدٌ بخمس مئین عسجد ودیت   ما بالها قطعت فی ربع دینار

ایک ہاتھ کی دیت پانچ سو درہم ہے تو کیوں کر وہ ہاتھ چوتھائی دینار کے عوض کاٹ لیا جاتا ہے۔

تناقض ما لنا الا السکوت له   ونستجیر بمولانا من النار

یہ صاف تناقض ہے اس پر ہمارے لئے خاموشی کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہیں اور ہم اپنے مولا سے جہنم کی آگ سے پناہ چاہتے ہیں

تو بعض لوگوں نے اس کا جواب اس انداز میں دیا:

AsliAhleSunnet.com

عز الامانة اغلاہا وارخصہا ذل الخیانة فافہم حکمة الباری

امانت کی عزت نے ہاتھ کو قیمتی بنا دیا تھا اور خیانت کی ذلت نے اسے سستا بنا دیا۔ اب آپ خدا کی حکمت سمجھئے۔

ایک شاعر نے یوں جواب دیا:

لما کانت امینة کانت ثمینة ولما خانت ہانت

ہاتھ جب امین تھا قیمتی تھا۔ اور خائن ہوا تو ذلیل ہو گیا۔

یورپ اور اسلامی ممالک کا جائزہ لیجئے، جہاں کے حکام نے چوری کی سزا کو منسوخ قرار دے دیا ہے، چوروں اور مجرموں کی جماعتیں بڑھ جانے سے لوگ انتہائی خوف وخطر میں ہیں۔ قید خانے ان سے تنگ ہو چکے ہیں۔ انھیں حوالۂ زنداں کرنا جرائم کے سدِّ باب کے بجائے ان کی سرکشی کے بڑھاوے کا باعث بن رہا ہے۔ کیونکہ قید خانوں کے حسن انتظامات دیکھ کر بہت سے سرکش قیدی بننے کی تمنا کرتے ہیں تاکہ اس میں پوری آزادی کے ساتھ اپنے بڑوں سے چوری کے فنون میں پوری مہارت حاصل کرلیں یہی وجہ ہے کہ جس وقت وہ قید خانوں سے چھوٹ کر واپس ہوتے ہیں تو پہلے سے بھی بدتر اور حیرت انگیز جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

اگر آپ مذکورہ ممالک کا ان ممالک سے موازنہ کریں جہاں پر حد جاری کی جاتی ہے تو آپ دیکھیں گے کہ وہاں پر امن وامان ہے۔ لوگ آرام وسکون سے ہیں۔ اپنی جان ومال پر مطمئن ہیں[1] تجارتی منڈیاں کھلی ہوئی ہیں، رکھوالی کے لئے وہاں کوئی متنفس نہیں ہے۔ لاکھوں روپئے کے مال پڑے ہیں۔ جن سے کوئی شخص بھی تعرض نہیں کرتا۔ موازنہ کے بعد یہ بھی آپ پر آشکارا ہوگا کہ لاکھوں انسانوں کی آبادی میں سال میں صرف دو، تین یا چار بار بمشکل چوری کی واردات سننے میں آتی ہے اور لاکھوں انسانوں میں صرف دو یا تین ہاتھ چوری کے جرم میں کاٹے جاتے ہیں جو بہت بڑی بات نہیں ہے۔ مگر یہ لوگ اتنے بڑے خبیث ہیں کہ مفید وکارآمد شریعت اسلامیہ کو معیوب سمجھتے ہیں، اس کے

---

[1] مثلاً سعودی حکومت جو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق حدود اور شرعی احکام نافذ کرتی ہے۔

AsliAhleSunnet.com

خلاف جھوٹے اور زہر آلود پروپگنڈے پھیلاتے ہیں ۔ پس پردہ دین حنیف پر حملے کرتے ہیں ، اس کی خوبیوں کو مٹانے کے درپہ ہیں اسے غلط معانی کے لباس پہناتے ہیں اور چور کا ہاتھ کاٹنے پر واویلا مچاتے ہیں ، اور اسے وحشت و بربریت سے تعبیر کرتے ہیں جو بیسویں صدی کے کسی انسان کے لئے مناسب نہیں ہے ۔

یہ لوگ موجودہ دور کی ظالم حکومتوں کے ناروا سلوک سے ناواقف ہیں جو اپنے ملک میں آنے والے وفود پر ہر طرح کے مظالم ڈھاتے ہیں ۔ مثلاً لڑاکو جہازوں سے بمباری کرنا ، لاکھوں مردوں ، عورتوں اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتارنا ۔ بستیوں ، شہروں اور کھیتیوں کو ویران و برباد کر دینا اور یہ سب کسی جرم کے باعث نہیں بلکہ صرف اپنے تفوق و برتری کے اظہار اور اپنی مخدومیت کا سکّہ جمانے کے لئے کرتے ہیں ۔

تو کیا یہ ناگفتہ بہ اور ناروا سلوک ان کی نگاہوں میں وحشت و بربریت نہیں ہے ؟ کیا یہ انسانی شرافت و کرامت کی انتہا اور انسانی حقوق کی محافظت ہے ؟ اور چور کا ہاتھ کاٹنا جس کی چوری ایسے شہر میں ثابت ہوئی ہو جہاں دسیوں ہزار افراد رہتے ہوں انتہائی سخت دلی اور درندگی ہے ۔

(۱۳۶۲ - ۱۳۶۳ھ) میں دوسری عالمی جنگ میں امریکہ نے ان غلط رویوں کو اپنایا ، جن سے جاپان کے خونخوار وحشی بھی احتراز کرتے ہیں ۔ اسی طرح ان کا طیاروں سے حملہ آور ہونا ، ہیروشیما اور ناگاساکی کے ساٹھ فیصد باشندوں کو موت کے گھاٹ اتار دینا ، بہتوں کا شکل بگاڑ دینا ، انھیں کاری ضرب لگانا ، دارالسلطنت کو ویران کر دینا اور بہت سے شہروں ، کھیتوں اور کارخانوں کو برباد کرنے کا سلسلہ چند سالوں تک چلتا رہا ۔ وہ ان وحشیانہ حرکتوں کو برداشت کرتے رہے ، بالآخر آخری چند سالوں میں ان کے رویئے میں تبدیلی آئی ۔ بتائیے یہ بدترین اعمال درندگی نہیں ہیں ، جنھیں مذہب امت سے یاد کیا جاتا ہے اور چور کا ہاتھ کاٹنا چند ہی سالوں میں درندگی سمجھا جا رہا ہے ۔

فرانس نے مسلسل سات سال تک الجزائر پر غارت گری کی ، جس میں لاکھوں انسان موت کے گھاٹ اُتار دئے گئے ، کتنے مردوں اور عورتوں کو سخت ترایذائیں پہونچائی گئیں ۔ ان کا جبر و تشدد اور ان کی قساوت قلبی اس حد تک پہونچ گئی کہ بمباری اور توپ زنی سے تجاوز کر کے عورتوں کی شرمگاہیں بھی زخمی کرنے لگے ۔ کتنے شہر و بستیاں اور عبادت خانے ڈھا دیئے ۔ کتنی بے گناہ عورتوں اور بچّوں کو تہ تیغ کر دیئے

AsliAhleSunnet.com

جن کا جرم صرف یہ تھا کہ استقلال وطن چاہتے تھے۔ اپنی آزادی سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے، ظالموں کو شہر بدر کرنا چاہتے تھے۔

افسوس! کہ یہ مغربی تہذیب وتمدن[1] اور اس کی آزادی کا حال ہے۔ اور یہ اس کی انسانیت ہے مگر چور کا ہاتھ کاٹنے پر اللہ کے بندوں کو بدوی اور جنگلی کہہ کر طعنہ دیتے ہیں اور اسے ظلم وزیادتی قرار دیتے ہیں کہنے والے نے سچ کہا ہے:

قتل امرئ فی غابة جريمة لا تغتفر

کسی آدمی کا جھاڑی میں قتل کرنا ناقابل معافی جرم ہے۔

وقتل شعب وادع مسألة فيها نظر

اور کسی صلح پسند عوام کا قتل قابل غور مسئلہ ہے۔

یہاں میرا مقصود ان کے اعمال نہیں بیان کرنا ہے اور نہ ہی انگلستان، اٹلی، جاپان اور روم جیسی ظالم حکومتوں کے کارنامے دہرانا ہے۔ آج آپ بنگلہ دیش، ہندوستان، حبشہ، ارٹیریا، فلیپائن اور قبرص وغیرہ کی غیر مسلم حکومتوں کو دیکھ رہے ہیں کہ باہم متحد ہو کر مسلمانوں کو ستا رہی ہیں مگر ہم ان دشمنانِ اسلام کے جبر وتشدد اور سیاہ کارناموں کو یہاں اپنا موضوع بحث نہیں بنانا چاہتے ہیں۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ما کان اور ما یکون، دلوں کے مخفی راز، بندوں کی زندگی کی مصلحتیں

---

[1] مغرب کی فاسد ایجادات میں سے ٹیلی ویژن اور سینما ہیں۔ یہ ایسے دو آلے ہیں کہ ان سے علمی اور تاریخی محاضرے ٹیپ کر کے فائدے بھی حاصل کئے جا سکتے ہیں مگر ان کے مفاسد نفع سے کہیں زیادہ ہیں، مثلاً مردوں اور عورتوں کو فسق وفجور اور معاصی کی تعلیم دینا مثلاً زنا، شراب خوری، جنسی لواطت، فحش گانے، عریانیت اور ڈانس وغیرہ جیسا کہ چوری، لوٹ و مار، چھین جھپٹ اور قتل وغارت گری جیسے معاصی اور بے دینوں، مجرموں، چوروں اور شراب نوشوں کی زیادتی، نماز سے غفلت برتنے والوں اور جوا بازوں کی کثرت اور دیگر بہت سے مفاسد ٹیلی ویژن اور سینما ہی کی دین ہے۔

AsliAhleSunnet.com

ان کی استقامت اور امن و راحت کے نظام کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے یا قوانین گھڑنے والے، یہ انسان نقص جن کا حلیف اور جہالت جن کا ہم نشین ہے، وہ ایسا نظام بناتے ہیں کہ دوسرے دن خود ہی ان ان کی تردید کرتے ہیں آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ یہ بندوں پر رحیم و کریم ہیں یا اللہ تعالیٰ ۔ ان کا فیصلہ سچا ہے یا اللہ تعالیٰ کا، فرمان خداوندی ہے : ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون[۱] اور یقین رکھنے والی قوم کے لئے اللہ سے بڑھ کر کون فیصلہ کرنے والا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول اور قیامت پر یقین رکھنے والوں کو یقین کامل ہے کہ : اللہ کا فیصلہ سب سے سچا ہے، وہی ارحم الراحمین ہے ۔ وہی سب سے بڑا انصاف پسند اور فیصلہ کرنے والا ہے، اس نے سچ فرمایا ہے : ورحمتی وسعت کل شی اور میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے[۲] دوسری جگہ فرمایا : نبئ عبادی انی انا الغفور الرحیم وان عذابی ھو العذاب الالیم[۳] میرے بندوں کو بتلادو کہ میں ہی غفور اور رحیم ہوں اور بیشک میرا عذاب دردناک عذاب ہے ۔

زانی اور زانیہ پر حد شرعی قائم کرنا محاسن اسلام میں سے ہے ۔

ہر عقلمند جانتا ہے کہ زنا ایک گھناؤنا اور بدترین جرم ہے، تمام ادیان نے اسے جرم قرار دیا ہے ۔ کیونکہ اس کے بہت زیادہ مفاسد ہیں ۔

زنا کے مفاسد بیان کرنے سے پہلے ایک بات تمہید کے طور پر کہنا چاہتا ہوں ۔

قارئین کرام ! نوٹ فرمالیں کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا انصاف پسند اور نہایت ہی رحم فرمانے والا ہے اس نے بہت سی آیات میں اپنی مخصوص صفت رحمت بتلائی ہے ۔ فرمایا : ”ورحمتی وسعت کل شئی ،، اور میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے اور دوسری جگہ فرمایا ”وکان اللہ

---

[۱] سورۃ المائدہ [۲] سورۃ الاعراف [۳] سورۃ الحجر

AsliAhleSunnet.com

غفوراً رحیما ،، اور اللہ تعالیٰ بخشنے اور رحم فرمانے والا ہے۔ نیز فرمایا نبئی عبادی انی انا الغفور الرحیم ،، میرے بندوں کو بتلادو کہ میں ہی بخشنے اور رحم فرمانے والا ہوں۔ قرآن کریم کی تمام سورتوں کو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت بڑی رحمت والا ہے اس کا کوئی بھی کام یا حکم دائرہ رحمت سے خارج نہیں ہے۔ یہ اس کی رحمت ہے کہ ان لوگوں پر بطور سزا جرم سے باز رکھنے کے لئے حد شرعی قائم کردی ہے۔ جنھیں ترغیب نے کوئی نفع نہیں پہونچایا اور نہ اب تک ایمان ہی ان کے دلوں میں جانگزیں ہوسکا۔

انھیں حدود میں سے حد زنا بھی ہے۔ کوئی بھی حد ہو فی نفسہ ایک رحمت ہے۔ محض ایک سزا ہی نہیں بلکہ ان تمام بیماریوں کے علل و اسباب کے لئے ایک مفید علاج ہے جن کا اگر صحیح طور سے علاج نہ کیا جائے تو پورے معاشرے میں پھیل کر گھن کی طرح اسے کھا جائیں گی اور معاشرہ کی عزت اور مقام کے اصول و ضوابط میں سرایت کرکے اسے ذلت اور رسوائی کا وبال چکھائیں گی۔

جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی ارحم الراحمین ہے۔ اور پوری شریعت سراپا انصاف اور رحمت ہے، اس کے ہر حکم میں بندوں کے لئے صلاح و فلاح ہے۔ تو یہ بھی آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ: زانی اور زانیہ کی حد شرعی بھی اسی دین حنیف کے محاسن میں سے ہے مگر جو لوگ دین پر لعن و طعن کرتے ہیں۔ حد شرعی کو ایسی سخت سزا سمجھتے ہیں جو اس ترقی یافتہ دور کے لئے مناسب نہیں ہے وہ حق سے بھٹکے ہوئے ہیں، انھوں نے اپنے کلام کو عقل و انصاف کے ترازو سے نہیں تولا ہے۔ اگر فہم و تدبر سے کام لیتے، خواہشات نفسانی کو بالائے طاق رکھ کر خالص عقل کی روشنی سے کام لیتے تو ضرور آج ان کی سمجھ میں آگیا ہوتا کہ یہ سزائیں فتنے و فساد کا سدباب کرتی ہیں اور بندوں پر حد قائم کرنا رحمت ہے محض ایک سزا ہی نہیں، جیسا کہ پہلے ہم نے اس کی وضاحت کردی ہے۔

فہم و تدبر رکھنے والے انصاف پسند کو ان بے دینوں کے طعن و تشنیع اور ان مسلمانوں سے حیرت ہوگی جو شریعت محمدیہ کی ان خوبیوں سے ناواقف ہیں جو مرتکبین جرائم کے لئے کتاب و سنت کے حدود میں مضمر ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ ان بھیانک سزاؤں کو ناپسند نہیں سمجھتے جنھیں ملکی نظام میں کوتاہی

AsliAhleSunnet.com

کرنے والوں پر حکومت جائز و ناجائز ہر طرح سے عائد کرتی ہے۔ مثلاً مدت دراز تک قید و بند کی مشقتیں اٹھانا، دشوار کاموں کی انجام دہی پر مجبور کرنا، شہر بدر کرنا اور قتل و غارت گری وغیرہ، بلکہ انھیں خوبی سمجھتے ہیں اور نظام حکومت میں امن و امان کے قیام اور لوگوں کے آرام و راحت سے تعبیر کرتے ہیں، اور ان میں سے کسی بھی سلسلہ میں حکومت کی مخالفت کرنا، حکومت کی نافرمانی اس کے قانون کی خلاف ورزی اور امن و امان کے فساد سے تعبیر کرتے ہیں لیکن اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت نہ کرنے پر خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: لوگ آزاد ہیں جو چاہیں گے کریں گے [1] یہی وجہ ہے کہ مدت دراز تک مقید رکھنا، سخت سزائیں دینا، قیدیوں کو خواہ بے گناہ ہی کیوں نہ ہوں۔ وحشتناک سزائیں دینا۔ انصاف پسندی اور دستور و رحمت سمجھتے ہیں مگر جو لوگوں کی عزت و آبرو پر ڈاکہ ڈالتا ہو، غیر کو ان کے سلسلۂ نسب میں داخل کر رہا ہو۔ درندگی اور جہالت کی وجہ سے انھیں رسوائی اور عار کا لباس پہنا رہا ہو۔ ایسا شخص اگر ماخوذ ہو تو ان کا خیال ہے کہ یہ بے گناہوں پر الزام تراشی ہے اور نظام حکومت اور اس کی عدالت کی خلاف ورزی کا اتہام لگا کر انھیں دنیا سے ناپید کرنا ہے۔ اور اگر زانی کو کوڑے لگائے جائیں جس نے اللہ کی محرمات کی بے حرمتی کی ہے، اور اپنے بھائیوں کی آبروریزی کی ہے۔ تو ان کا خیال ہے کہ یہ ایسی سخت دلی ہے جو بیسویں صدی کے شایان شان نہیں ہے۔ سبحان اللہ! ان کا یہ عقیدہ کتنا بڑا بہتان ہے، اللہ تعالیٰ کی نصیحت ہے کہ اگر تم مومن ہو تو کبھی بھی دوبارہ ایسا مت سوچنا۔

دراصل یہ بیسویں صدی کی تہذیب و تمدن اور بہت سے تعلیم یافتہ اور روشن خیال طبقوں کے فہم و فکر کا ایک نمونہ ہے جسے میں نے حق و باطل کے درمیان تمیز پیدا کرنے کے لئے آپ کے سامنے پیش کیا ہے لہٰذا اب آپ عقل سے فیصلہ لیجئے۔ عدل و انصاف کی راہ اختیار کیجئے انشاء اللہ کتاب و سنت کی اتباع کے لئے حق و ناحق اور انصاف کی راہ پہچان لیں گے۔

---

[1] کسی نے سچ کہا ہے:

یساق للسجن ان سبّ الزعیم وإن ‌ ‌ ‌ سبّ الالٰہ فان الناس احرار

لیڈر کو گالی دی جائے تو حوالۂ زنداں کر دیا جائے اور خدا کو گالی دی جائے تو لوگ آزاد ہوں۔

AsliAhleSunnet.com

زنا کے بعض مفاسد

۱۔ زنا کی سب سے بڑی خرابی باہمی دشمنی ہے جس سے قتل و خونریزی کی نوبت بھی آجاتی ہے۔ چند ایسے لوگوں کو چھوڑ کر جن کے اخلاق و نظریات فاسد ہو چکے ہیں اور وہ آزادی کے نام پر زنا کی اباحیت کے قائل ہیں۔ دین سماوی اور دین وضعی کے ماننے والوں میں اکثر زنا کو حرام اور باعث عار سمجھتے ہیں، اس سے باز رہتے ہیں اور ایسے غیرت مند ہیں کہ آبرو ریزی سے اجتناب کرتے ہیں فاسق اور فاجر بھی گوارہ نہیں کرتے کہ ان کی بہو بیٹیاں، بہنیں یا بیویاں زنا میں پکڑی جائیں اور ان کا قتل واجب ہو جائے۔ یہ مسلّم ہے کہ ایک قتل بہت سے قتل کا سبب بن جاتا ہے، خونریزی کی ابتدا افراد سے ہوتی ہے پھر قاتل اور مقتول کے خاندان میں پھیل جاتی ہے۔ اس طرح سے فریقین میں دشمنی قائم ہو جاتی ہے اور جذبۂ انتقام جڑ پکڑ لیتا ہے جس کا سلسلہ ایک طویل عرصہ تک جاری رہتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام آسمانی شریعتیں اور عقول سلیمہ اس قسم کے گھناونے مقام و ماحول کی سختی سے تردید کرتی ہیں۔ خاص طور سے ہمارا دین اسلام اس کا سخت مخالف ہے کیونکہ اس کا واحد مقصد آپس میں الفت و رحمت اور بھائی چارگی کی فضا ہموار کرنا ہے۔

۲۔ زنا کی دوسری خرابی بربادئ نسب ہے۔ کیونکہ ولدِ زنا کا کوئی شرعی باپ بھائی۔ چچا، چچیرے بھائی اور دوسرے قرابت دار نہیں ہوتے۔ اور یہیں اس کے تمام حسب و نسب ضائع ہو جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں شعوب و قبائل اور خاندان و خواص کی ساری قرابتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے تعارف کرانے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے جس کا اندازیہ ہے۔ ''یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثی وجعلنٰکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم[1] یعنی اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمھیں مختلف جماعتوں

[1] سورۃ الحجرات

AsliAhleSunnet.com

اور مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو تو یقیناً تم سب میں بہتر وہی ہے جو اللہ کے نزدیک سب سے متقی ہے۔

ولدزنا سے دینی غیرت وحمیت ختم ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ ایک ایسی قوت ہے جس سے انسان بہت سی تکلیف دہ چیزوں کی مدافعت کرتا ہے۔ جیسا کہ بہت سے معاملات میں نسبی نفرت وحمایت سے محروم ہو جاتا ہے۔ انسان کو جب کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو فطری طور پر امداد چاہتا ہے اور انھیں قرابت داروں کی امداد پاتا ہے جن سے نسبی قربت ہوتی ہے۔ اسی کے ذریعہ دنیا سنورتی ہے۔ انسان کو آرام وسکون نصیب ہوتا ہے اور شہروں میں امن وامان قائم ہوتا ہے۔

۳ ۔ زنا کی تیسری خرابی نسل کا عدم تحفظ ہے کیونکہ کبھی زانیہ اولاد کی خواہش نہیں کرتی۔ کیونکہ اولاد عاشق سے ملنے میں رکاوٹ بنتی ہے اور اپنے محبوب اور دلبر سے ملنے پر خواہشات کی تکمیل میں آڑ بن جاتی ہے اس طرح سے تناسل میں کمی آجانے سے آبادی میں بھی کمی آجاتی ہے اور زنا کو پسند کرنے والے شادی، بیاہ سے بھی گریز کرنے لگتے ہیں جس سے ان کی کوئی نسل نہیں ہوتی جو ان کی جانشینی کرے اور اس خلا کو پُر کرے۔ تاکہ دنیا آباد ہو سکے۔

بیان بالا سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ زنا نکاح کے منافی ہے کیونکہ نکاح کی مشروعیت حرام کاریوں سے بچاؤ اور نسل کی زیادتی کے لئے ہے جس پر دنیا کی آبادی موقوف ہے۔

۴ ۔ چوتھی خرابی یہ ہے کہ زنا انسان کو فقر وفاقہ میں مبتلا کر دیتا ہے کیونکہ زانی اور زانیہ جب ایک دوسرے سے محبت کریں گے تو حبیب کی ہر خواہش محبوب کی رضامندگی کے لئے ہوگی اور اسکی خواہش کی تکمیل کے لئے ہر ممکن طریقے سے مال ودولت صرف کرے گا اور محبوب سے ملنے ملانے میں پھنس کر کمائی کی سعی کرنے میں کوتاہی کرے گا اس کی ہمیشہ خواہش ہوگی کہ محبوب سے کہاں اور کیسے ملے جس سے بے نیازی کے بجائے اسے محتاجگی لاحق ہو جائے گی۔

۵ ۔ زنا کی پانچویں خرابی یہ ہے کہ زانی اور زانیہ بہت سی چھوت چھات کی مہلک اور پوشیدہ بیماریوں مثلاً سفلس، سوزاک اور آتشی زخم وغیرہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ بیماریاں خانگی حالات کے لئے

AsliAhleSunnet.com

کافی پرخطر اور نشوونما، صحت وعافیت اور قبائل کی فطری تعمیر وترقی کے لئے کافی مضر ہیں جن سے بچنا سب سے اہم اور دشوار سمجھا جاتا ہے۔ ہر سال ان میں بکثرت اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ امریکہ کے پاگلوں کے شفاخانے میں پانچواں حصہ نقل وحرکت سے مجبور ہے۔ جس سے اندازہ ہوا کہ ان میں نوے فیصد سفلس کے مریض ہیں۔ ویسے یہ بیماری بچوں پر زیادہ تر اثر انداز ہوتی ہے۔ اور یہ بھی مشاہدہ میں آیا کہ زنا سے پیدا ہونے والے بچے بیشتر مفلوج اور کم عقل ہوتے ہیں اور یہ بیماریاں دوسری بہت سی بیماریاں لانے کے ساتھ زیادہ تر بچوں کی اموات کا بھی باعث بن جاتی ہیں۔ تجربہ کی بات ہے کہ زچہ خانے میں حاملہ عورتوں کی تعداد لگ بھگ ۳۹۴ تھی جن میں ۱۳۰ نمبر کی عورت سفلس کی بیماری میں مبتلا تھی۔ حالانکہ یہ صوبہ ان علاقوں میں شمار ہوتا ہے جو عزت وآبرو کے تحفظ کے لئے مشہور رہے ہے[1]

مذکورہ صوبہ سے مصر مراد ہے۔ غور کا مقام ہے کہ چالیس سال قبل جس اسلامی شہر کا یہ حال تھا جہاں اکثر لوگ شریعت اسلامیہ کے پابند ہوا کرتے تھے۔ ننگ وناموس کی کافی حفاظت کرتے تھے۔ تمام قسم کے فسق وفجور سے اجتناب کرتے تھے تو موجودہ دور میں ان کا حال کس قدر ناگفتہ بہ ہوگا جب کہ لوگ ہر طرح سے آزاد ہو چکے ہیں۔ چند شہروں کے علاوہ شرعی حدود بھی وہاں نہیں قائم کئے جاتے، عریانیت اور شراب نوشی اپنے لئے مباح سمجھنے لگے جو تمام قبائل میں زنا کے اہم اسباب سمجھے جاتے ہیں، پھر مغربی ممالک کا حال کتنا بُرا ہوگا جہاں کی اکثریت نے مذہب کی رسّی اپنی گردنوں سے نکال پھینکی ہے۔ اخلاقِ فاضلہ سے ننگے ہو گئے ہیں، دین سماوی کے حدود سے تجاوز کر چکے ہیں، اور زنا ان کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے، ان شہروں میں کثرت زنا کے باعث ناجائز اولاد ہزاروں کی تعداد میں پائی جانے لگیں۔ جیسا کہ زنا سے پیدا ہونے والی مہلک بیماریاں مشرق سے بھی زیادہ پھیل گئیں۔

یہ زنا کے چند مضرات تھے جن کے ذکر پر میں نے اکتفا کیا ہے لہٰذا ایسے حالات میں اسلامی شریعت کا آنا کس قدر مفید ہے جو تمام شریعتوں سے اعلیٰ اور اکمل ہے اور اس کا بنیادی اصول جلب نفع

---

[1] حکمۃ التشریع بحذف واضافہ، فقرہ ۲-۵

AsliAhleSunnet.com

اور دفع مضرت ہے۔ شریعت نے زانی اور زانیہ پر اس لئے حد قائم کی ہے تاکہ لوگوں کو دنیاوی عار، اخروی عذاب اور محتاجگی و ہلاکت کے گڈھوں سے بچالے، اور ان تمام خطرناک بیماریوں سے محفوظ رکھے جو لوگوں کو اس طرح فنا کے گھاٹ اتار دیتی ہیں جیسے آگ سوکھی لکڑیوں کو جلا کر خاکستر بنادیتی ہے۔

زانی اور زانیہ پر شرعی حد کا نفاذ اس وقت ہوگا جب ان کے زنا پر شرعی ثبوت مل جائے۔ اس حد شرعی سے اگر زنا کا استیصال نہ بھی ہو تو اچھی خاصی کمی کا آنا یقینی ہے کیونکہ جس شخص کو بھی معلوم ہو جائے گا۔ کہ غیر شادی شدہ زانی کی سزا سو کوڑا ہے اور شادی شدہ کو پتھر سے مار کر ہلاک و برباد کر دیا جائے گا تو اس کا اس بدترین حرکت سے باز رہنا یقینی ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ کبھی نہ کبھی اس کی حرکت سے لوگ آگاہ ہوں گے اور اسے سزا ملے گی۔

کسی بھی ایک فرد پر اگر یہ سزا عائد کر دی گئی تو سیکڑوں ہزاروں لوگ اس سے عبرت حاصل کریں گے اور عینی مشاہدہ کے ذریعہ سبق حاصل کریں گے۔ اور زانی و زانیہ پر شرعی سزا کے نفاذ کے لئے مشاہدین سے صحیح معلومات حاصل کریں گے۔

شریعت اسلامیہ نے اگر زنا کی سزا متعین نہ کی ہوتی تو لوگوں کے طعن و تشنیع اور تمام عیوب کا نشانہ بنتی۔ زانی اور زانیہ کو سزا دینے میں اسلامی شریعت منفرد نہیں بلکہ موسیٰؑ کی شریعت میں بھی زانیوں کو رجم کرنے کا ثبوت موجود ہے۔

محاسنِ اسلام میں سے اس کا اقتصادی نظام بھی ہے

موجودہ دور میں مسئلہ اقتصاد دنیا کا سب سے اہم مسئلہ بنا ہوا ہے، جملہ اقتصادی نظریات میں تین نظریے لوگوں میں متعارف ہیں جو حسب ذیل ہیں:

(۱) نظریۂ اسلام (۲) نظریۂ سرمایہ داری (۳) نظریۂ اشتراکیت

ذیل میں ہم ہر نظریہ کی وضاحت کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ آپ کو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ

AsliAhleSunnet.com

ہماری معاشی مشکلات دور کرنے میں کونسا نظریہ کارآمد ہے۔ سب سے پہلے ہم نظریہ سرمایہ داری پر روشنی ڈال رہے ہیں ملاحظہ ہو۔

(۱) نظریۂ سرمایہ داری

اس نظریہ کا بنیادی اصول یہ ہے کہ ہر فرد کو کمانے اور مالی ملکیت قائم کرنے کی کلی آزادی ہے جس طرح چاہے کمائے اور جہاں چاہے اپنی مملوکہ جائداد صرف کرے۔ اپنے معاشی استحکام کے لئے وہ ہر طرح کے وسائل فراہم کرسکتا ہے اور ہر مفید طریقہ سے اسے تصرف میں لاسکتا ہے، حکومت کو کوئی حق نہیں ہے کہ اس کی تجارتی، صنعتی یا زراعتی کمائی میں اس کی آزادی سلب کرکے مخصوص طریقے سے تصرف کرنے پر مجبور کرے، وہ اپنی کمائی میں آزاد ہے جس طرح، جس وقت اور جہاں چاہے تصرف کرے۔ سرمایہ داروں کا خیال ہے کہ دولت وثروت حاصل کرنے کے لئے تمام طریقے اختیار کئے جا سکتے ہیں، حتیٰ کہ جوا بازی، سودخوری اور تجارتی سامان وسرمایہ اور غلہ وغیرہ کی ذخیرہ اندوزی بھی جائز ہے۔ حکومت تک کو اس پر اعتراض یا نقد وجرح کا اختیار نہیں ہے۔

اس نظام سرمایہ داری کے نتائج انسانوں کے حق میں انتہائی مضر ہیں۔ یہ ان کی بدنصیبی ومحتاجگی کا سبب ہے۔ یہ نظام مالداروں، مزدوروں، کسانوں اور فقراء ومساکین کے مابین بغض وعناد کی خلیج پیدا کرتا ہے اور ہر دو فریق میں خفگی اور کینے کا موجد بنتا ہے۔ بالآخر وہ آتش فشاں پہاڑ بن جاتا ہے جس سے ایسی بغاوت پھوٹ پڑتی ہے جو اچھے اور برے سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے کیونکہ اس ظالمانہ نظام میں افراد کے مابین دولت کی تقسیم میں توازن برقرار نہیں رہ جاتا اور سوسائٹی دو گروپ میں بٹ جاتی ہے۔ ایک گروپ امراء اور سلاطین کا ہوتا ہے جو مال ودولت سمیٹتا ہے اور ہر طرح سے ناز ونعمت، خوشحالی، فارغ البالی اور تمام قسم کی لذتوں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ دوسرا بڑا گروپ کسانوں، مزدوروں اور محتاجوں کا ہوتا ہے۔ جو مالداروں کے ظلم وزیادتی کے باعث ذریعہ معاش کی قلت، محتاجگی اور بدحالی کا شکار ہو کر ہر طرح کی تکلیفیں جھیلتا ہے جس میں کتنے ایسے

AsliAhleSunnet.com

بھی ہوتے ہیں جو خودکشی کر کے زندگی کے مصائب سے نجات پا جاتے ہیں یا جرائم پیشہ، کمینگی و کم ظرفی سے اپنے پیٹ بھرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

مولانا ابو الاعلیٰ مودودی اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ:

"اس قسم کے نظام کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ سوسائٹی سے شفقت و غمخواری اور باہمی تعاون کی روح فنا ہو جائے اور ہر فرد ذاتی معاشی وسائل اختیار کرنے پر مجبور ہو جائے اور سوسائٹی میں نصرت و ہمدردی کے بجائے گروہ بندی اور اختلاف پیدا ہو جائے اور لوگوں میں مال و دولت اکٹھا کرنے کا میلان شدت سے بڑھ جائے اور اخراجات بھی مفید طریقوں سے کریں۔" بیمہ کمپنیاں قائم کریں، مصارف بڑھائیں، ریزرو فنڈ قائم کریں اور ان تمام منصوبوں کا مقصد صرف یہ ہو کہ ہر طرح سے مال سے مال کمایا جائے خواہ وہ حلال تجارتی طریقہ ہو یا حرام سودی۔ [1]

"فتحی یکن"، نے نظریۂ سرمایہ داری کے نتائج کی بابت کہا ہے کہ:

نظام سرمایہ داری میں مروت و بہادری، مہارت و تیز فہمی وغیرہ ساری خوبیاں معاشرہ سے مفقود ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام میں انسانی ترقی کے سلسلہ میں "عقل حیوانی"، اور "عقل انسانی" کے درمیان باہمی کشمکش جاری ہے اور سوسائٹی کی بنیاد جہالت پر قائم ہے۔ جس کی وجہ سے کمزوروں کو اس دنیا میں جینے کا حق حاصل نہیں ہے۔ غرضیکہ نظریہ سرمایہ داری میں تمام خوبیوں کی بنیاد اور ان کا منبع نفع قرار دیا گیا ہے۔ حلال یا حرام جس طرح سے بھی حاصل ہو۔ یہ نظام صرف جماعت ہی کا خون نہیں چوستا ہے بلکہ ہر سرمایہ دار دوسرے سرمایہ دار کو ہڑپ کرنے کی تاک میں لگا رہتا ہے۔ [2]

---

[1] اسس الاقتصاد بین الاسلام والنظم المعاصرہ۔

[2] مقصد یہ ہے کہ بڑا سرمایہ دار کبھی چھوٹے سرمایہ دار کو سودی روپئے دینے کا منصوبہ بنا کر اسے لقمۂ اجل بنا لیتا ہے۔ جب کبھی قرض کی مدت پوری ہوتی ہے اور قرض لینے والا قرض کی ادائیگی نہیں کر پاتا تو قرض دینے والا مدت بڑھا کر مقروض سے سود در سود لینا چاہتا ہے اور اس طرح سے اس کی جائداد پر ہاتھ صاف کرنے لگتا ہے۔ قرض لینے والا (باقی اگلے صفحہ پر)

AsliAhleSunnet.com

سرمایہ داری کی ابتدا اس وقت ہوئی جب سوسائٹی پر سرمایہ داری کے قوانین نافذ کئے گئے۔ اور سب سے پہلے اس قانون کی قربانی مزدور اور نادار بنے۔ کیونکہ ہمیشہ سے سرمایہ داری کی کوشش یہی رہی ہے کہ اجرت کے تناسب سے نفع کمایا جائے اور اول و آخر اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ کم از کم اجرت کے عوض مزدوروں کے زیادہ سے زیادہ اوقات لئے جائیں تاکہ سودی نفع میں خوب اضافہ ہو۔[1-2]

۲۔ نظریۂ اشتراکیت

یہ نظریہ سرمایہ دارانہ نظریہ کے برعکس ہے۔ اس کا بنیادی اصول یہ ہے کہ پیداوار کے سارے ذرائع سوسائٹی کے مابین مشترک ہوں۔ کسی کو انفرادی حق حاصل نہیں ہے کہ جائداد یا وسائل کو اپنی ذاتی ملکیت بنائے۔ بلکہ ہر فرد کو ضرورت کے مطابق وظیفہ دیا جائے گویا اشتراکیت کی نگاہ میں فرد ایسا مادی آلہ ہے جسے

صـ۱۰۱ کا بقیہ: مالدار ہے پھر بھی اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لئے قرض لے ہی لیتا ہے، جس کا لازم نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بڑا سرمایہ دار پوری جائداد ہڑپ کر جاتا ہے اور چھوٹا تہی دست ہو کر رہ جاتا ہے۔

ؔلہ تلخیص از "حرکات و مذاہب فی میزان الاسلام"۔

ؔلہ پہلی عالمی جنگ تجارتی امرار، اہل فرم اور مالدار کسانوں کے خلاف فیصلہ صادر کرنے والی کمیونزم بغاوت کے بعد سرمایہ داروں نے کمیونزم کے پرپیچ خطرات کا احساس کیا۔ اور مزدور طبقوں کے انقلاب کے ڈر سے اپنے نظام میں کچھ اندرونی اصلاح بھی کی۔ جن میں سب سے اہم اصلاح یہ تھی کہ مکانات یا کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کے لئے وقت کی تعیین کر دی جائے کہ اتنے گھنٹوں تک کام کرنا ہے۔

دوسری اصلاح یہ کی کہ مزدوروں کی اجرت بڑھا دی جائے، ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے اور مزدور کی صحت و تندرستی کا خیال رکھا جائے اور یہ بھی فیصلہ کیا کہ مزدوروں کو موقع دیا جائے کہ اپنی ماہانہ آمدنی میں سے تجارتی یا صنعتی فرم سے سستے داموں میں کچھ حصے خرید سکیں تاکہ وہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ پس انداز کر لیں۔

AsliAhleSunnet.com

حکومت مشینی آلوں اور جانوروں کی طرح پھیرتی رہے۔ فرد کے لئے ضروری ہے کہ اپنے علم و معرفت کی روشنی میں حتی المقدور صنعت و حرفت یا تجارت و زراعت میں لگ جائے، اور ہر طرح سے محنت و مشقت اور جانفشانی سے کام لے جس کی مزدوری اسے صرف پیٹ بھر کھانا اور سردی و گرمی سے بچاؤ کے لئے لباس دیا جائے گویا تمام تر پیداوار اور جائداد حکومت کی ملکیت ہے۔ کسی کو انفرادی ملکیت حاصل نہیں ہے۔

مارکس[۱] کا خیال ہے کہ تمام طبقوں میں باہمی نزاع کی بنیاد انفرادی ملکیت ہے۔

---

[۱] یہ کمیونسٹوں کا سرخیل اور جرمنی کا یہودی شخص تھا۔ ۱۸۱۸ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۸۳ء میں انگلینڈ میں مرا۔ مارکس نے ۱۸۴۷ء میں اپنے اشتراکی نظریے کا اعلان کیا۔ اس کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر اس نے اشتراکیت کے ظالمانہ نظام کو قبول کیا۔

پہلی وجہ ۱۸۳۶ء میں ذاتی زندگی میں اس کی ناکامی ہے۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ مالدار گھرانے کی کسی نوجوان عورت سے شادی کا معاملہ طے کیا، مگر ان لوگوں کو یہ معلوم ہونے پر کہ مارکس مال و دولت میں عورت کا کفو نہیں ہے شادی کرنے سے مکر گئے۔ اس سے مارکس کے دل کو سب سے پہلا اور اتنا بڑا صدمہ پہونچا کہ امراء و اغنیاء، سرمایہ داروں اور زمین داروں کی سوسائٹی کے خلاف اس کے دل میں کینے کی آگ مشتعل ہو گئی۔

دوسری وجہ یہ بھی کہ مارکس کی طرح اس کا خاندان بھی فقر و فاقہ اور بدحالی کا شکار تھا۔ جو مالداروں کی طرف سے ان پر ایک عذاب کا سبب بن رہا تھا۔ مارکس کی خاطر یورپ کی پوری فضا مالداروں اور جاگیرداروں کے ظلم و تشدد سے مکدر تھی، فقراء اور مساکین پر ان کا عام طور سے ظلم ہو رہا تھا۔ مزدور انتہائی کم اجرت پانے کی وجہ سے پریشان ہو کر یورپ کی خاک چھاننے لگے۔ جیسا کہ یہود و نصاریٰ کے بہت سے عبادت خانے اپنی اصلیت سے منحرف ہو کر امراء اور اہل ثروت کے دام فریب میں آ گئے۔ مارکس نے اللہ اور اس کے تمام ادیان کے انکار کرنے پر لوگوں کو ورغلایا حتیٰ کہ تمام ادیان سے برسرپیکار ہونے کا اعلان بھی کر دیا جو دو بنیادی امر پر مبنی تھا:

۱۔ اللہ اور تمام انبیاء کرام کی رسالت اور حشر و نشر کا انکار کرنا، تمام ادیان سماویہ کو خرافات اور تمام قبائل کی بے حسی اور ان کی ترقی کی رکاوٹ تصور کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے دین کے متعلق اپنی (باقی ص ۱۰۴ پر)

AsliAhleSunnet.com

روسی اشتراکیت پسندوں نے انفرادی ملکیت کو باطل قرار دیتے ہوئے دولت و ثروت کے تمام سرچشموں کو قومیا لیا ہے۔ اور پورے جبر و تشدد کے ساتھ اس نظریہ کا نفاذ کیا ہے۔ تمام ادیان بالخصوص دین اسلام سے جنگ و جدال کی خاطر ان تمام شہروں میں اس نظریہ کو نافذ کیا ہے جن پر ان کا فاتحانہ غلبہ رہا ہے۔

بیان بالا سے آپ پر یہ حقیقت واضح ہو چکی ہو گی کہ سرمایہ داری اور اشتراکیت دونوں باہم متضاد نظرئے ہیں۔ اگرچہ سرمایہ داری فرد کو شخصی آزادی عطا کرتی ہے، اسے جائداد، پیداوار کے وسائل، کام کی آزادی اور ہر طرح سے خرچ کرنے کے فطری حقوق متعین کرتی ہے لیکن سوسائٹی کی مشترکہ مصالح اور ضروریات کی تکمیل کے لئے افراد کو مجبور کرنے کے بجائے ان میں ایسی قوت ادراک پیدا کرتی ہے جو شخصی مصالح کے حصول کی خاطر سوسائٹی کے مشترکہ مصالح سے برسرِ پیکار رہنے پر آمادہ کرتی ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ افراد میں جائداد کی تقسیم کا توازن بگڑ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک طرف معاشرہ کے چند افراد میں دولت سمٹ کر آتی ہے جس سے وہ لکھ پتی بن جاتے ہیں اور دوسری طرف عوام کی اقتصادی حالت بد سے بدتر ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس اشتراکیت افراد کو ذاتی ملکیت سے محروم کر دیتی ہے۔ انھیں سوسائٹی کا خادم اور دولت کا ایک مصنوعی آلہ سمجھتی ہے۔ بلاشبہ یہ نظام انسانی فطرت کے جذبۂ ملکیت کے منافی ہے کیونکہ یہ گمنامی و کاہلی کی دعوت دیتا ہے۔ کیونکہ ہر صاحب بصیرت اپنی مصلحت اور ذاتی منفعت سمجھ کر ہی کسی کام میں اپنی مادی و روحانی کوشش صرف کرتا ہے جن کے بغیر کسی صنعت یا حرفت کی جانب اس کا قلبی میلان نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مصلحت و ذاتی منفعت ایسے دو عناصر ہیں

ص ۱۰۳ کا بقیہ: بدعقیدگی کا اظہار یوں کیا: "الدین افیون الشعوب" دین رعایا کے لئے افیون ہے۔

۲۔ انفرادی ملکیت کو باطل قرار دینا اور ہر شخص کو اس کی محنت و مشقت کے بعد صرف پیٹ بھر کھانا اور ستر پوشی کے لئے کپڑے دینا۔ اگرچہ اس کی کمائی کی یومیہ آمدنی اور زراعتی پیداوار و تجارتی جانوروں کی یومیہ آمدنی لاکھوں کیوں نہ ہوں۔

AsliAhleSunnet.com

جن کے بغیر کسی کام میں پختگی، عمدگی اور اخلاص نہیں پایا جا سکتا اور جس کا لازم نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کارخانوں کی آمدنی اور کھیتوں کی پیداوار کم ہو جاتی ہے جس سے مہنگائی اور قحط سالی آسمان سے باتیں کرنے لگتی ہیں جس سے سوسائٹی اور حکومت ترقی کے بجائے مائل بتنزل ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اشتراکیت تقریباً پچاس سالہ تطبیق و تجربہ کے بعد اپنے باطل مقاصد میں ناکام رہی کیونکہ انسانی فطرت اسے بخوشی قبول نہیں کر سکتی۔ اس کی بنیاد انسانی فطرت کے لئے موت ہے، اس نظریہ کے وجود کا کوئی خاطر خواہ فائدہ نظر نہیں آتا اس لئے اس میں ترقی ناممکن ہے۔ اس کا نفاذ صرف قتل و غارتگری اور آتش زنی کی دھمکی کے زور سے ہوا۔ پھر ناکامی و بربادی کے ٹھکانے لگ گیا۔ اور فطرتِ انسانی نئے اصول کی طرف مائل ہو گئی جس کا ماحصل یہ ہے کہ اہم اور خارجی صنعتوں، بینکوں اور عام منصوبوں کے ذریعہ حکومت کا تحفظ کیا جائے اور معمولی صنعتیں افراد کے لئے چھوڑ دی جائیں، اور فطرت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ اہل وطن کے لئے ان کے کام کی آمدنی، ذخیرے، گھر کے آرائشی سامان اور ذاتی استعمال کے سامان کے لئے انفرادی ملکیت ہو۔ مشترکہ کھیتی کرنے والے کسانوں کو یہ سہولت دی کہ گھر کے پاس کسی باغ کو اپنی ملکیت بنالے۔

۳- نظریۂ اسلام

سرمایہ داری اور اشتراکیت جیسے دو ظالم نظریے کی وضاحت کے بعد ذیل میں ہم نظریۂ اسلام پر روشنی ڈال رہے ہیں۔

نظریۂ اسلام نے اپنے حسن، بے نظیر انصاف پسندی اور انسانی فطرت و طبیعت کے موافق ہونے کے باعث تمام عقلاء کو بہرہ ور کر دیا کیونکہ یہ مذکورہ دونوں نظریوں کے مقابلہ میں معتدل نظریہ ہے، اس میں انسانی راحت وسعادت مضمر ہے، اس میں افراط و تفریط نہیں ہے بلکہ یہ عدل و انصاف پر قائم ہے، یہ ایسا نظام ہے جسے عالم الغیب، خلاق عالم نے لوگوں کی طبیعت اور مصلحت کے موافق انکی صلاح وسعادت کے لئے قائم کیا ہے، اس کے برخلاف دوسرے دونوں نظریے انسان کے خود ساختہ نظریے ہیں، یہ نظام الٰہی ہے جو نظام بشری کے مقابلہ میں زیادہ منفعت بخش ہے، کسی ملمع ساز یا مخالف

AsliAhleSunnet.com

کو اس کی افادیت سے انکار کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ جس انسان کا بھی رتبہ بلند ہوا اور اس کے علم و عرفان میں ترقی ہوئی پھر بھی ضروری ہے کہ اس میں کمی پائی جائے، اس میں دلی میلان اور ماحول کا اثر ہو، ایک حالت پر برقرار نہ ہو۔ اس کے خیالات بدلتے رہیں۔ کل کی اچھی چیز بری اور بری اچھی لگے۔ امور کے انجام اور مستقبل کے فیصلہ سے ناواقف ہو، غرضیکہ اس قسم کے اور بھی بہت سے اوصاف ہیں جو انسان کی فطرت میں داخل ہیں۔ ان سے برأت ممکن نہیں ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے یہ کہا کہ: اللہ تعالیٰ نے اسلامی اقتصاد کے لئے جس نظام کو قائم کیا ہے وہ سارے نظاموں سے اچھا، معتدل، مہربان اور نفع بخش ہے۔

یہی حکم ان تمام قوانین کا ہے جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر نافذ فرمایا ہے۔ جب بھی کوئی فہم و تدبر رکھنے والا، منصف مزاج اسلامی نظام کا انسان کے بنائے ہوئے قوانین سے موازنہ کرے تو اس کے سامنے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ شریعت الٰہیہ ہی ہر دور کے انسانوں کی مصلحت کے موافق اور ان کے لئے کارآمد ہے۔ اور یہی سعادت دارین کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ ذیل میں ہم اس کی وضاحت کر رہے ہیں۔

نظامِ اسلام نظامِ سرمایہ داری اور اشتراکیت کے لحاظ سے ایک معتدل نظام ہے اس نے انفرادی حقوق، مالی ملکیت اور پیداوار کے وسائل سلب کرکے انسان کو چوپایہ یا بے جان آلہ نہیں قرار دیا ہے جیسا کہ اشتراکیت کا نظریہ ہے بلکہ فرد کو فطری و شخصی حقوق عطا کرتا ہے۔ مالی ملکیت اور پیداوار کے وسائل مباح قرار دیتا ہے۔ مگر ان سہولتوں کے ساتھ اسے آزاد نہیں چھوڑتا ہے کہ اپنے ہوا و ہوس کے تابع رہے جیسا کہ سرمایہ داری نے آزاد چھوڑ دیا ہے بلکہ افراد کو اوامر اور نواہی کا پابند بناتا ہے تاکہ جائداد اور اس کے وسائل اکٹھا نہ ہو سکیں۔ دولت و ثروت افراد کے ہاتھوں جمع نہ ہونے پائیں کہ وہ مزدوروں اور کمزوروں پر زیادتی کر سکیں۔ ناروا طور سے ان کے خون چوسیں اور ذرائع آمدنی کی قلت کے باعث انھیں کام کرنے پر مجبور کر سکیں۔ یا معمولی اجرت پانے والے اس ڈر سے خودکشی کر لیں کہ تمام ذرائع آمدنی بند ہونے کی وجہ سے وہ اپنی اور اپنے گھر کے افراد کی کفالت نہ کر سکیں یا گرانی کی وجہ سے امراء اور کارخانے

AsliAhleSunnet.com

کے ذمہ داران مزدوروں کو اتنی اجرت دیں جو ان کی ضروریات زندگی کے لئے کافی نہ ہوں (معمولی)۔ ان اوامر میں سے فریضۂ زکوٰۃ بھی ہے [۱]

فریضۂ زکوٰۃ نے سوسائٹی میں کہیں بھی دولت کو اکٹھا نہیں ہونے دیا۔ کیونکہ مالداروں پر ضروری قرار دیا ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کریں اور اسے ان لوگوں کو دیں جو سوسائٹی سے اتنی دولت نہیں پا سکے ہیں جو ان کے لئے کافی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مصارف زکوٰۃ کی تعیین یوں فرمائی ہے:

"انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها والمؤلفة قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل الله وابن السبیل فریضة من الله والله علیم حکیم" [۲]

زکوٰۃ فقراء اور مساکین کے لئے ہے اور ان لوگوں کے لئے جو اس پر مقرر ہیں۔ نیز ان کے لئے جن کے دلوں کو مانوس رکھنا ہو اور غلاموں کی آزادی میں اور قرضداروں کے لئے اور خدا کی راہ میں اور مسافروں کے لئے، یہ حقوق اللہ کے متعین کئے ہوئے ہیں اور اللہ بڑا علم والا بڑی حکمت والا ہے۔

فرضیت زکوٰۃ کی شان یہ ہے کہ لوگوں میں سخاوت و فیاضی پیدا ہو۔ دلوں میں حقیقی اجتماعی تعاون کا جذبہ موجزن ہو اور مالداروں و محتاجوں میں باہمی میل و جول اور رحمدلی پیدا ہو، اسلام کے اقتصادی نظام میں فرضیت زکوٰۃ کو انتہائی اہمیت حاصل ہے کیونکہ نماز کے بعد اسلام کا سب سے اہم رکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں مال و دولت اکٹھا کرنے والے، ذخیرہ اندوز اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والوں کے لئے سخت وعید آئی ہے۔ ارشاد باری ہے:

---

[۱] فریضۂ زکوٰۃ دین اسلام کی خصوصیات میں سے ہے۔ سابقہ ادیان میں اس کی فرضیت تو نہیں ہوئی البتہ بغیر نصاب کی شرط یا متعینہ مقدار کے زکوٰۃ کی ترغیب ان میں موجود تھی۔ گویا اس کی حیثیت ہمارے دین کے نفلی صدقات و خیرات جیسی تھی۔

[۲] سورۃ التوبہ

AsliAhleSunnet.com

والذین یکنزون الذھب والفضة ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔ یوم یحمیٰ علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ماکنزتم لانفسکم فذوقوا ماکنتم تکنزون [1]

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور انھیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انھیں اس روز کی خبر دیدو، جس روز سونے اور چاندی کو جہنم میں گرم کرکے ان کی پیشانیاں اور پشتیں داغی جائیں گی۔ (اور ان سے کہا جائے گا کہ) یہی وہ چیز ہے جسے تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا۔ اپنے خزانہ کا مزہ چکھو۔

تاریخ شاہد ہے کہ صرف دین اسلام نے فقرا کی خاطر مالداروں سے تیر و تلوار سے جنگ کی ہے۔ جس وقت بعض عرب قبائل نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا اور بعض مرتد ہو گئے تو خلیفۂ اول حضرت ابوبکرؓ نے فریقین میں تفریق نہیں کی بلکہ تمام سے جنگ کیا اور فرمایا کہ : خدا کی قسم اگر ایک گردن (اونٹ) یا رسی بھی دینے سے انکار کریں گے جسے وہ اللہ کی راہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے رہے ہوں تو میں اس کی خاطر ان سے جہاد کروں گا۔

شیخ ابوالاعلیٰ مودودی نے فرمایا کہ :

زکوٰۃ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو جس مال و دولت کے جمع کرنے کی حرص ہوتی ہے۔ اگر اس میں سے ۲٫۵ (ڈھائی فیصد) اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا جائے تو وہ نجاست اور غلیظ شی ہے اللہ تعالیٰ کو

---

[1] داغنے میں ان اعضاء کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ مالدار سے جب کوئی سائل سوال کرتا ہے تو انھیں اعضاء سے ناپسندیدگی اور انکار کے آثار ظاہر کرتا ہے۔ وہ پہلے ترش رو ہوتا ہے۔ چہرہ پر شکن لاتا ہے۔ دوبارہ سوال کرنے پر چہرہ پھیر لیتا ہے اور اگر سائل سہ بارہ سوال کر بیٹھتا ہے تو وہ اپنی پشت پھیر لیتا ہے اور سختی کے ساتھ دینے سے انکار کرتا ہے۔ درحقیقت احسان و سخاوت روکنے والوں کی یہی خصلت ہوا کرتی ہے، جیسا کہ بخلاء کا بھی یہی شیوہ ہوتا ہے۔

(تفسیر خازن)

AsliAhleSunnet.com

تمہاری دولت کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ اس کا مقصد تو صرف یہ ہے کہ زکوٰۃ کے ذریعہ فقراء اور مساکین کو بھی خوش حال بنا دو اور مفید کاموں کی تعمیر و ترقی کے لئے ایسا عملی قدم بڑھاؤ کہ امت کے تمام طبقوں کو اس کا فائدہ پہونچے [۱]

مذکورہ بات کی اور شیخ ابو الاعلیٰ مودودی کے بیان کی تائید اللہ تعالیٰ کے فرمان خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها [۲] سے بھی ہوتی ہے۔

انہی احکام میں سے نفلی صدقات بھی ہیں، جس مال کی ادائیگی اللہ تعالیٰ نے مستحب اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سنت قرار دیا ہے اسے نفلی صدقات و خیرات کہتے ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"مثل الذين ينفقون اموالهم في سبيل الله كمثل حبة انبتت سبع سنابل في كل سنبلة مائة حبة والله يضاعف لمن يشاء والله واسع عليم" [۳]

جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال ایک دانہ کے مانند ہے جس سے سات بالیاں نکلتی ہیں، ہر بال میں ایک سو دانہ ہے اور خدا جس کے لئے چاہے گا زیادہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ بڑی کشادگی والا جاننے والا ہے۔

مصارف دولت میں والدین، اولاد، قریبی رشتہ دار، یتیم، پڑوسی اور مسافر بھی داخل ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ واعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا وبالوالدين احسانا وبذي القربى واليتامى والمساكين والجار ذي القربى والجار الجنب والصاحب بالجنب

---

[۱] اسس الاقتصاد بين الاسلام والنظم المعاصرة

ڈھائی فیصد نقود اور تجارتی سامان میں واجب ہے اور یہی حکم کرنسی نوٹ کا بھی ہے، غلّہ، کھجور اور انگور جو روزی میں سے ہیں اگر نہر یا بارانی پانی سے پیدا ہو جائیں تو ان میں عشر (دسواں حصہ) ہے اور اگر ہینڈ پمپ یا رہٹ وغیرہ سے سیراب کرنے سے پیدا ہوں تو ان میں نصف عشر (بیسواں حصہ) ہے۔

[۲] سورۃ التوبۃ [۳] سورۃ البقرۃ۔

AsliAhleSunnet.com

وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللہ لایحب من کان مختالا فخورا" لے اور اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اور قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، قرابت دار پڑوسیوں، پاس میں رہنے والے پڑوسیوں، ساتھیوں، مسافروں اور لونڈیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو، اللہ تعالیٰ متکبر اور گھمنڈی سے محبت نہیں کرتا ہے۔

ایک اور آیت میں فرمایا:

" والذین فی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم ؎۲ جن کے مالوں میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں کے لئے حق مقرر ہیں۔

ہر سہ آیت " انما الصدقات للفقراء والمساکین الآیۃ - اعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئًا الآیۃ اور والذین فی اموالھم حق معلوم - الآیۃ - پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ افراد کو مال و دولت جمع کرکے کمزوروں اور مجبوروں پر اپنا تسلط قائم کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے ان آیات کا تقاضا ہے کہ ضرورتمندوں اور مسکینوں کو بے سہارا نہ چھوڑا جائے بلکہ ان کا بھی مال میں حصہ متعین کر دیا جائے ؎۳ اگر اغنیاء ضرورت مندوں کو آسانی سے نہ دیں تو ان سے جبراً وصول کیا جائے۔

لے سورۃ النساء ؎۲ سورۃ المعارج ۔

؎۳ جب بھی آپ ضرورتمندوں اور محتاجوں کے بارے میں غور کریں گے تو انھیں انھیں آیتوں میں پائیں گے۔ کیونکہ ضرورت یا تو محتاجگی کی وجہ سے پیش آئے گی اور محتاجگی حصول معاش کی مجبوری، بڑھاپے، مرض یا عدم کفاف کی وجہ سے لاحق ہوگی جسے ہم مسکین کہتے ہیں۔ یا ضرورت اس وجہ سے پیش آئے گی کہ وہ مسافرت میں ہے جہاں اقتصادی ضروریات پیش آنے پر اخراجات اور ضروریات سفر کی تکمیل کے لئے اسے تعاون نہیں ملتا ہے۔ یا اس وجہ سے ضرورت مند ہے کہ وہ غلام ہے اپنے آپ کو اپنے مالک کے ہاتھوں بیچ ڈالا ہے اب اسے آزادی مطلوب ہے یا حاجت مند ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اپنے اہل وعیال اور اقرباء کی ضروریات کی تکمیل کے لئے کسی سے (باقی اگلے صفحہ پر)

AsliAhleSunnet.com

کمیونزم کا فلسفہ ہے کہ اصحاب ثروت سے مال و جائداد چھین کر سوسائٹی کی ملکیت قرار دے دی جائے پھر حکومت کے سربرآوردہ اس طرح اپنے دستور و قوانین نافذ کریں کہ جائداد امرار اور زمین داروں کے ہاتھوں میں سمٹ آئے تاکہ فقرار و مساکین اور مزدوروں پر ان کا تسلط قائم ہو جائے، محتاجگی اور گداگری عام ہو جائے، بیروزگاری کی کوئی حد نہ رہے۔ مگر اسلام نے اشتراکیت کے خلاف ایک معتدل نظام قائم کیا ہے جس میں انفرادی حقوق کی کلی رعایت ہے۔ اسلام نے سوسائٹی کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے کہ ضرورت کے مطابق امرار سے وصول کر لیں [1]

قانون وراثت

قانون وراثت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تھوڑا یا زیادہ مال چھوڑ کر مر جائے تو اس مال کو قرابداروں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اگر مرنے والے کا کوئی وارث نہ ہو تو امت کے فائدے کے لئے سارا مال بیت المال میں وقف کر دیا جائے۔ دنیا کے کسی بھی اقتصادی نظام یا دین میں اسلام کے قانون وراثت

صنا۱۱ کا بقیہ: قرض لے لیا ہے یا مالدار ہونے کے باوجود دو جماعتوں میں مصالحت کی خاطر مقروض ہو گیا ہے۔ یا وہ مجاہد ہے تلوار یا قلم سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہتا ہے اور بیت المال سے اسے ملنے کی کوئی امید نہیں ہے یا نومسلم ہے اسے اس خاطر دیا جا رہا ہے کہ اس کے اسلام میں پختگی آجائے۔ یا پھر سائل ہے اپنی ضروریات کے مطابق سوال کر رہا ہے یا وہ سن رسیدہ والدین ہیں جو نفقہ اور سُکنی کے محتاج ہیں۔ یا پھر بیوی ہونے کی وجہ سے نفقہ و سُکنی کی محتاج ہے یا وہ چھوٹی اولاد میں سے ہے جس کے پاس مال و دولت نہیں ہے یا ذوی الارحام فقرار، یتیم یا ضرورتمند پڑوسی ہے

[1] اشتراکیت نے اپنا نظام زور زبردستی سے قائم کیا ہے۔ اس نے تمام طبقوں میں جنگ اور فقرار و مساکین اور اغنیار کے درمیان بغض و کینہ کی آگ مشتعل کر دی ہے۔ اس کے خلاف اسلام نے زکوٰۃ وغیرہ کو نہایت ہی پُرامن طریقہ سے فرض کر کے فقرار و اغنیار اور صاحب کفارہ و نذر اور اوقاف کے مابین عداوت و کشیدگی کے بجائے سخاوت و محبت اور باہمی لگاؤ پیدا کر دیا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

کی نظیر نہیں مل سکتی ۔ دولت یا آراضی ایک آدمی کی ملکیت ہوتی ہے مگر مرنے پر مختلف مردوں اور عورتوں کی ملکیت بن جاتی ہے ۔ ورثاء اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق اسے اپنے گھروں میں تقسیم کرلیتے ہیں ۔ اس طرح دولت مختلف افراد کے ہاتھوں پھرتی رہتی ہے ۔ نظام سرمایہ داری کی طرح کسی ایک فرد کی ملکیت نہیں بن پاتی ۔

اسلام نے سود ، رشوت ، چوری ، جوا بازی ، دھوکہ ، ملاوٹ اور ذخیرہ اندوزی جیسے ناجائز طریقوں سے کمائی کرنے سے منع فرمایا ہے ۔ اور یہ اصول بنادیا ہے کہ ہر وہ کمائی جس میں دوسرے کا نقصان ہو حرام ہے ، اس اصول کی روشنی میں سود ، جوا اور دھوکہ وغیرہ سے کمائی کرنا حرام ثابت ہوتا ہے ۔ کیونکہ ان میں بلاشبہ دوسرے کا نقصان ہے ۔ سود خوری میں قرض لینے والے کا نقصان ہے ۔ جوا بازی میں ہارنے والے کا خسارہ ہے ۔ جوا بازی کا عبرت ناک نتیجہ تو یہ ہوتا ہے کہ ایک متمول و مالدار شخص چند ہی منٹ کے بعد محتاج و فقیر اور مستحق زکوٰۃ بن جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کمائی کے لئے حرام طریقوں کے بجائے صنعت و تجارت ، زراعت و شرکت ۔ قرض و بٹایا اور وظیفہ کے بہت سے جائز طریقے بتلائے ہیں جو باہمی رضامندگی ، عدل و انصاف اور خیر خواہی و اخلاص پر مبنی ہیں ۔

ارشاد باری ہے :

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الّا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم و لا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیماً [1]

اے مومنو ! آپس میں اپنے اموال غلط طور سے مت کھاؤ الّا یہ کہ وہ آپس کی رضامندگی سے تجارتی ہوں اور اپنی جانیں مت مارو ، اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر بہت بڑا مہربان ہے ۔

---

[1] سورۃ النساء

AsliAhleSunnet.com

مقدمہ چوتھا

اسلاف کرام کا تمدن

بہت سے لوگ اسلامی تہذیب و تمدن اور اس کے علوم و فنون سے ناواقف ہیں۔ اپنے آباء و اسلاف کی تہذیب سے کورے ہونے کے باعث مغربی تہذیب کے ہر کھوٹے و کھرے خیال پر لبیک کہتے ہیں۔ اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس مقدمہ میں اپنے اسلاف کرام کی تہذیب و تمدن کا ایک خاکہ پیش کروں۔ خاص طور سے ان شرفاء عرب کی تہذیب کی ایک کڑی آپ کے سامنے رکھوں۔ جن کی تعلیم و تربیت سے اسلام سربلند ہوا۔ اور جنھوں نے ایسی انوکھی تہذیب کی داغ بیل ڈالی جس نے پوری دنیا کو اپنی تابانیوں سے چار چاند لگا دیا۔ اور دنیا کی کوئی بھی تہذیب مقابل میں نہ آسکی۔ یورپ نے بھی اس کا شرف تلمذ حاصل کیا۔ اس کی موجودہ تہذیب دراصل عرب مسلمانوں ہی کی تہذیب سے مستفاد ہے ذیل میں ہم اس کی وضاحت کرتے ہیں۔

شیخ محمد کرد علی نے فرمایا:

جن صدیوں میں اہل عرب عقل و عمل کی لذتوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے، بہترین تہذیب و تمدن میں پل رہے تھے، اپنی پاکیزہ زندگی کی مسرتوں سے بہرہ ور ہو رہے تھے۔ اس وقت اہل مغرب جاہل اور تہذیب سے کورے تھے۔ نعمت و آسائش زندگی سے ناواقف تھے۔ رفاہی زندگی کے ذوق آشنائی سے محروم تھے، شاہان وقت امن و انصاف قائم کرنے میں اپنے واجبات سے نابلد تھے۔ ان کے عام خیالات بدویوں جیسے تھے۔ ان کے سلاطین گذشتہ صدیوں تک قضاء حاجت کے مقامات اور غسلخانوں

AsliAhleSunnet.com

تک کے فوائد سے ناواقف تھے ۔ قالینوں، نشستگاہوں حتیٰ کہ شاہی محلوں میں تھوکتے تھے ۔ اور اس وقت اہل یورپ گھنے جنگلوں میں بھٹک رہے تھے ۔ زراعت میں کافی پیچھے تھے ۔ اپنے مکانات نرم زمینوں پر، لکڑی، بانس اور کوڑا کرکٹ سے ملی ہوئی مٹیوں سے بناتے تھے، ان میں نہ روشندان ہوتے اور نہ صفائی کا اہتمام ہی ہوتا ۔ جانوروں کے اوجھ اور باورچی خانوں کے کوڑا کرکٹ گھروں کے سامنے ڈالے جاتے ۔ جن سے تکلیف دہ بدبو پھیلتی ۔ سڑکوں کے کنارے نالیوں، پتھروں اور لالٹوں تک کا انتظام نہیں تھا ۔

" ڈریپر " کا خیال ہے کہ انھیں غلط اوصاف کے اثر سے یورپ میں جہالت عام ہو گئی تھی ۔ لوگ اس قدر باطل نظریات میں مبتلا ہو گئے تھے کہ بیماریوں کا علاج بجائے اطباء کے مقدس مقامات کی زیارت سے کرتے تھے ۔ علم طب کا جنازہ اٹھ گیا تھا، دجالوں کے پھندے رواج پا گئے تھے ۔ جب بھی شہر میں کوئی وبا پھیلتی ۔ متدین افراد صفائی وستھرائی کا انتظام کرنے کے بجائے گھبرا کر گرجا گھروں میں جا کر دعائیں مانگتے، نتیجہ یہ نکلتا کہ وبا کتنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتی ۔ اہل یورپ کو بارہا اس کا سابقہ پڑا ۔ جن میں لاکھوں افراد ہلاک ہو گئے ۔

اہل یورپ پاپاؤں کے ماتحت تھے ۔ انھیں کے حسب منشا تصرف کرتے ۔ لوگ ہر طرح کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے جس وقت وہ ذہنی پراگندگی اور تنگ دستی میں مبتلا تھے ۔ جہالت، اوہام پرستی اور خرافات مچانا ان کا شیوہ بنا ہوا تھا ۔ امت اسلامیہ کی طرف سے علم وادب، فلسفہ وصنعت اور دستکاری کی روشنی بلند ہو رہی تھی ۔ بغداد، بصرہ، سمرقند، دمشق، قیروان، مصر، فارس، غرناطہ اور قرطبہ علم وادب کے اہم مرکز تھے ۔ موجودہ دور میں یورپ کے شہرت یافتہ دار الحکومت اس وقت بستی کی حیثیت رکھتے تھے، علم وعمل سے دور اور آبادی سے خالی تھے ۔ لوگ مادیات اور ادبی امور میں کافی پیچھے تھے، حالانکہ دار الاسلام میں کوئی مدرسہ یا جامع مسجد یا شہر یا بڑا گھر ایسا نہ تھا جس میں مطالعہ کرنے والوں کے لئے لائبریریاں نہ ہوں جبکہ اس عہد میں مخطوطات کی سہولت نہ تھی، اہل علم جمع ہوتے، پڑھتے، سیکھتے اور باہم بحث ومباحثہ کرتے ۔ اس معاملہ میں مردوں اور عورتوں کا یکساں حال تھا، شہروں اور بستیوں

AsliAhleSunnet.com

خاص طور سے شہر اندلس کے ہر طالب علم کو کافی معلومات حاصل تھیں ۔ ایک انگریز مؤرخ کہتا ہے کہ :

جس وقت یورپ کے نصرانیوں کا بلند طبقہ جاہل تھا ۔ صرف پادریوں کے چند افراد پڑھنا اور لکھنا جانتے تھے اسلامی اسپین کے باشندوں کی ایک بڑی تعداد حصول تعلیم پر مامور تھی ۔ مسلمانوں کے قبائل علمی اکیڈمیوں سے بھرے ہوئے تھے [1] ہمیں اس سلسلہ میں ان کے دین کے بجائے ان کے علوم اور خصوصیات دیکھنی ہیں ۔ خلفاء وسلاطین اور سربرآوردہ افراد اپنے بالاخانوں میں جمع ہو کر جملہ علوم پر مذاکرہ کرتے ان کی مجلسوں میں علماء بھی شرکت کر کے انھیں استفادہ کا موقع دیتے ۔ کچھ لوگ لڑائیوں میں علماء کا ساتھ دیتے ۔ سفر میں ان کی کتابیں پہونچاتے ۔ انھیں ہر چیز سے قطع تعلق ہونا گوارہ تھا ۔ مگر علمی تحقیق سے بے تعلق ہونا پسند نہ تھا ۔ بغداد میں منصور بن ابی عامر اندلسی اور امیر المومنین مامون رشید جیسی حیثیت کے دسیوں لوگ مسلمانوں میں موجود تھے ۔ علاقائی حکام اور وزراء علم اور علماء کا مقام و مرتبہ سربلند کرنے میں خلفاء کا ساتھ دیتے ۔ لوگ علمی اداروں کا تعاون اور فقراء و مساکین کی امداد بڑی ہی فیاضی اور فراخدلی سے کرتے جس کی وجہ سے ادبی ذوق بڑھا اور سمرقند، بخارا، فارس اور بغداد سے لے کر فاس اور قرطبہ تک میں ادبی ذوق پایا جانے لگا ۔ وزیر نظام الملک نے بغداد

---

[1] سنہری دور کے مختلف علوم و فنون کی نشر و اشاعت خلفاء اور سلاطین کی علمی و ادبی کتابوں کی فراہمی اور قرطبہ وغیرہ کے کتب خانوں کی تاسیس کی لگن اور چوتھے مقدمہ میں بادشاہ کے اپنے علماء کی تعظیم و توقیر کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ بات عیاں ہو جائے گی کہ دشمنان اسلام کے ساتھ ساتھ جاہل مسلمانوں نے بھی یہ افتراء پردازی کی کہ دین اسلام علمی ترقی کے لئے رکاوٹ ہے اور علمائے اسلام کے ساتھ پادریوں اور پاپاؤں کے مخالفانہ رویّوں کو دیکھ کر یہ خیال کیا کہ دین اور علم دونوں باہم متضاد شی ہیں ۔ یہ باطل نظریہ خاص طور سے افتراء پردازوں کے ہیں جن کی صحت کی کوئی سند ہی نہیں ہے ۔ معاندین اسلام اور جہلاء نے اس افتراء اور صریح کذب بیانی ہیں انکی تقلید محض غلط مقاصد کی خاطر کی ہے ۔ ہمارا دین اسلام تو مفید علم کی ترغیب دیتا ہے اور اہل علم کا کما حقہ احترام کرتا ہے ۔ تاریخ شاہد ہے کہ مختلف علمی میدانوں میں ہمارے اسلاف کرام کی ترقی قرآن و سنت کے احکام کی بجاآوری کا نتیجہ ہے

AsliAhleSunnet.com

کے مدرسہ نظامیہ کی تعمیر میں دو لاکھ دینار صرف کیا اور ہر سال اپنے نفع میں سے دس ہزار دینار اس ادارہ پر خرچ کرتا۔ اس ادارہ میں چھ ہزار طلبہ بلا امتیاز امیر و غریب یکساں طور پر تعلیم پاتے۔ صرف اتنا فرق ہوتا کہ محتاج طلبہ کا کفیل مدرسہ ہوتا اور امراء خود کفیل ہوتے۔ اور اس ادارے کے اساتذہ کو بھی معقول اجرت ملتی تھی ؎

اندلس کی علمی حالت

اندلس والوں نے تمام اطراف میں مدارس اور کتب خانے قائم کئے۔ دار الحکومت میں ایسی یونیورسٹیاں قائم کیں جو یورپ میں قدیم زمانے تک مرکز علم بنی رہیں۔ کتابوں کی فراہمی میں سب سے زیادہ معاون کاغذ کے کارخانے ثابت ہوئے۔ یہ ایک جدید طریقہ تھا جس سے مردوں اور عورتوں اور تمام ہم نواؤں اور مخالفوں میں علم کی روشنی پھیلی۔ تین صدیوں تک قرطبہ دنیا کے قدیم شہروں سے علم و عرفان میں آگے بڑھتا رہا۔ علمی توجہات کی بنا پر وہاں کے بادشاہوں کے دربار اور خلفاء کے محلات، مشہور علماء کا مستقر اور علمی اکاڈمی کی حیثیت اختیار کر گئے تھے۔ قرطبہ میں ناقلوں، جلد سازوں، ملمع سازوں اور نقاشوں کیلئے بڑے بڑے کارخانے تھے۔ ان کے علمی خزانوں میں دسیوں جلدوں پر مشتمل رسالے موجود تھے۔

علم و ادب کو فروغ دینے والے اہم لوگوں میں حکم دوم تھا جس کی برکت سے امیوں کی تعداد کافی کم ہوگئی اور دار السلطنت میں ایک مکتبہ قائم ہوگیا۔ جس میں تقریباً چار لاکھ کتابیں جمع ہوگئیں اس کے دور میں مسلمانوں کے سب سے بڑے عالم کو گورنر کی حیثیت حاصل تھی۔ اور قرطبہ کی یونیورسٹی دنیا کی سب سے بڑی یونیورسٹی سمجھی جاتی تھی۔ جس میں طبیعات، ریاضیات، فلکیات اور کیمیاوی علوم

؎ تلخیص از الاسلام والحضارۃ العربیہ جز اول باختصار

AsliAhleSunnet.com

پڑھائے جاتے تھے اور عبد الرحمٰن دوم ایک ایسا عالم ادیب اور شاعر تھا جسے فلسفہ کے علوم سے واقفیت تھی۔

اندلس کے امیر سلطنت امیر یوسف بن تاشفین کے دور حکومت میں جزیرہ کے تمام اہل علوم اکٹھا ہو گئے جس سے اس کا دربار بنو عباسیہ کے ابتدائی دور حکومت کا دربار بننے لگا۔ امیر یوسف کے بعد بڑے بڑے بلغاء اور انشاء پرداز اس کے بیٹے کے جھنڈے تلے آگئے۔ جس کی نظیر کسی اور دور میں نہیں مل سکتی۔

ابن طفیل فلسفی بھی اس کے درباریوں میں سے تھا۔ تمام اطراف سے بہت سے علماء نے جمع ہو کر ابن رشد فلسفی کے مقام سے آگاہ کیا۔

علوم عرب

شعر

عربی نظم کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مثلاً فخر، حماسہ، مدح، ہجو، مرثیہ، عتاب، غزل، وصف اعتذار اور حکمت وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے اہل عرب کو فطرت سلیمہ، غیر معمولی ذہانت اور فصاحت و بلاغت سے نوازا تھا جن میں کوئی امت ان کے ہمسر نہ ہو سکی۔ اس لئے کسی بھی خردمند کو ان کی شاعرانہ برتری پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ عرب میں ہر طرح کی عربی شعر و شاعری پائی جاتی تھی۔ دور جاہلیت اور دور اسلام دونوں میں بے نظیر شعراء پیدا ہوئے، جنھیں خطابت اور انشاء میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا جو آج پوری دنیا کے لئے ضرب المثل ہیں۔ اہل عرب کسی استاذ یا مدرسہ سے فیض یاب نہیں ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں فطری ذہانت عطا کی تھی، انھیں علم وراثت، استقرار یا دیگر اقوام عرب مثلاً اہل فارس اور روم کی صحبت اور مجالست ان کی روایات اور کتب تواریخ و انساب، فلکیات اور علم قیافہ و نجوم وغیرہ سے حاصل ہوا تھا۔

پہلے اہل عرب تجارت کی غرض سے قریبی شہروں کا دورہ کرتے تھے اس لئے بعض ہم عصر مورخین نے انھیں مشرقی فینیقی کہا ہے، تاریخ نے انھیں جہاز رانی اور تجارت میں فینیقیوں سے بھی بڑھ کر تسلیم کیا ہے

AsliAhleSunnet.com

دینی و عربی علوم

طلوع اسلام کے بعد علوم کی تعداد بڑھی، بعض روایتوں کے مطابق ان کی تعداد تین سو تک بتلائی گئی ہے جن میں اہم علوم قرآن و سنت سے ماخوذ ہیں۔

ان علوم میں علم تفسیر، علوم قرآن، علم اسباب نزول اور علم ناسخ و منسوخ خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔

چند دینی علوم

علم حدیث اس علم کے تحت بہت سے علوم ہیں۔ مثلاً علم جرح و تعدیل، اسماء الرجال، طبقات رجال اور اصول حدیث وغیرہ

علم فقہ اس علم میں بہت سے نادر روزگار ائمہ مجتہدین شہرۂ آفاق بن کر چمکے جن میں ائمہ اربعہ نمایاں اہمیت کے حامل ہیں ان ائمہ کے ساتھ ان کے تلامذہ نے بھی اس فن میں طبع آزمائی کی اور کتاب و سنت کی روشنی میں فقہی خزانے جمع کئے۔ اس فن کے کسی باب کو بھی تشنہ نہیں چھوڑا۔ بلکہ سارے مشکلات کا حل پیش کر دیا۔ ایسے فرضی مسائل بھی بیان فرمائے جو شاذو نادر ہی پائے جا سکتے ہیں۔ بلاشبہ فقہاء کرام کی یہ خدمات ان کی خصوصی توجہ اور غیر معمولی لگاؤ کا بین ثبوت ہیں۔

علم توحید ایسے علم کو کہتے ہیں جس میں اللہ اور اس کے رسول کی ان صفات سے بحث کی جائے جو ان کے لئے واجب، محال، یا جائز ہوں یا قیامت کے دن کی جزا و سزا اور حساب و کتاب سے بحث کی جائے۔ اس فن میں بے شمار کتابیں مدون ہو چکی ہیں۔

عربی علوم

عربی علوم عربوں کی شاعری اور نثر نگاری سے مستنبط ہیں ان کی زبان میں سب سے عظیم اور فصاحت و بلاغت سے پُر کلام الٰہی موجود ہے۔

AsliAhleSunnet.com

علم نحو کو چوتھے خلیفہ حضرت علی بن ابی طالب کے اشارہ پر ابو الاسود دوئیلی نے وضع کیا۔ سیبویہ نے اس میں وسعت دی اس فن میں بہت سے یکتائے روزگار علماء پیدا ہوئے۔ جن میں سیبویہ، خلیل، کسائی اور اخفش سرفہرست ملتے ہیں، متاخرین میں ابن مالک اور ابن ہشام کافی شہرت یاب ہوئے جنھوں نے اس فن میں بہت سی کتابیں لکھیں۔

علم صرف کا بھی شمار عربی علوم میں ہوتا ہے اسے ابو مسلم بن معاذ الھراء نے وضع کیا یہ مستقل علم ہے اس میں شافیہ، المراح، اور عزیۃ الزنجانی[1] جیسی بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔

علوم بلاغت

علوم بلاغت سے مراد علم معانی، بیان و بدیع ہیں، اس علم میں بہت سے یکتائے روزگار علماء پیدا ہوئے جن میں عبد القاہر جرجانی، خطیب قزوینی اور سکاکی قابل ذکر ہیں، اس فن کی مشہور تصنیفات میں مفتاح العلوم سکاکی، تلخیص قزوینی اور عقود الجمان سیوطی ہیں۔

علم عروض وقوافی

علم عروض وقوافی کا شمار عربی علوم میں ہوتا ہے، جن کے موجد خلیل احمد فراہیدی ہیں، اس فن میں بہت سی تصنیفات ملتی ہیں۔ الکافی فی علمی العروض والقوافی اور میزان الذہب احمد ہاشمی، سب سے پایہ کی تصنیفات مانی گئی ہیں۔

علم وضع

علم وضع علم نحو سے ماخوذ ہے اس فن میں بھی بہت سی تالیفات ملتی ہیں جن میں شیخ عضد اور شیخ یوسف دجوی وغیرہ کے رسالے قابل ذکر ہیں۔

شعر وخطابت اور انشاء یہ بھی عربی علوم میں داخل ہیں، علماء نے کلام عرب سے

---

[1] ہمارے شیخ عبد العزیز بن صالح العلجی الاحسائی نے العزیۃ کو نظم میں لکھا جس کی میں نے ہونیل الامانی فی شرح مباسم الغوانی" کے نام سے ایک شرح لکھی جو دار العلوم قطر سے شائع ہوئی۔

AsliAhleSunnet.com

کل بارہ علوم کا استخراج کیا ہے۔

فلسفہ

خلافت بنو امیہ کے آخری اور بنو عباسیہ کے ابتدائی دور میں یونانی فلسفہ کا عربی میں ترجمہ کیا گیا، زیادہ تر ان کا لگاؤ مابعد الطبیعی مسائل سے تھا۔ تیسری صدی کے مسلم فلاسفہ میں یعقوب کندی کافی شہرت یاب ہوا، اسے فیلسوف العرب کا لقب ملا۔ اس نے منطق و فلسفہ، ہندسہ، حساب اور علم ہیئت میں بھی کتابیں لکھیں۔ اسحاق بن حنین عبادی اور ابو سہل بلخی کا شمار بھی فلاسفہ میں ہوتا ہے۔ ان کے بعد منطق اور فلسفہ کے ماہرین کی ایک جماعت تیار ہو گئی جن میں ابو نصر فارابی اور شیخ ابو علی سینا عالم اسلام پر روشن آفتاب بن کر چمکے۔ مؤخر الذکر ایک بے نظیر حکیم بھی تھا، اس کی تالیفات میں سے ”القانون“ بھی ہے جو فن طب میں چودہ جلدوں پر مشتمل ہے اور علوم فلسفہ میں ”الشفاء“ ہے، جو اٹھارہ جلدوں میں ہے۔ علماء اندلس میں سے قاضی ابو الولید محمد بن احمد بن رشد مالکی قرطبی بھی مشہور فلاسفہ میں سے ہیں، ابن حزم ابو محمد علی بن احمد بن سعید قرطبی کا شمار بھی فلاسفہ میں ہوتا ہے جو چوتھی صدی ہجری کے اواخر میں پیدا ہوئے ان کی بھی چند تصنیفات ہیں۔

علم منطق

علم منطق فلسفہ کی ایک کڑی ہے۔ اہل عرب اور دیگر علماء اسلام نے اس میں حصہ لے کر تمام کفریات سے الگ کر دیا۔ اور مناسب طور سے اس پر تنقیدیں بھی کیں۔ منطقیوں میں سب سے مشہور فارابی، ابن سینا اور ابن رشد ہیں۔

تاریخ

بہت سے اہل عرب نے فن تاریخ میں بھی مہارت تامہ حاصل کی۔ ایک انگریز نے بارہ سو مؤرخین کو شمار کیا ہے۔ ابو جعفر طبری سب سے مشہور تاریخ نویس گذرے ہیں۔ ان کے ہم عصر مؤرخین میں سے یعقوبی ہیں جو ابن واضح کے نام سے مشہور ہیں۔ ابو الحسن مسعودی، ابن الاثیر، ابن کثیر، ابن خلکان اور ابن خلدون مشہور مؤرخین میں سے ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

جغرافیہ

علم جغرافیہ سے بھی عربوں کا چولی دامن کا ساتھ رہا۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اس فن میں بھی بہت سی کتابیں لکھیں۔ ابوالحسن علی بن حسین مسعودی کے بعد ابن حوقل عرب کا مشہور جغرافی تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کے بعد بیرونی اور یاقوت حموی کا نام ملتا ہے۔ اس فن میں بھی بہت سی کتابیں تدوین کی گئیں۔

علم ہیئت

اہل عرب نے علم ہیئت میں بھی حصہ لیا اور اس میں انھیں طرۂ امتیاز بھی حاصل ہوا۔ بعض انگریز مؤرخین کا بیان ہے کہ تہذیب وتمدن اور علمی عروج کے دور میں جب ہم اہل عرب پر نظر ڈالتے ہیں تو علم ہیئت میں گہری نظر رکھنے والے انھیں کو پاتے ہیں جو بغداد، رقہ، دمشق، قاہرہ، سمرقند اور قرطبہ کی بہت سی فلکی رصدگاہیں قائم کیں۔ ابوالوفا، بوزجانی اور ابوالحسن عبدالرحمن بن عمر رازی صوفی عرب کے مشہور علماء ہیئت میں سے ہیں۔

علم کیمیا

یہ مسلّم ہے کہ اہل عرب ہی نے اپنے تجربات اور ایسے آلات سے جدید علم کیمیا کی بنیاد ڈالی، جو موجودہ دور کے علماء کیمیا کے کارناموں کی بنیاد ہے۔ انگریز محققین نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ عرب ہی نے ان جواہر کا انکشاف کیا ہے جو کیمیا کے اہم اجزاء ہیں، مثلاً الکحل چاندی کا پانی، سونے کا پانی نوشادر بارودی نمک۔ ترش گھاس کی راکھ، ہرتال اور بارود وغیرہ۔

عرب والوں نے کیمیا کو ایجاد کیا اور اسے بم اور بارودی سرنگیں بنانے میں استعمال کیا۔ اسے ہندی نمک بھی کہا کرتے تھے۔ ۱۲۴۹ء میں اسپین کی جنگ میں بھی اسے استعمال کیا۔ علم کیمیا میں سب سے پہلے خالد بن یزید بن معاویہ نے حصہ لیا۔ ان سے جابر بن حیان نے سیکھا۔ پھر کندی اور ابوبکر رازی نے حاصل کیا۔

علم نباتات

علم نباتات میں بھی عرب والوں کو کافی معلومات تھی یہ کوئی انوکھی بات

AsliAhleSunnet.com

نہیں ہے۔ اہل عرب جنگلات و باغات اور نباتات کے درمیان پلے اور بڑھے اس لئے ان کے تمام انواع و اقسام اور خصوصیات کو سمجھا، "جالینوس" کے بہت سے نسخوں کو فن طب میں داخل کئے، جن سے یونانی بھی واقف نہیں تھے۔ مثلاً آس کے مشابہ خوشبودار پودے، املی، سنا مکی، ہلیلہ اور کافور وغیرہ کی جانکاری کی وجہ سے شامیوں اور مصریوں کے طریقہ زراعت سیکھے، کتابوں سے ان کے نظریات اخذ کر کے اپنے تجربات اور اپنی باریک بینیوں سے اس میں کافی وسعت دی۔ پھر اپنی مہارت تامہ سے انھیں غیر مثالی طور پر عملی تشکیل دی، اور اپنی مہارت و یکتائیت سے فارس کے میوہ جات اور مازندران کے پھولوں کی خصوصیات دکھلائیں۔ غرضیکہ بہت سے جدید مسائل اور تیار کردہ عظیم اشیاء، سنا مکی اور ریوند جیسی دواؤں کی نئی تحقیقات پیش کر کے علم نباتات کو بے نیاز بنا دیا، عرب دنیا کے مسلم عالم عزالدین بن بیطار کے نظریات و مخطوطات آج تک یورپ میں زراعت اور نباتات کے واقف کاروں کا مرجع ہیں۔

طبقات ارضی، ترکیبی مادے، کان اور گڈھے

معدنیات کی تخریج بھی عربی علوم میں داخل ہے۔ عربوں نے ان کی علامات و اسباب معلوم کر کے کان میں جستجو کی۔ زمین کے اندرونی پانی اور اس کے نکلنے کی کیفیتیں بتلائیں اور موجودہ دور کے عظیم ارضی اکتشافات کے طریقے ہموار کر کے جدید علم طبقات الارض کی بنیاد ڈال دی۔

ریاضیات (حساب، الجبرا، ہندسہ)

اہل عرب نے ان علوم میں بھی حصہ لیا اور اپنی تحقیقات پیش کیں۔ اور ان فنون میں کتابیں بھی لکھیں، ابو موسیٰ خوارزمی اور ابو حنیفہ دینوری نے الجبرا میں لکھا اور اسمٰعیل بن ابراہیم بن غازی ماردینی نے علم حساب میں اپنی تحقیقی تصنیف پیش کی۔

علم عمران

علم اجتماع کی ترقی عباسی دور میں ہوئی اور اس فن میں سب سے پہلے علامہ ابن خلدون نے اپنی تحقیق پیش کی۔

AsliAhleSunnet.com

سیاسی اقتصاد

دنیائے عرب نے علم معاش کی جانب بھی توجہ دی اور اس فن میں کچھ کتابیں بھی تصنیف کی۔ شیخ ابوالفضل جعفر بن علی دمشقی کی کتاب "الاشارۃ الی محاسن التجارۃ" اس باب میں سب سے اہم مانی گئی ہے۔ موصوف نے اس میں مال کی حقیقت، اس کے اقسام، تجارتی طریقے اور اس میں نفع کمانے کی جملہ صورتوں سے بحث کی ہے۔

علم طب

علم طب سے بھی عربوں کا اچھا خاصہ لگاؤ رہا اور اس میں بھی شہرۂ آفاق بن کر چمکے اور اپنی علمی تحقیقات سے دنیا کو فیض پہونچائے۔ جن میں ابن سینا اور ابوبکر محمد بن زکریا رازی سر فہرست ہیں۔ مؤخر الذکر "الاقطاب" کے مصنف ہیں۔ یہ کتاب تیس ۳۰ جلدوں پر مشتمل ہے۔ موصوف کی دوسری تصنیف "الحاوی" ہے جو پندرہ ۱۵ حصوں میں ہے۔ یہ کتابیں ماضی قریب تک یورپ کی یونیورسٹیوں میں داخل نصاب رہیں۔ اہل عرب نے جڑی بوٹیوں اور ٹیبلٹوں کے ذریعہ علاج و معالجہ کے طریقے بھی ایجاد کئے۔ اپنے طبی اصول کے ذریعہ زخموں میں بتیاں چڑھانے، مرغی کی بیماری میں پچھنا لگانے ٹائیفائڈ میں ٹھنڈے پانی کے استعمال سے بخار کم کرنے پر اعتماد حاصل کئے۔ ان کے سرجن مثانہ کی پتھری گلانے میں کامیاب ہو گئے۔ دھنسی ہوئی آنکھیں ٹھیک کرنے اور موتیا کا آپریشن کر کے سفید ناسوری دانے نکالنے کے طریقے ایجاد کئے۔ پھر اقامتی اور اونٹوں پر منتقل ہونے والے دو طرح کے شفاخانے قائم کئے۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ قرطبہ میں پچاس ہسپتال تھے جہاں مریضوں کا معقول علاج ہوتا اور انھیں عطیے دئے جاتے، مریضوں کے شفایاب ہونے پر انھیں کپڑے پہنائے جاتے اور معقول نقدی تعاون بھی کیا جاتا۔ دیہاتوں میں بھی بہت سے شفاخانے قائم کئے گئے۔ بعض شفاخانے ڈاکٹروں کی سربراہی میں دسیوں اونٹوں پر منتقل کئے جاتے۔ اطبا ر شہروں کا دورہ بھی کر کے مریضوں کا علاج کیا کرتے۔

بغداد میں کافی تعداد میں ماہر اطبا ر موجود تھے۔ بنو عباسیہ کے خلیفہ مقتدر کے دورِ حکومت میں

AsliAhleSunnet.com

معائنہ کے بعد آٹھ سو ساٹھ اطباء کو طبابت کی سند اجازت دی گئی - جب کہ بہت سے ایسے بھی اطباء موجود تھے جن کی شہرت یابی کی بناء پر معاینہ نہیں کیا گیا - اس وقت علم طب پڑھنے والے طلبہ کی تعداد چھ ہزار بتلائی جاتی ہے - علم طب کے متعلم کو امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد ہی مریضوں کی تشخیص کی اجازت دی جاتی - اسی طرح کمپاؤنڈروں کو بھی دوا سازی میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد ہی کمپاونڈری کی اجازت دی جاتی - اطباء کئی طرح کے ہوا کرتے - مثلاً: عام ڈاکٹر، سرجن، فصد کھولنے والے، آنکھوں کے ڈاکٹر، دانتوں کے ڈاکٹر، عورتوں کے لئے لیڈیز ڈاکٹر اور پاگلوں اور مجنونوں کے ڈاکٹر وغیرہ -

عرب کے مشہور ڈاکٹروں میں ابن سینا کے علاوہ قسطار بن لوقا، ثابت بن قرۃ اور ابو الحسن ہبیت اللہ بن صاعد کا بھی شمار ہوتا ہے - مؤخر الذکر دور عباسی کے خلیفہ مقتفی لامر اللہ کے عہد خلافت کا بہت بڑا پادری تھا - ابوقرہ اور جالینوس کے بعد اس پایہ کا کوئی دوسرا نہیں تھا - عرب ڈاکٹروں میں ابو البرکات ہبت اللہ بن علی بلدی بھی اپنے دور کا بڑا ہی یکتا ڈاکٹر تسلیم کیا گیا ہے - یہ مسلّم ہے کہ اہل عرب نے یونان کی بہت سی کتابوں سے استفادہ کیا - ان کا عربی میں ترجمہ کیا، صرف اسی پر بس نہیں بلکہ یونان، فارس، ہند اور عربوں کے خیالات جمع کر کے ان میں اپنی تحقیق و تجربہ سے اضافہ کیا - اور طب میں ایسے بہت سے جدید خیالات کا اظہار کیا جو متقدمین کے خیالات کے متضاد تھے - مثلاً ٹھنڈے پانی سے علاج کرنا - سب سے پہلے یہ طریقہ علاج شیخ ابو منصور صاعد بن بشر نے سیکھا، سُن اور بے حس بنا دینے والی زہریلی دواؤں کا استعمال اور زخموں کا داغنا بھی جدید خیالات میں سے ہیں، جو موجودہ دور کے طریقۂ علاج میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں - اہل عرب نے خارش اور خسرہ یعنی بخاراتی چیچک کا بھی علاج تجویز کیا - جلدی امراض خصوصاً برص کے لئے پارے کے مرکبات استعمال کیا -

علم تشریح

اہل عرب نے اس علم میں بھی درک کلی حاصل کیا اور اس پر بہت سی کتابیں لکھیں - اس

AsliAhleSunnet.com

فن میں امام لغوی ابو عبد اللہ خطیب اسکافی کی کتاب "خلق الانسان" سب سے پائے کی کتاب تسلیم کی گئی ہے، اسی طرح دیگر بہت سے علوم مثلاً سالوتری، حفظان صحت، علم حیوان، علم وراثت اور علم اجتماع وغیرہ میں درک کلی حاصل کئے۔

عربوں کی صنعتیں اور ایجادات نو

انگریزوں کی کوشش سے قبل دریائے نیل کے سرچشموں کا انکشاف عربوں ہی نے کیا۔ ان کے ذہن میں یہ بات بھی تھی کہ زمین کے چند گوشوں کا اب تک پتہ نہیں لگایا جا سکا۔ کولمبس سے ڈیڑھ صدی قبل ایک عرب واقف کار کا بیان ہے کہ: میں اس بات کا منکر نہیں کہ ہماری سمت میں زمین کے جس گوشے سے پانی کا انکشاف ہوا ہے، وہ دوسری سمت سے بھی کھلا ہوا ہے، لہٰذا اب مجھے یقین ہو گیا کہ ہماری سمت کی طرح اُدھر بھی حیوانات و نباتات اور معاون ہوں گے یا پھر دوسرے انواع و اجناس ہوں گے۔

ابھرے ہوئے حروف کی کتابت کا طریقہ ایجاد کرنے میں اہل عرب بازی لے گئے۔ یہ طریقہ اندھوں کے لئے مخصوص ہے۔ اسے زین الدین آمدی (م ۷۱۲ھ (۱۳۱۲ء)) نے ایجاد کیا۔ یہ بچپن ہی میں نابینا ہو گیا تھا۔ جب بھی اپنی لائبریری کے لئے کوئی کتاب خریدتا تو ایک ورق کسی حرف کی شکل میں موڑ کر کتاب میں ملا دیتا۔ انھیں حروف کے ذریعہ کتاب کی قیمت بھی معلوم کرتا۔ اس سے پہلے ابو الفرج کشاجم بھی گذرا ہے جو انگوٹھی کے نگینہ کا نقش بغیر دیکھے ہوئے اسے چھو کر پڑھا کرتا تھا۔ بہت سے اندھے تصنیفی امور بھی انجام دے لیتے تھے۔ جن میں ابن سیدہ بھی ہے جس نے "المخصص" لکھی۔ علامہ صفدی نے دسیوں اندھے مصنفین کا تذکرہ کیا ہے۔

اہل عرب فن پروازگی میں بھی سبقت لے گئے۔ اندلس کے حکیم عباس بن فرناس نے اڑنا چاہا تو فوری طور پر پرندے کے پر کو مثیل بنا کر ایک جہاز تیار کیا۔ مگر آخری حصہ مناسب نہ ہونے کے باعث گر پڑا۔ عباس ہی پہلا شخص ہے جس نے پتھروں سے سیسہ بنانے کا طریقہ ایجاد کیا، اس نے اپنے گھر میں آسمان بنایا جس میں ستارے، بدلیاں، چمک اور گرج کی ایسی مثال قائم کی کہ دیکھنے والا اسے حقیقی

AsliAhleSunnet.com

آسمان ہی تصور کرتا - اندلس میں لوگ جراثیم بھی پہچاننے لگے تھے - موجودہ دور کی طرح وہ بھی بیماریوں سے محفوظ رہا کرتے تھے - ابن خاتمہ نے وبائی امراض کے سلسلہ میں اپنے رسالہ میں تذکرہ کیا ہے - اندلس والوں نے وبائی امراض پھیلنے پر انفرادی یا اجتماعی طور پر صحت مند کو اس سے بچنے کے اصول بتلائے

نیند کی بیماری کی پہچان بھی اہل عرب ہی نے کی اور اسے "نوام" کہا اور اس کی علتوں کی ہر طرح سے تشریح کی -

اہل عرب فن طباعت میں بھی پیش پیش رہے - ابو بکر مقدسی اندلسی نے طباعت کے خواص اور ٹائپ رائٹر کے سلسلہ میں ایک کتاب لکھی جو اپنے فن میں یکتا ہے - جلد سازی بھی عربوں ہی کی ایجاد ہے جس کا راز یورپ کو سولہویں صدی عیسوی کے نصف اول میں معلوم ہوا -

بردی[1] - روئی سے سستے اور مہنگے ہر طرح کے کاغذ بنانا بھی سب سے پہلے مسلمانوں ہی نے سیکھا اس سے پہلے لوگ بانس کے چھلکوں پر لکھا کرتے تھے جو کافی دشوار ہوا کرتا تھا - اسپین کے شہر شاطبہ کے کارخانے مغربی یورپ تک اپنے کاغذات بھیجتے تھے، جب کہ مشرقی یورپ کے لوگ براہِ راست مشرقِ قریب کے شہروں سے کاغذات خریدتے تھے -

بارود سازی، ریشم کی بناوٹ اور قطب نما بنانے میں عربوں ہی نے سبقت حاصل کی -

گھڑی سازی بھی عربوں ہی کی ایجادات میں سے ہے - سب سے پہلے ہارون رشید عباسی کے دور خلافت میں اس کے لئے بڑے سائز میں ایک الارم گھڑی بنائی گئی - دوسری گھڑی فرانس کے شاہ شارلیمان کو ہدیہ میں دی گئی جسے دیکھ کر درباریوں کو بڑا تعجب ہوا - یکایک آلارم کی آواز کانوں میں آئی تو سارے درباری گھبرا اٹھے اور یہ خیال کیا کہ شاید اس میں شیطان کا دخل ہے -

فارس، اندلس، سسلی اور افریقہ کے عرب باشندوں نے معادنیات سے مستفید ہونا چاہا - اس لئے انھیں کان سے نکال کر استفادہ کیا - اندلس کے باشندے اپنے کان سے پارہ، جستہ، لوہا،

---

[1] بردی: بانس جیسے پودوں کو کہتے ہیں، جن کے چھلکے قدیم مصری کتابت کے کام میں لیتے تھے -

AsliAhleSunnet.com

سیسہ، چاندی اور سونا بر آمد کئے۔ عرب والوں نے مشرق اور مغرب میں اپنے مملوکہ شہروں کی کان کو بار آور بنایا۔ چنانچہ خراسان سے لوہا اور کرمان سے سیسہ، تارکول، پٹرول، چینی مٹی، سوہن نمک اور گندھک حاصل کئے۔

آب پاشی کے اصول عربوں ہی نے بنائے۔ "سنیوبوس" کہتا ہے کہ: آبپاشی کے لئے نہریں کھود کر زمین سیراب کرنے کا اصول عرب حکام ہی نے جاری کئے۔ بالآخر کنویں کھودے، ان سے کافی دولت حاصل کی، جدید چشموں کی معلومات فراہم کی۔ اور بڑے وسیوں میں پانی تقسیم کرنے کے اصول وضع کئے اور اسپین کو پانی سپلائی کرنے لئے رہٹ اور چھوٹی نہروں سے سیراب کرنے کے طریقے بتلائے جن سے ان کی بہت بڑی پریشانی دور ہو گئی۔ شہر بلنسیہ ہموار ہو کر قابل کاشت بن گیا۔ جو عربوں کی توجہات کی وجہ سے گویا ایک چمن زار ہو گیا۔ عرب ممالک نے پانی کی ٹنکیوں کا انتظام کیا، جن کی طرف بوقت ضرورت رجوع کیا کرتے۔

زمانہ ماضی میں عراق کی سیرابی کے لئے خلفاء کا طریقہ موجودہ دور میں مصر، امریکہ اور آسٹریلیا کے طریقۂ آبپاشی سے ملتا جلتا ہے۔ اہل عرب نے اپنی ریاست میں تمام چیزوں کی کاشت کی، مختلف قسم کے پودے سسلی اور اسپین بھیجا۔ یورپ کو بڑھاوا دیا، جس نے دھان، زعفران، بھنگ، زردآلو سنترہ، کھجور، خربوزہ، انار، عطر، نیلگوں اور زرد گلاب، چنبیلی، روئی اور گنا وغیرہ کی زراعت میں کافی ترقی کی۔ توپ کے بارود بھی سب سے پہلے عربوں ہی نے بنائے، جسے مجاہدین عرب تیرہویں صدی سے استعمال کر رہے ہیں۔

اہل عرب نے سکے بنانے کی جانب توجہ دی اور اس کی شکل و طریقہ میں کافی تبدیلی کی۔ درمیانی صدیوں میں شیشے کے برتن اور رنگ برنگ عربی چراغ کا بھی شہرہ ہوا۔ ملک شام سے بندوق کے کارخانوں تک منتقل ہوا جہاں شام ہی کی طرح ڈھلائی ہوئی۔ عرب اور اندلس والوں نے دمشقی تلوار کپڑے اور قیمتی دھات مثلاً سونا اور چاندی کو لکڑی، سیسہ یا پتھر میں ملانا شام والوں ہی سے سیکھا۔

AsliAhleSunnet.com

اسلامی شہر

اسلامی شہر سے ہماری مراد صرف مسلمانوں کے آباد کردہ شہر ہیں۔ فارس اور روم کے مفتوحہ شہر نہیں مراد ہیں۔ عراق، شام، مصر، افریقہ اور اندلس وغیرہ میں چند ایسے اسلامی شہر ہیں جنھیں بصرہ، بغداد اور قاہرہ جیسے عظیم شہر اب تک آباد ہیں۔ البتہ کچھ شہروں کے آثار مٹ چکے ہیں جن میں زہرہ اور اندلس بھی ہیں۔ ذیل میں ہم کچھ شہروں کا خاکہ مختصراً پیش کر رہے ہیں۔

بصرہ

بصرہ مسلمانوں کے آباد کردہ شہروں میں قدیم ترین شہر ہے۔ جو آج تک باقی ہے ۱۶ھ میں عتبہ بن غزوان نے اسے آباد کیا۔ ابتداء میں عربوں نے اپنا فوجی اڈہ ایسی جگہ قائم کیا جہاں سے مکہ تک پانی سپلائی کرنے کا انتظام نہیں تھا۔ بصرہ دریائے فرات کے مغربی حصے پر آباد ہے۔ جہاں سے مکہ تک ریت، پہاڑ اور صرف ریتیلی مٹی ہی پائی جاتی تھی، ان کے درمیان کوئی نہر نہیں تھی۔ ابتدا میں لکڑی کا پل بنائے مگر آتش زدگی کے ڈر سے پھر اینٹ کے بنا ڈالے، قبائل کی تعداد کے اعتبار سے شہروں کی حدبندی کردی گئی اور ہر دو شہر کے مابین ۶۰ ساٹھ ہاتھ کی چوڑی سڑک قائم کردی گئی اور دیگر سڑکوں کی چوڑائی ۲۰ ہاتھ اور عام گلیوں کی ۷ سات ہاتھ رکھی گئی اور ہر دو قبیلہ کے درمیان چراگاہ اور مقبرہ کے لئے خالی رقبہ چھوڑ دیا گیا۔ تجارتی مواقع کا لحاظ کرکے شام اور فارس کے درمیان عراق میں ایک کشادہ میدان چھوڑ دیا گیا۔ جہاں تیزی سے آبادی بڑھی اور خلافت بنو امیہ کے دور میں عراقیوں کا تجارتی اڈہ بن گیا۔ شہر بصرہ اسی زمانہ میں آباد ہوا، اور اس کی اسٹیٹ میں وسعت ہوئی، حتیٰ کہ خالد بن عبداللہ قسری کے دور حکومت میں اس کا رقبہ چھتیس میل مربع ہو گیا۔ دور عباسی میں باہر سے تاجروں کے آنے کی وجہ سے بصرہ کی مالی پوزیشن مستحکم ہو گئی۔ تجارتی سلسلہ مشرق میں ہندوستان، چین، مغربی ممالک اور جنوبی حبشہ تک پہونچ گیا۔ اسکے بندرگاہ میں کشتیاں لنگر انداز ہونے لگیں۔ مختلف قسم کے کپڑے اور عطر باہر سپلائی کیا جانے لگا۔

AsliAhleSunnet.com

بہت سے محلات، باغات، میدان اور حوض بنائے گئے۔ سیاح ابن حوقل کا بیان ہے کہ بصرہ اچھی مجلسیں، عمدہ مناظر، تعجب خیز میدان، لذیذ میوہ جات، کشادہ حوض و پارک اور نشیبی و بالائی راستوں کے لئے مشہور ہے [1]

فسطاط

فسطاط مصری خطوں میں مسلمانوں کا سب سے پہلا شہر ہے جسے ۲۰؁ھ میں عمرو بن عاص نے قاہرہ اور قدیم مصر کے مابین آباد کیا۔ یہاں پہلے عربوں کا فوجی اڈہ تھا۔ جب مسلمان قلعہ بابلیون فتح کرنے کے لئے آئے جو آج عیسائی خانقاہ کے نام سے مشہور ہے اور اسے فتح کر لیا تو اسکندریہ فتح کرنے کے لئے چلے، چنانچہ عمرو بن عاص نے فسطاط کو ڈھا دینے کا حکم دیا مگر لوگوں نے دیکھا کہ کچھ جنگلی کبوتریاں اس میں بچے دئے ہوئے ہیں، یہ خبر حضرت عمرو بن عاص کو دی گئی تو فرمایا کہ اس قلعہ کو چھوڑ دو اور وہاں کے بقیہ قبطیوں کو اس کی وصیت کر دی اور لشکر لے کر اسکندریہ روانہ ہو گئے اسے فتح کر کے واپس ہوئے دیکھا کہ فسطاط اپنی اصلی حالت پر قائم ہے اور اس میں پرندے بھی موجود ہیں۔

حضرت عمرو بن عاص اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس خیمہ میں اترے اور اسے اپنا فوجی کیمپ بنا لیا، اسی وقت سے اس جگہ کا نام فسطاط پڑ گیا۔ بعد میں دوسرے قبائل بھی اس کے متصل آباد ہو گئے اور لشکرگاہ کے لئے مکانات تعمیر کئے، حضرت عمرو بن عاص نے قلعہ کے شمالی شہر کی حد بندی کر کے اس کا نام فسطاط رکھ دیا اس میں تقریباً خطط نام کے بیس علاقے تھے، جماعتوں اور قبیلوں کے لحاظ سے چار اہم افراد کو وہاں کا سرپرست بنا دیا جو لوگوں کی نگرانی کیا کرتے، دن بدن فسطاط کا رقبہ بڑھتا گیا اور تعمیری ترقی ہوتی رہی، مسلمانوں کی قدامت کے لحاظ سے ان کی قوتیں بھی بڑھتی گئیں، بالآخر بہت سے اعتبار سے فسطاط بصرہ اور کوفہ سے آگے بڑھ گیا [2] لمبائی میں اس کا رقبہ دریائے نیل کے

---

[1] از تاریخ التمدن باختصار

[2] الخطط للمقریزی ج ۲

AsliAhleSunnet.com

کنارے سے تین میل ہے۔ مقریزی نے قاضی ابو عبد اللہ قضاعی کے واسطہ سے بیان کیا ہے کہ فسطاط میں چھتیس [۳۶] ہزار مسجدیں[۱] آٹھ ہزار سڑکیں، اور ایک ہزار سات سو حمام تھے، مقریزی نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ احمد بن طولون کے غلام فائق نے بیس ہزار دینار میں دو ماہ کے لئے ایک مکان لیا، مدت پوری ہوگئی تو فائق کے کانوں میں گریہ وزاری کی آواز آئی۔ لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ مکان بیچنے والے آہ وبکا کر رہے ہیں۔ فائق نے انھیں بلایا، پوچھا تو انھوں نے کہا، کہ ہم آپ کے پڑوس پر رو رہے ہیں، فائق نے تھوڑی دیر سر جھکائے رکھا پھر حکم دیا کہ دستاویز منگا کر ان کے حوالے کر دیا جائے اور انھیں قیمت بھی واپس کر دی جائے۔ فسطاط کے باشندوں کی آبادی بڑھی تو لوگ کئی منزلے کے مکانات تعمیر کرنے لگے، بعض مکانات سات منزلے کے بنائے گئے۔ مکانات اس قدر وسیع تر ہوتے گئے کہ ایک مکان میں دو سو نفر تک رہنے لگے اور بعض مکانات مثلاً خمارویہ کے دار الحرم کی تعمیر میں سات لاکھ دینار تک صرف ہوئے، ایک مکان اپنی شہرت وعظمت اور اس میں رہنے والوں کی مالداری کے اعتبار سے "عبد العزیز" کے نام سے مشہور ہوگیا، یہ قلعہ دریائے نیل کے کنارے آباد تھا۔ قلعہ کی وسعت اور باشندوں کی کثرت اور ان کی خوشحالی اور خوش عیشی کی دلیل یہ ہے کہ روزانہ دریائے نیل سے چار سو مشک بھرے جاتے، اس قلعہ والوں کی ایک خاص صفت یہ بھی تھی کہ ایک ہزار سے دس ہزار تک بستر رکھتے تھے۔

بغداد

بغداد عباسیوں کا دار السلطنت تھا جسے ۱۴۵ھ ہجری میں خلیفہ منصور نے دریائے دجلہ کے مغربی حصہ میں گردی شکل میں آباد کیا، اس کے مکانات بارہا مٹنے کے باوجود آج تک موجود

---

[۱] مقریزی نے مسجدوں اور سڑکوں کی جو تعداد بتلائی ہے اس میں بلاشبہ مبالغہ ہے۔ چھتیس ہزار مسجدوں کے بجائے اگر تین ہزار یا صرف ایک ہزار مسجدیں اور اسی مقدار میں سڑکیں رہی ہوں تو اس دور میں فسطاط کی عظمت اور کثرتِ آبادی پر روشن دلیل ہوں گی۔

AsliAhleSunnet.com

ہیں، خلیفہ منصور نے جانوروں اور غلاموں کے لئے اس کے گرد و نواح کچھ آبادی چھوڑ دی، جب خلیفہ مہدی کا دورِ خلافت آیا تو دریائے دجلہ کے مشرقی حصہ میں اپنا فوجی اڈہ بنالیا جو معسکر المہدی کے نام سے آج بھی موسوم ہے، پھر وہاں شرفاء قوم اور اہلِ ثروت منتقل ہو گئے، کافی مکانات تعمیر کئے پھر خلافت بھی وہیں منتقل ہو گئی۔

خلفاء کی تعمیرات اور باغیچوں میں اتنی وسعت ہوتی گئی کہ اس کا سلسلہ دریائے دجلہ تک پہنچ گیا اور اسی وقت سے مشرقی بغداد کو "رصافہ" اور مغربی بغداد کو "کرخ" کہا جانے لگا۔ مامون کے دورِ خلافت میں بغداد کی تعمیرِ نو اوج کمال تک پہنچ گئی۔ جس کا رقبہ سولہ[۱۶] ہزار ایکڑ (یعنی چونسٹھ[۶۴۰۰۰۰۰] لاکھ گز) تھا۔ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ بغداد میں کل چالیس شہر تھے (ممکن ہے خطیب بغدادی کی چالیس شہر سے چالیس ملی جلی بڑی بستیاں مراد ہوں) واللہ اعلم۔

مامون کے دورِ خلافت میں بغداد میں ساٹھ ہزار حمام تھے اور ہر حمام کی خدمت کے لئے کم از کم پانچ افراد (صفائی، نگرانی، سجاوٹ، چراغ روشن کرنا، اور پانی فراہم کرنا) متعین تھے، اس حساب سے کل تین لاکھ خدمت گذار ہوتے ہیں۔ خطیب بغدادی نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہر حمام کے مقابل میں پانچ مسجدیں تھیں لہٰذا مسجدوں کی مجموعی تعداد تین لاکھ ہو جاتی ہے اور ہر مسجد کے اگر پانچ مصلی رہے ہوں تو کل پندرہ لاکھ مصلی ہو جاتے ہیں۔ جرجی زیدان نے اپنی کتاب تاریخ التمدن الاسلامی جلد دوم میں مذکورہ تعداد نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ: یہ خطیب بغدادی سے منقول ہے مگر ہم یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ اس وقت کے حالات ایسے ہی رہے ہوں گے[۱] مگر یہ اس دور کے عجیب و غریب تمدن میں اس شہر کی عظمت کی دلیل ضرور ہے۔ اس کی تائید امام طبری کی روایت بھی کرتی ہے، جو ۲۵۵ھ میں بغداد میں

---

[۱] مصنف کو چاہیئے تھا کہ مساجد اور حمام کی تعداد تسلیم نہ کریں، میں اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہوں کہ خطیب بغدادی جیسے ذی عقل نے کیسے اسے تسلیم کر لیا جس میں اس قدر مبالغہ ہے کہ کوئی بھی صاحبِ عقل و فہم تسلیم نہیں کر سکتا۔

AsliAhleSunnet.com

برپا ہونے والے فتنے کے سلسلے میں وارد ہوتی ہے۔ کہ اس وقت ایک لاکھ عوام نے چھوٹی کشتیوں میں دونوں پل پار کئے تو ان لوگوں کی تعداد کتنی رہی ہوگی جو پل نہیں پار کر سکے۔ لہذا ہم اس زمانہ میں بغدادیوں کی تعداد پندرہ یا بیس لاکھ ہونے میں مبالغہ نہیں سمجھتے ہیں۔ پھر بغداد سے متصل اور دوسرے بڑے بڑے شہروں کی آبادیاں کس قدر کافی رہی ہوں گی۔ ابن حوقل نے چوتھی صدی ہجری میں بغداد کا مشاہدہ کرنے کے بعد کہا کہ: بغداد اور کوفہ کے درمیان ایسی ملی جلی آبادیاں ہیں۔ جن کے مابین دریائے فرات کی نہریں گذرتی ہیں [1]

قرطبہ

اندلس

۹۲ھ میں موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد کے ہاتھوں اندلس فتح ہوا۔ مجاہد اعظم طارق بن زیاد کے ساتھ تین سو اہل عرب اور دس ہزار بربر پہلی بار اندلس میں داخل ہوئے۔ پھر امویوں نے ملک شام سے چند قبائل روانہ کئے جنھیں اندلس والوں نے مخصوص مقامات میں پناہ دی۔ عرب مہاجرین اندلس کے باشندوں میں اس طرح گھل مل گئے، کہ وہ بھی قدوم میمنت کی سعادت سے قابل رشک ہو گئے۔ دو سال تک حکومت قحط سالی کا شکار رہی۔ مختلف امراض کے باعث بلاؤں سے دوچار ہو گئی۔ نصف سے زائد افراد لقمۂ اجل بن گئے۔ اندلس فتح ہونے کے بعد اہل عرب مختلف گوشوں میں مستقل طور پر وطن گیر ہو گئے۔

اسپینیوں نے عرب اور اپنے سابق غوطی حکام کے فیصلوں میں کوئی امتیاز نہیں قائم کیا، بلکہ فاتحین کی فیاضی، عدل و انصاف، قدیم باشندوں کے ساتھ حسن سلوک، ان کے وظیفہ کی تعیین اور سیادت میں ان کی ترجیح دیکھ کر ان عرب مہاجرین سے سچی محبت کی، ان کی تہذیب اور غوطیوں

---

[1] تاریخ التمدن الاسلامی۔

AsliAhleSunnet.com

کی بچھڑی ہوئی تہذیب میں نمایاں فرق تسلیم کیا۔ وہ فقر و فاقہ کے شکار تھے۔ مگر ایک صدی بھی نہیں گذرنے پائی تھی کہ شہروں میں ہریالی آگئی، زراعت میں کافی ترقی ہوئی، آبادی بڑھ گئی، شہروں کے تمام باشندے ایک دوسرے سے شیر و شکر ہو گئے اور قرطبہ جو اندلس کا دار السلطنت تھا، تعمیر و ترقی میں موجودہ دور کے یورپ ممالک کے دار السلطنت کے ہم پایہ ہو گیا۔ قرطبہ میں راتوں کو چراغ جلنے لگے پیدل چلنے والا چراغ کی روشنی میں تین فرسخ چلا جاتا مگر روشنی ختم نہیں ہوتی۔ کوڑا کرکٹ اور کیچڑ سے بچاؤ کے لئے گلیوں میں پتھر کے فرش بچھا دئے گئے۔ یہ دنیا کا پہلا شہر ہے جس کی گلیوں میں پتھر بچھائے گئے۔ قرطبہ علمی اور صنعتی مرکز بن گیا۔ جو روز افزوں ترقی پذیر رہا۔ ماضی میں اس کی آبادی دس لاکھ تھی جو بھی وہاں کا سفر کرتا وہ ضرور چند گھنٹے تفریح کرتا۔ نصاریٰ کی عظیم فتحیابی کے موقع پر مسلمانوں کے ہلال کے عوض صلیب کو قومی نشان بنا لیا گیا۔ "لیون" کہتا ہے کہ: ہلال ان شہروں پر قومی نشان کی حیثیت سے لہرا رہا تھا جو کافی مالدار اور خوبصورت تھے۔ جہاں کی آبادی نسبتاً زیادہ تھی اور صلیب شہر قرطبہ کی ان بستیوں کا قومی نشان تھا جو گمنام اور پریشان حال تھیں۔

آپ کو تعجب ہوگا کہ قرطبہ میں سولہ سو مسجدیں چھ سو حمّام دو لاکھ مکانات اور اسّی ہزار بالا خانے تھے جن میں قصر دمشق بھی تھا جسے بنی امیہ نے تختیوں اور کھمبوں سے نہایت ہی انوکھا بنایا تھا اور اس کے صحن اور آنگن میں کافی توسیع کر دی تھی اور اسے اپنا ذاتی محل بنا لیا تھا اس کے گرد و نواح تین ہزار بستیاں تھیں اور ہر بستی میں ایک منبر اور ایک فقیہ ہوا کرتا تھا۔ قرطبہ کے مشرقی حصے میں ایک سو ستر عورتیں خطِ کوفی میں مصاحف کی کتابت کرتی تھیں۔ یہ تو صرف ایک خط کی بات رہی بقیہ خطوں کا کیا حال رہا ہوگا۔ اس مسجد میں جو مسجد قرطبہ کے طرز پر بنائی گئی تھی ایک ہزار چار سو اٹھارہ کھمبے تھے جو گنجان جھاڑی لگتے تھے۔[1]

---

[1] الاسلام والحضارۃ العربیہ از محمد قرد علی۔

AsliAhleSunnet.com

مسجد قرطبہ مسجد قرطبہ وہاں کے عجائبات میں سے ہے لوگوں کا خیال ہے کہ اسلامی شہروں میں اس سے بڑی اور تعجب خیز کوئی دوسری تعمیر نہیں ہے، قرطبہ میں نصاریٰ کا گرجا تھا۔ مسلمانوں نے فتح کے موقع پر اس سے متصل مسجد بنائی جیسا کہ دمشق میں جامع مسجد اموی کی تعمیر کی۔ بعد میں آنے والی قوموں نے گرجا ختم کر کے اسے مسجد قرطبہ میں ملا دیا، اس مسجد کا منارہ سب سے تعجب خیز ہے، مؤرخین لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی مسجدوں میں اس پائے کا دوسرا منارہ نہیں ہے یہ ضخیم پتھروں سے بنایا گیا ہے جس کی لمبائی مؤذن کی جائے اذان تک چون[۵۴] ہاتھ اور آخری زمانہ کے اوپری حصہ تک تہتر[۷۳] ہاتھ ہے اور ہر جانب کی چوڑائی اٹھارہ ہاتھ ہے یہ مسجد مسلسل تجدید تعمیر سے وسیع ہوتی گئی حتیٰ کہ خلیفہ ناصر کے دور حکومت میں اس کی پیمائش دو سو پانچ ہاتھ ہو گئی پھر ان کے لڑکے حکم نے اس کی لمبائی میں ایک سو پانچ ہاتھ کا اضافہ کیا جس سے اس کی لمبائی تین سو تین ہاتھ ہو گئی۔ بعد میں ابن عامر نے اس کی چوڑائی میں اسّی ہاتھ کا اضافہ کیا جس سے چوڑائی دو سو پچاسی ہاتھ ہو گئی اس مسجد میں گیارہ محرابی در تھے۔ درمیانی در کی چوڑائی سولہ ہاتھ تھی اور بقیہ میں سے چھ کی چوڑائی گیارہ ہاتھ ابن ابی عامر نے آٹھ محرابی در کا اضافہ کیا جن میں ہر ایک کی چوڑائی دس ہاتھ تھی [۱]

اس کی چھت ایک ہزار دو سو ترانوے[۱۲۹۳] سنگ مرمر کے کھمبوں پر قائم کی گئی تھی۔ اس میں دو سو اسی[۲۸۰] فانوس تھے۔ مخصوص کوٹھری کے فانوس خالص چاندی کے تھے۔ وسط میں تانبے کا ایک تنور تھا۔ جس میں ایک ہزار چراغ رکھے جاتے تھے۔ تانبے کے بنے ہوئے نو[۹] کشادہ دروازے تھے مخصوص کمرے کا دروازہ سونے کا بنا ہوا تھا۔

---

[۱] صحیح بات ہے کہ مسجد کی چوڑائی گیارہ محرابی در پر مشتمل تھی، جن میں درمیانی در سب سے زیادہ کشادہ تھا اس کی چوڑائی سولہ[۱۶] ہاتھ تھی اور بقیہ کی چودہ[۱۴] ہاتھ۔ البتہ ہر ایک کی لمبائی بارہ ہاتھ تھی۔

یہاں بلاط سے مراد دو کھمبوں کے درمیان کا وہ قوس نما تعمیری حصہ ہے جو اوپری حصہ میں ہوتا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

محراب اور اس کے متصل کی دیوار میں سونے کی گٹیاں پڑی ہوئی تھیں۔ منارے کے اوپری حصہ میں تین سیب نما ہالے بنے ہوئے تھے۔ ہر ہالہ ساڑھے تین بالشت کا تھا جن میں دو سونے کے تھے اور ایک چاندی کا تھا۔ اور سیبوی ہالہ کے نیچے اور اوپر سوسن پھول کے انوکھے ہندسے بنے ہوئے تھے اور برج کے اوپر نیزے کے سرے پر ایک سونے کا چھوٹا سا انار بنا ہوا تھا اور منبر کے اندرونی حصے میں خلیفہ عثمان غنی کا مصحف رکھا ہوا تھا۔ اور اوپر موتی اور یاقوت سے مرصع سونے کا زیور تھا جس پر ریشم کے پردے تھے اور وہ مصحف سونے کی کیلیں لگی ہوئی ایک تازہ عود کی لکڑی کی کرسی پر رکھا ہوا تھا۔ مصنف نفح الطیب نے اس جامع مسجد کے اوصاف، اس کے تیل اور بتی کے اخراجات کے سلسلہ میں تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ معلومات کے لئے رجوع کریں۔

قرطبہ پر انگریزوں کے قبضہ کے بعد یہ مسجد گرجا میں تبدیل ہوگئی، پھر بھی اسلامی طرز تعمیر مشرقی نقوش اور اس کے عربی کتبے اب بھی باقی ہیں [2] اندلس کے باشندوں کے تعمیری کارنامے، ان کے مکانات، ہندسے اور مدینۃ الزہراء کی ندرت و یکتائی کا احصار مشکل ہے۔

مدینۃ الزہراء

مدینۃ الزہراء قرطبہ سے ۴ ⅔ میل کی دوری پر ہے جسے شاہ ناصر نے ۳۲۵ھ میں آباد کیا۔ اور اس کی تکمیل اس کے بیٹے حکم بن ناصر نے کی۔ اور اس کی تعمیر کا سلسلہ چالیس سال تک جاری رہا۔ اس محل کی حیثیت ایک بڑے شہر جیسی ہے جس کی لمبائی مشرق سے مغرب تک دو ہزار

---

[2] تاریخ التمدن الاسلامی جلد دوم

ہم نے اس شہر کی تہذیب و تمدن اور شاہی محل کے فن تعمیر کی جانب اشارہ کر دیا ہے۔ درحقیقت یہ جامع مسجد دنیا کے عجائبات میں سے شمار کی جاتی ہے یہ اور بات ہے کہ اس کا نقش و نگار غیر شرعی ہے کیونکہ شریعت مساجد کی ملمع سازی اور انھیں سونے اور چاندی سے مزین کرنا پسند نہیں کرتی ہے۔

AsliAhleSunnet.com

سات سو ہاتھ اور چوڑائی پندرہ سو ہاتھ ہے۔ اس میں کل چار ہزار تین سو کھمبے ہیں۔ بعض روم، افریقہ اور تیونس سے منگائے گئے ہیں اور بعض قسطنطنیہ سے ہدیہ میں ملے ہیں، جن میں کچھ سفید، سبز اور گلابی سنگ مرمر کے ہیں۔ مدینۃ الزہرا میں ایک عظیم الشان مسجد، چند شاہی محلات اور کچھ باغات ہیں، اور اس میں بہت سی جھیلیں ہیں، جن میں مختلف قسم کی مچھلیاں ہیں۔ اور سونے وغیرہ کی مختلف شکل کے منقش سنگ مرمر کی ٹنکیاں ہیں، جن میں ایک ٹنکی قسطنطنیہ سے منگائی گئی ہے، جس پر بہت سی انسانی تصویریں ہیں۔ اسے ناصر نے مشرقی دیوان میں رہائش گاہ کے قریب نصب کیا تھا جو "مؤنس" کے نام سے معروف تھی اور اس پر سُرخ سونے کے بارہ مجسمے بنائے گئے تھے، جو قیمتی اور بہترین موتیوں سے مزین تھے اور قرطبہ ہی کے کارخانے میں بنائے گئے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ناصر اپنے دور خلافت میں اس محل کی تعمیر میں ہر سال تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔ اس کی تعمیر میں دس ہزار مزدور اور ڈیڑھ ہزار چوپائے کام میں لائے گئے تھے اور ناصر نے شہر کے ٹیکسوں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا، ایک تہائی فوجیوں کے لئے، ایک تہائی ذخیرہ اندوزی کے لئے اور ایک تہائی محل کی تعمیر کے لئے موقوف تھا

ان دنوں اندلس کے ٹیکس کی آمدنی پانچ کروڑ چار لاکھ اسی ہزار دینار اور سات لاکھ پینسٹھ ہزار ستوق[۱] (ملمع کیا ہوا دینار) تھا۔

یہ شہر اندلس کی عظیم ترین تعمیرات میں سے ہے۔ وہاں کے مؤرخین خود اس کی گواہی دیتے ہیں کہ طلیطلہ، غرناطہ اور اشبیلیہ وغیرہ کی وادیاں ابتک قائم ہیں جن کی زیارت کے لئے ترقی یافتہ ممالک کے لوگ آتے ہیں ان کی ایجادات اور بہت سے مشرقی ساز و سامان نے مغرب میں ایسی چیزوں کی بنیاد ڈال دیں جن کی ان میں اہلیت نہیں تھی، ان کے علم اور دین کی نشر و اشاعت کی اور اسی علم کی روشنی میں اپنی زراعت و صنعت کو ڈھالا اور آج تک شہر

---

[۱] ستوق: تنور، قدوس اور تستوف کے وزن پر ہے اسکے معنی کھوٹے دینار کے ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

بلنسیہ کی وہ فصیلیں جن کی تعمیر ان لوگوں نے کی تھی ان کے تفوق اور برتری کی شاہد عدل ہیں۔
اسپین کے باشندے جلاوطن کردئے جانے کے بعد چار صدی سے زائد عربوں کی عجیب و غریب صنعتوں کی برکت سے زندگی گذار رہے ہیں۔ انھیں کی صنعت کی برکت ہے کہ تمام جزیروں میں پانی جاری ہے اور ہر طرح کی ہریالی و شادابی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اندلس کے تمام طبقے عقلی لذتوں سے محظوظ ہو رہے ہیں، اور اپنے آپ کو قابل فخر سمجھنے لگے ہیں۔ اپنے کارخانوں پر مالک اور معمار کا نام لکھنے لگے ہیں تاکہ بعد میں آنے والے لوگ دونوں کی تعریف کریں، آج تک اہل مغرب عربوں کے تعمیری فنون سیکھتے رہے، ان کے تعمیری نقوش، پائداری، عظمت، قصر حمراء اور غرناطہ کی جنۃ العریف کو تعجب بھری نگاہوں سے دیکھتے رہے جو عربوں کے پائدار نقوشِ شرافت ہیں۔
کچھ انگریز علماء کا خیال ہے کہ عرب تہذیب و تمدن کے دور میں اندلس کے اہل صنعت اور عمال کی تعداد چالیس ملیون یعنی (چار کروڑ) جبکہ آج اسپین کی آبادی صرف بائیس ملیون (دو لاکھ بیس ہزار) اور برتغال کی آبادی صرف چھ ملیون (ساٹھ ہزار) ہے۔[1]

اب تک جو کچھ آپ نے ملاحظہ فرمایا اس سے گذشتہ عرب مسلمانوں کی تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کے کچھ خاکے، تنزلی سے ترقی اور جہالت کی تاریکیوں سے علم کی روشنی تک پہونچنے کے حالات سے ضرور آگاہ ہو چکے ہوں گے۔ اہل عرب اپنے سنہری دور میں تمام امتوں پر فوقیت لے گئے۔ ان کا علمی جھنڈا زیادہ نہیں تو نصف عالم پر ضرور لہرانے لگا۔ تنزلی کا شکار ہونے اور جہالت میں مبتلا ہونے کے باوجود بھی دوسروں پر فائق رہے۔ جملہ علوم و فنون کی نشر و اشاعت اور ان کے انکشاف و ایجاد میں لگے رہے۔ جب کہ دوسری قوموں نے ان کی جانب توجہ نہیں دی اہل عرب خوب سمجھتے تھے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول ہمیں حصول علم ہی کا حکم دے رہی ہیں اور علم ہی کی بدولت ہمیں بلند درجات نصیب ہو سکتے ہیں۔ نمونہ کے طور پر یہ آیت آپ کے لئے

---

[1] الاسلام والحضارۃ العربیہ باحصار بر اور س ۲۵۳ تا ۲۵۸۔

AsliAhleSunnet.com

کافی ہے جو آپ پر سب سے پہلے نازل ہوئی : اقرأ باسم ربک الذی خلق ٭ خلق الانسان من علق ٭ اقرا وربك الاکرم ٭ الذی علم بالقلم ٭ علم الانسان مالم یعلم ٭ اے رسول اپنے رب کا نام پڑھ ، جس نے سب کچھ بنایا ہے ، انسان کو خدا نے بستہ خون سے پیدا کیا۔ اپنے رب کا نام پڑھا کر ، تیرا پروردگار بڑی حکمت والا ہے ، جس نے قلم کے ذریعہ لکھنا سکھایا ، انسان جو نہ جانتا تھا اس کو سکھایا ۔ [۱]

علم کے قابل فخر ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان "انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء" یعنی اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی اس سے ڈرتے ہیں ،، کافی ہے ۔ اہل عرب اپنی جد وجہد اور مصائب انگیزیوں کے باعث بلند رتبے پر فائز ہوئے ۔ آرام طلبی اور سستی و کاہلی کی جانب کبھی مائل نہ ہوئے ۔ متاخرین کی طرح صرف علم دین کی ترغیب ہی کو ضروری نہیں سمجھا بلکہ علم کے مفہوم میں بھی کافی وسعت دی ۔ دائرہ علم کو محدود قرار دینے کے بجائے تمام دینی اور عربی علوم کو عمومیت بخشی کیونکہ دائرۂ علم کسی مخصوص نوعیت میں محدود نہیں ہے بلکہ جملہ علوم وفنون کو شامل ہے ۔ عربوں کی تہذیب اور ان کے علوم کی وجہ سے مغرب کی علمی ترقی بھی علمائے اسلام کے تابع ہے ۔

" مونرو " کہتا ہے کہ : فن طب ، جراحت ، علم الادویہ ، علم نحو اور تشریح اعضاء کی ایجادات میں مسلمانوں کو خصوصی اہمیت حاصل ہے ۔ " مسٹر شامبون ،، کا قول ہے کہ : ہم علم وفن اور صنعت میں اپنی تہذیب کی ساری خوبیوں میں عرب قبائل کے تابع ہیں ۔ ہم فضائل میں ان شریف قبائل پر اپنے آپ کو فوقیت دیتے ہیں مگر ان کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ آٹھ صدی تک کمال انسانی کا نمونہ رہیں ، جس وقت ہم جہالت کا نمونہ تھے [۲] وہ انتہائی ترقی یافتہ تھیں ۔ اس دور

---

[۱] سورۃ العلق

[۲] مغرب کے بہت سے انصاف پسندوں نے علوم وفنون ، صنعات اور تہذیب وتمدن میں اسلاف کرام کی فوقیت کا اعتراف کیا ہے ۔ انشاء اللہ اس کا تذکرہ دوسرے حصہ میں آئے گا ۔

AsliAhleSunnet.com

میں بہت سے خلفاء اور سلاطین اہل علم کی ہمت افزائی کرتے، ان کی عزت کرتے اور ان سے اپنی قربت کا اظہار کرتے اور دائرۂ علم کی توسیع کے لئے تمام وسائل صرف کرتے۔ شرعی احکام نافذ کرتے اور مخلوق کے درمیان حدود قائم کرتے۔ البتہ فسق وفجور اور بے راہ روی ان میں ضرور پائی جاتیں کیونکہ یہ ایسی صفات ہیں جن سے امت کسی بھی زمانے میں محفوظ نہیں رہی، مگر اہل عرب ان اوصاف سے متصف ہونے کے باوجود کتاب اللہ اور سنت رسول کی اتباع کرتے تھے۔ کاش ان کی اولاد بھی جدوجہد ما حصول علم اور اس کی ترقی اور کشف وایجادات میں اپنے آباء واجداد کے رول ادا کرتے تو آج اہل یورپ ان پر فوقیت نہ لے جاتے اور ذلیل ورسوا کن مناظر انھیں دیکھنے میں نہ آتے۔ مسلمانو! کاش! ہم خواب غفلت سے بیدار ہو جاتے۔ جمود وتعطل اور تغافل کو بالائے طاق رکھ کر، دینی وعربی، جنگی، صنعتی، طبی اور جملہ علوم وفنون سیکھتے۔ کاش! ہمارے رؤساء وسلاطین دیگر علوم کی ترقی کے بجائے مذکورہ علوم وفنون کی ترقی کے لئے کوشاں رہتے۔ مفکرین وماہرین سے الفت ومحبت کرتے، اور ان کے لئے آرام وراحت اور علمی وسائل فراہم کرتے۔ ان کی کمی پوری کرتے اور عمدہ اور کارآمد نتائج پیدا کرتے۔ اے اللہ تو مسلمانوں کو دینی امور کی سمجھ دے۔ ان کے اندر اتحاد پیدا کر دے۔ ان کے علماء اور حکّام کے ذریعہ مومنین کی امیدوں کو پورا کر دے، اور اسلام اور مسلمانوں کی نصرت وحمایت فرما۔ آمین۔

AsliAhleSunnet.com

پانچواں مقدمہ

اسلام کی یہ خصوصیات آبِ زر سے لکھنے

اور

دل کی گہرائیوں میں رکھنے کے قابل ہیں

انھیں عبد الفتاح الامام نے اپنی کتاب "التفسیر العصری القدیم ج ۳" میں ذکر کیا ہے۔

۱۔ اسلام ہی ایسا دین ہے جو ہر میدان میں علم اور عقل کو ساتھ رکھتا ہے۔

۲۔ اسلام ہی ایسا دین ہے جو تہذیب و تمدن کا داعی ہے۔

۳۔ اسلام ہی ایسا دین ہے جو روحانیت اور مادیت کا حامل ہے۔

۴۔ اسلام ہی ایسا دین ہے جس کے حق میں متمدن دنیا کے فلاسفہ نے شہادت دی ہے۔

۵۔ اسلام ہی ایسا دین ہے جس کا تجربات سے ثابت کرنا آسان ہے۔

۶۔ اسلام ہی ایسا دین ہے جس کی بنیادی تعلیم تمام انبیاء و رسل اور آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ہے۔

۷۔ اسلام ہی ایسا دین ہے جو بنی نوع انسان کی تمام ضروریات زندگی کا جامع ہے۔

۸۔ اسلام ہی ایسا دین ہے جس میں آسانی اور لچک ہے۔

۹۔ اسلام ہی ایسا دین ہے جس کی شہادت علمی تجربات نے دی ہے۔

۱۰۔ اسلام ہی ایسا دین ہے جو ہر امت اور ہر زمانہ کے لئے مناسب ہے۔

۱۱۔ اسلام ہی ایسا دین ہے جس پر ہر حال میں عمل کرنا آسان ہے۔

۱۲۔ اسلام ہی ایسا دین ہے جو افراط و تفریط سے خالی ہے۔

AsliAhleSunnet.com

١٣ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس کی مقدس کتاب محفوظ ہے ۔

١٤ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس کی مقدس کتاب تمام بنی نوع انسان کیلئے سرچشمۂ ہدایت ہے ۔

١٥ - اسلام ہی ایسا دین ہے جو تمام مفید علوم کے حصول کی اجازت دیتا ہے ۔

١٦ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس سے موجودہ تہذیب مستفاد ہے ۔

١٧ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس میں موجودہ تہذیب کی خرابیوں کا صحیح علاج ہے ۔

١٨ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس کی تہذیب کے روح اور مادہ کی جامع ہونیکی شہادات تاریخ نے دی ہے ۔

١٩ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس سے دنیاوی امن و آشتی پوری ہو سکتی ہے ۔

٢٠ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس کا اثبات علمی تجزیہ سے آسان ہے ۔

٢١ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے تمام انسانوں کے مابین یکساں قانونی معاملات کا اعلان کیا ۔

٢٢ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے تمام طبقاتی امتیازات کو ختم کر دیا ۔

٢٣ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے سماجی انصاف قائم کیا ۔

٢٤ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس میں خلاف فطرت کوئی چیز نہیں ہے ۔

٢٥ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس میں حکام کو ظلم و تشدد سے روکتے ہوئے باہمی مشورے کا درس دیا ہے ۔

٢٦ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے دشمنوں کے ساتھ بھی انصاف قائم رکھنے کا سبق دیا ہے ۔

٢٧ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس کی بشارت آسمانی کتابوں میں موجود ہے ۔

٢٨ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے عورت کا خواہ وہ بیوی ہو یا بیٹی تحفظ کیا ۔

٢٩ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے گورے و کالے اور عربی و عجمی میں مساوات قائم کی ہے ۔

٣٠ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے تعلیم دین کی ترغیب دیتے ہوئے علم نافع کے چھپانے کو حرام قرار دیا ہے ۔

٣١ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے سیاسی حقوق ثابت کیا ہے ۔

٣٢ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے اپنے اوامر کو جدید طبی اکتشافات کے موافق رکھا ہے ۔

٣٣ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے غلاموں کو بہیمانہ سلوک سے بچاتے ہوئے حکام کو مساوات اور حریت کی ترغیب دی ہے ۔

AsliAhleSunnet.com

۳۴ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے عقل کی بالادستی اور اس کے فیصلہ کی اطاعت ثابت کیا ہے ۔

۳۵ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے فقراء کیلئے اغنیاء کے مال میں حصہ متعین کرکے دونوں کو بچایا ہے ۔

۳۶ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے فطرت اور حکمت خداوندی کے مطابق اخلاق کی سختی اور نرمی کے دونوں موقف کو ثابت کیا ہے ۔

۳۷ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے تمام مخلوقات کے ساتھ نرمی اور حسن سلوک کا حکم دیا ہے ۔

۳۸ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے فطری اصول کے مطابق شہری حقوق کے اصول سکھلائے ہیں ۔

۳۹ - اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے انسان کی صحت اور ثروت کی حفاظت کی ہے ۔

۴۰ - اسلام ہی ایسا دین ہے جو دل و دماغ اور اخلاق پر اثر انداز ہوا ہے ۔

AsliAhleSunnet.com

چھٹا مقدمہ

اس کتاب میں اسّی نامور مغربی علماء کی شہادتیں پیش کی گئی ہیں، جنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعتراف کیا ہے اور اس بات کی شہادت پیش کی ہے کہ آپ اللہ کی طرف سے تمام بنی نوع انسانی کے لئے رسول بناکر بھیجے گئے ہیں اور قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی ایسی نازل کردہ کتاب ہے جو دوسری تمام آسمانی کتابوں کی طرح تمام خوبیوں سے پُر ہے۔ اس میں عقائد و شریعت اور آداب و اخلاق کے ایسے اصول بتلائے گئے ہیں کہ کسی کو ان سے بڑھ کر دوسرے اصول کی طلب نہیں ہے، اور دین اسلام امن و سلامتی اور ہمیشگی کا دین ہے جس میں انسانیت کی تمام مشکلات کا حل موجود ہے۔ یہ دین نوع انسانی کی دنیوی اور اُخروی نجات کا ضامن ہے۔ کسی دوسری آسمانی شریعت یا انسانی قانون کا اس کے ہم پایہ ہونا ناممکن ہے چہ جائیکہ اس سے بڑھ کر ہو۔ جن مغربی علماء کی جانب میں نے اشارہ کیا ہے انھوں نے مذکورہ تمام حقائق کا اقرار کیا ہے مگر اپنے اسلام لانے کا اعلان نہیں کیا ہے ویسے حقیقتِ حال کا کامل علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

مغرب کے انصاف پسند دس مسیحی علماء، ادباء اور شعراء کی شہادتوں کا تذکرہ اور مزید دس اہم شخصیتوں کی شہادتوں کا بھی اضافہ کر دیا ہے۔ جنھوں نے اسلام کا صحیح مطالعہ کیا اور اس نتیجہ تک پہونچے کہ دین اسلام ہی یکتا اور برحق دین ہے۔ اور ہر صاحب عقل و فہم پر ضروری ہے کہ دین اسلام کو قبول کرلے اس لئے انھوں نے اپنے دین اسلام کا اعلان کیا ہے۔ اگر مؤلف دین اسلام اور سید الأنام صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت دینے والے مسلم اور غیر مسلم کا صحیح پتہ لگانا چاہیں تو ناممکن ہوگا اس لئے میں نے صرف سو ہی افراد کے تذکرے پر اکتفار کیا ہے تاکہ کتاب کی ضخامت بڑھ نہ جائے اور قارئین پڑھنے سے اکتا نہ جائیں کیونکہ تجربہ کی بات ہے کہ طبیعتیں فطری طور پر طویل کتابوں سے اکتا جاتی ہیں۔ اور مختصر کتابوں کی طرف راغب ہوجاتی ہیں اس لئے میں نے قارئین کے ذوق کی رعایت کرکے

AsliAhleSunnet.com

چند ہی افراد کا تذکرہ کیا ہے۔ اللہ سے امید ہے کہ اس سے تمام مخلوقات کو نفع پہونچائے گا۔

اگر کسی کے دل میں یہ بات کھٹکے کہ دین اسلام ایسے منتہائے کمال تک پہونچا ہوا ہے کہ جس کے بعد اور کوئی انتہا نہیں ہے اور ایسی خوبیوں سے بھرپور ہے جن کے تعارف کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام ادیان پر اس کے غلبہ اور سربلندی کی ضمانت لے لی ہے جیسا کہ فرمایا: ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کله و لو کرہ المشرکون [1] اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے کہ تمام دینوں پر غالب کرے گو مشرکین ناخوش ہوں "۔ لہذا غیر مسلم علماء جو دین اسلام کے قائل نہیں ہیں ان کی شہادتیں ذکر کر کے دین اسلام کے اعزاز کو بلند کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ تو اس شبہ کا ازالہ حسب ذیل طریقے سے کیا جا سکتا ہے۔

جواب!

۱۔ قرآن کریم سابقہ آسمانی کتابوں میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے تذکرے کی جانب یوں اشارہ کر رہا ہے: الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل الآیۃ [2]

"جو لوگ رسول نبی امی کی پیروی کرتے ہیں جن کی نشانی اپنے پاس تورات اور انجیل میں پاتے ہیں"۔ اس آیت میں دو باتوں کی طرف اشارہ ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ: یہود اور نصاریٰ پر حجت قائم کی جائے تاکہ اتباع نہ کرنے میں ان کے پاس کوئی عذر نہ رہ جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہود اور نصاریٰ کے علاوہ دوسروں کو بھی اس کا علم ہو جائے۔ کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا تذکرہ سابقہ آسمانی کتابوں میں ہو چکا ہے اس لئے اسے سن کر مشرک اور کافر بھی ایمان لے آئیں اور مومنین کے ایمان میں اضافہ ہو۔

---

[1] سورۃ الصف [2] سورۃ التوبہ

AsliAhleSunnet.com

۲ - اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر کیا ہے کہ یہود اپنی کتابوں میں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف پاکر آپ کو اپنی اولاد کی طرح پہچانتے ہیں اور یہ عدم ایمان کے سلسلہ میں ان پر حجت قائم کرنے لئے کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: الذین آتینا ھم الکتاب یعرفونه کما یعرفون ابناء ھم وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون الآیة [۱]

"جن لوگوں کو ہم نے کتاب عطا کی ہے وہ تو ان کو پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ ہاں ان میں کا ایک فریق دیدہ و دانستہ حق بات کو چھپاتا ہے۔

راجح یہی ہے کہ "یعرفونه" میں مفعول کی ضمیر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب راجع ہے [۲]

اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا: ولما جاء ھم کتاب من عند اللہ مصدق لما معھم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاء ھم ما عرفوا کفروا به فلعنة اللہ علی الکافرین [۳] اور جب اللہ کی جانب سے ان کے پاس ایک کتاب پہونچی جس کو پہچان چکے ہیں جو ان کے ساتھ والی کو مانتی ہے تو ان کے انکاری ہو گئے حالانکہ اس سے پہلے فتحیابی چاہا کرتے تھے۔ پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہو۔ ایک مقام پر اور فرمایا: الذین آتیناھم الکتاب من قبله ھم به یومنون واذا یتلی علیھم قالوا آمنا به انه الحق من ربنا انا کنا من قبله مسلمین [۴] یعنی جن لوگوں کو اس سے پہلے

---

[۱] سورۃ البقرہ [۲] کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ضمیر مفعول قبلہ اول بیت اللہ کی طرف لوٹتی ہے لہذا اس صورت میں بھی یہ آیت یہود کے خلاف حجت ہو جائے گی کیونکہ ان کی کتابوں میں پورے اوصاف کے ساتھ مذکور ہے کہ: ایک مدت تک بیت المقدس کے استقبال کے بعد پھر بیت اللہ کی طرف تحویل قبلہ ہو جائے گا" اور صحیح بات ہے کہ مسلمانوں نے ہجرت کے بعد سولہ ۱۶ یا سترہ ۱۷ ماہ تک بیت المقدس کو اپنا قبلہ بنایا۔ [۳] سورۃ البقرہ [۴] (اگلے صفحہ پر)

AsliAhleSunnet.com

کتاب دی ہے وہ اس پر ایمان لائے ہیں اور جب اس کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے کچھ شک نہیں کہ یہ ہمارے پروردگار کی طرف سے آیا ہے اور ہم اس سے پہلے ہی فرمانبردار تھے۔

۳۔ بہت سے علماء اسلاف اور محدثین کرام نے تورات اور انجیل کی بشارت اور انصاف پسند یہود کے اقوال کی روشنی میں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی صداقت پر شہادت دی ہے [۱]۔ مثلاً ابوسفیان اور بحیرہ راہب کے ساتھ ہرقل کا واقعہ اور شاہ حبشہ نجاشی کا قول جس وقت جعفر بن ابی طالب نے شان مسیح میں سورہ مریم کی ابتدائی آیتیں تلاوت کیں جن میں اشارہ ہے کہ قرآن اور انجیل دونوں ہی ایک طاقچے سے نکلے ہیں اور یہودی عالم عبداللہ بن سلام کا اسلام لانے کے بعد آپؐ کے حق میں شہادت دینا۔

اسی طرح سلمان فارسی کا واقعہ جس وقت دین حق کی تلاش میں اصفہان سے ملک شام روانہ ہوئے اور ایک راہب سے دوسرے راہب تک منتقل ہوئے حتی کہ تیسرے راہب نے مرتے وقت ان سے کہا: میں نہیں جانتا کہ کوئی شخص مسیحؑ کے دین برحق پر قائم ہے۔ ہاں سرزمین عرب سے ایک نبی کے آنے کا زمانہ قریب آگیا ہے پھر اس کی نشانی یہ بتلائی کہ ان کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ثبت ہوگی وہ صدقہ نہیں کھائے گا صرف ہدیہ لے گا۔ نخلستان کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان واقع ہونے والے شہر کی طرف ہجرت کرے گا۔ حضرت سلمان فارسی نے ہدیہ اور صدقہ کے سلسلہ

ص۱۴۶ کا بقیہ: یہ آیت اور دوسری آیت مثلاً: واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینھم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق،، اور اس قسم کی دوسری آیتوں کے بارے میں یہ کہنا مناسب ہے کہ نصاریٰ کی ایک مخصوص جماعت کے بارے میں ہے جس کا تذکرہ اس آیت میں ہے وان من اھل الکتاب لمن یؤمن باللہ وما انزل الیکم وما انزل الیھم خاشعین للہ لا یشترون بآیات اللہ ثمنا قلیلا،، کیونکہ بعض قرآن بعض کی تفسیر ہے۔ [۱] مثلاً "اظہار الحق از شیخ رحمت اللہ ہندی اور الجواب الصحیح" شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ہدایۃ الحیاری، حافظ ابن القیم"

AsliAhleSunnet.com

میں نبی کا امتحان لیا آپ نے ہدیہ لیا اور صدقہ چھوڑ دیا اور آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھ کر اسلام لے آئے۔

۴۔ جدید تصنیفات میں مسیحی وغیرہ انصاف پسندوں کے بہت سے کلام آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی صداقت پر شاہد ہیں کہ دین اسلام تمام ادیان سے بہتر ہے۔ وہی دین انسانی مشکلات کا حل پیش کر سکتا ہے۔

۵۔ ہم نے نبوت کی صداقت پر مخالفین اسلام کے کلام کو اس لئے نہیں پیش کیا ہے کہ ہم ان سے استدلال کرنے کے محتاج تھے، ہم محتاج کیوں کر ہو سکتے ہیں، دین اسلام اور صحت نبوت اظہر من الشمس ہیں، کور چشم انسان ہی پر مخفی ہو سکتے ہیں۔ ان سے استدلال کرنے کا مقصد صرف حجت قائم کرنا اور جدید وقدیم علماء کے دلائل اور براہین میں اضافہ کرنا ہے۔ ہم نے نبوت اور رسالت کی صحت پر جن کا تذکرہ کیا ہے، وہ اہل مغرب کے ہر اچھے اور برے، نفع بخش اور ضرر رساں خیال کو مناسب سمجھتے ہیں۔ اسلامی عقائد، دین شریعت، اخلاق نبوی اور قرآنی تعلیمات سے ہٹ کر من وعن اہل مغرب کے نقش قدم پر چلنے والے ممکن ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اپنی گمراہیوں اور اہل مغرب کی تقلیدات سے باز آجائیں۔ انھیں صحیح بصیرت حاصل ہو اور رسول اللہ علیہ وسلم کے رتبے اور دین قیم کے محاسن کو پہچان لیں اور ان پر عمل پیرا ہو جائیں۔

ان نصرانی علماء کے کلام سے استدلال کا مقصد ان لوگوں کے خلاف حجت قائم کرنا ہے جو اپنے کفر اور نبیؐ کی نبوت کے انکار پر اڑے ہوئے ہیں۔ چونکہ ان لوگوں نے محمدؐ کی رسالت عامہ کا اعتراف کیا ہے اور ان میں سے بہتوں نے طویل مطالعے اور آپ کی سیرت و اخلاق عقائد حقہ اور نفع بخش اور ممتاز شریعت کے بارے میں چھان بین کے بعد بہتوں نے اسلام قبول کیا ہے انھوں نے کسی دباؤ یا مجبوری سے ایسا نہیں کیا ہے بلکہ وہ اسلام سے الگ تھلگ ایک ماحول میں پیدا ہوئے بعض نصرانیت کے، اور بعض یہودیت کے، اور بعض الحاد کے ماننے والے تھے۔ یونیورسٹیوں میں تعلیم پائی اسلام اور رسید الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے معائب اور طعن و تشنیع

AsliAhleSunnet.com

سے بھری ہوئی گندی کتابیں پڑھیں، ان کے اخلاق و عادات اور طور و طریقے مسلمانوں کے اخلاق و عادات سے مختلف رہے مگر ان چیزوں کے باوجود اسلامی مطالعے اور اسلام اور رسول کی حقیقت پر بحث و مباحثہ کرنے کی وجہ سے دین اسلام کی صداقت، اس کے محاسن اور عظمتِ رسول کو پہچان لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے حق کا اقرار کرایا اور وہ اسلام، اس کے رسول اور اس کی لائی ہوئی کتاب کے قائل ہو گئے اور یہی صریح اقرار ان کے علم و فکر کی گہرائیوں اور ان کے اعلان حق کی جسارت اور تعصب و تنگ نظری سے ہٹ کر عدل و انصاف پر قائم رہنے پر دال ہے۔

اسی طرح ہمارے اغیار کا آپ کی نبوت و رسالت کی صداقت کا اعتراف کرنا منکرین نبوت کے خلاف حجت ہے اور آپ کی صحیح و سچی رسالت اور دین متین کا اعتراف کرنے کے باوجود آپ پر ایمان نہ لانے والے اور دین اسلام قبول نہ کرنے والے کے خلاف ٹھوس دلیل ہے۔

منکرینِ نبوت میں اکثر جہالت اور شکوک و شبہات، خواہشات و تقالید کی تاریکیوں میں مبتلا رہے، انھوں نے نہ اسلام کو سیکھا، نہ سمجھا اور سُنا بھی تو کاہنوں، راہبوں، گرجا کے رؤسا اور مبلغین سے، یا ظالم مستشرقین کی کتابوں سے معلومات حاصل کیں۔ اسلام اور اس کے رسول کی شان میں کذب بیانی ان کی خصلت ہے۔ ان کا ذکر اس انداز میں کرتے ہیں کہ طبیعتیں متنفر ہو جاتی ہیں، عقل و فہم اسے جائز نہیں قرار دے سکتے اور نہ جاہل یہود و نصاریٰ اس قسم کی غیر معقول معذرت پیش کرتے ہیں[۱]، مگر ایسا شخص کبھی بھی معذور نہیں ہو سکتا جو دین متین

---

[۱] انھوں نے نہ اسلامی تعلیمات سیکھیں اور نہ کسی نے انھیں حقیقت حال سے آگاہ ہی کیا۔ مگر یہ صورت قابل قبول نہیں ہے کیونکہ دین اسلام اور آپ کی رسالت کی اطلاع پانے والوں پر ضروری ہے کہ تحقیق کریں تاکہ خود حقیقت سے آشنا ہو سکیں۔ موجودہ دور میں بہت سی کتابیں، صحیفے اور مختلف زبانوں میں ان کی نشر و اشاعت ہو چکی ہیں اس واسطے اب کسی کے لئے عذر کی گنجائش نہیں ہے۔

AsliAhleSunnet.com

پر چند سال تبادلۂ خیالات کر چکا ہو اور اسے دین کی صحیح حقیقت کا علم حاصل ہو چکا ہو جو اس کے تمام شکوک و شبہات کو دور کر کے اسے اس لائق بنا سکے کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم، دین حنیف کا اعتراف کر سکے، مبلغین و مستشرقین کے الزامات کا دفعیہ کر سکے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبے اخلاق فاضلہ اور حقیقی دیانتداری کے سلسلہ میں منکرین اور دروغ بافی کرنے والوں کے نظریات کی تردید کرتے ہوئے کم از کم کوئی کتاب لکھ سکے مگر پھر بھی وہ باطل پرستی اور الحاد ولا دینیت کا شکار رہے۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے: "من یھدی اللہ فھو المھتد ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا"۔ یعنی جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دیدے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے گمراہ کر دے اس کا کوئی سچا ولی نہیں مل سکتا۔

۶۔ آپ کی نبوت و رسالت کی صداقت پر غیر مسلموں کے کلام پیش کرنا ٹھیک اسی کا مصداق ہے جو دور قدیم میں کہا گیا ہے کہ:

ومليحة شهدت لها اعداءها والحق ما شهدت به الاعداء

"وہ بہت سی ایسی اچھی باتیں ہیں جن کا ان کے دشمنوں نے بھی اعتراف کیا ہے اور حق اسی کا نام ہی ہے جس کا اقرار اس کے دشمنوں نے بھی کیا ہو۔"

واللہ من وراء القصد وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

(حصہ اوّل ختم ہوا)

AsliAhleSunnet.com

حصہ دوم

اہل انصاف کی شہادتیں

AsliAhleSunnet.com

منصفان مشرق و مغرب کی شہادتیں

موضوع کی تمہید اور دین اسلام کی توضیح کی خاطر مجوزہ مقدمات کی تکمیل کے بعد اب ہم اصل مقصد کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔

ہمارا مقصود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، دین حنیف اور قرآن کریم کی شان میں مشرق اور مغرب کے کچھ انصاف پسندوں کی شہادتیں پیش کرنا ہے۔ ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ بار الہا تو اسے اپنے لئے خالص بنالے اور عوام کے لئے نفع بخش ثابت کر دے، تو ہی ہمارے لئے کافی اور بہترین کارساز ہے۔

یہ روشن شہادتیں قارئین کرام کی خدمات میں اس لئے پیش کی جارہی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ محمد بن عبد اللہ، قرآن مجید اور پوری انسانیت کے پسندیدہ دین، دین اسلام پر ایمان میں اضافہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سیدنا محمد امین، آپ کے آل اور تمام اصحاب پر رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

۱۔ فرانسیسی وزیر دودیانوس DODAYANOS کہتا ہے کہ :

اسلام بہت سے ایسے ادیان کی مخالفت کے لئے آیا جن کی حقیقتیں مٹ چکی تھیں اس نے تمام قسم کے خرافات اور باطل عقائد سے نفوس انسانی کا تزکیہ کیا اور مسیح علیہ السلام کی بشریت میں مسیحیوں کے عقائد کی مخالفت کی اور ثابت کیا کہ مسیح بشر ہیں جو اپنے لئے بغیر اللہ کے حکم کے کسی بھی نفع و نقصان کے مالک نہیں۔

اسلام بلاشبہ انسانیت کی تکمیل کے لئے کافی ہے وہ وحدانیت کا سبق دیتا ہے۔ جو تناقص اور عقلی معارضے سے پاک ہے۔ وہ مساوات اور باہمی تعاون کا حکم دیتا ہے رہبانیت سے بے نیاز ہے۔ مسلمانوں کی تنزلی کا واحد سبب یہ ہے کہ انھوں نے اسلام کے

AsliAhleSunnet.com

اصول کو بھلا دیا اور غیر اسلامی طریقے اختیار کر لئے۔ ۱-۲

۲- مسٹر وامبری (ہنگری) Mr. WAGERY کہتا ہے کہ :

میرا عقیدہ ہے کہ مسلمانوں کے نظام اور دین اسلام ہی کی روح نے انھیں زندہ رکھا ہے اور وہی ان کے لئے امن وسلامتی کا ضامن ہے۔

۳- مشہور فرانسیسی شارل میزمر CHARLES MIZMER کہتا ہے کہ :

میں بغور مطالعہ کرنے کے بعد پورے وثوق کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ : اگر دین اسلام گمراہ کن مذاہب اور فرقہ وارانہ دور میں ایسے مقتدر مبلغین کو پالے جو نصرانی علماء سے باہمی مفاہمت اور مذاکرہ پر قادر ہوں تو سارے لوگ اسلام لے آئیں۔

۴- مشہور انشا پرداز فلسفی برنارڈ شاہ نے BERNARD SHAW کہا کہ :

عنقریب ایسا دن آئے گا کہ اہل مغرب اسلام کو قبول کریں گے۔ مکمل کئی صدیاں ایسی گذری ہیں جن میں اہل مغرب نے ایسی کتابیں لکھیں اور جرائد شائع کئے جو دین اسلام اور اس کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر افترا پردازیوں سے پُر تھے۔ مگر آج قرآن مجید اور دیگر اسلامی کتابوں کا یورپ کی زبانوں میں خصوصًا انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اہل مغرب اس حقیقت سے واقف ہو چکے ہیں کہ حقیقی اسلام وہ نہیں ہے جسے کتابوں اور جرائد و مجلات میں وہ پڑھتے اور سمجھتے آئے ہیں

برنارڈ شاہ نے یہ بھی کہا ہے کہ :

ایک دانشور طبعی طور پر اسلام کی طرف میلان رکھتا ہے، کیونکہ وہی ایسا منفرد دین ہے

لـه "ھدایة المرشدین"، شیخ علی محفوظ

لـه اس مستشرق کے کلام کا بغور مطالعہ کیجئے۔ کہتا ہے کہ : مسلمانوں کے تنزل کا واحد سبب اسلامی احکام سے ان کا اعراض اور صراط مستقیم سے ہٹنا ہے۔ اس کا یہ نظریہ اسلام سے کینہ رکھنے والے، اسلامی تعلیمات اور اس کی خوبیوں سے ناواقفیت رکھنے والے جہلاء کے اس نظریہ کے برعکس ہے کہ "دین اسلام ہی مسلمانوں کی ترقی سے مانع ہے"۔

AsliAhleSunnet.com

جو دین و دنیا[1] دونوں کے معاملات پر یکساں نظر رکھتا ہے۔

اور اسی کا یہ بھی قول ہے:

میرا خیال ہے کہ محمدؐ کی طرح کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہوگا کہ اگر پوری دنیا کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں آجائے تو فیصلہ میں اسے پوری کامیابی ہو، سارے جہان کو خیر کی طرف رہنمائی کرے اور سارے عالم کے مشکلات کا ایسا حل پیش کر سکے جو ان کی سلامتی اور کھوئی ہوئی سعادت کا ضامن ہو۔

نیز یہ بھی کہا ہے کہ:

میں نے ہمیشہ دین محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کو اس کی غیر معمولی سرگرمیوں کے باعث ایک اعلیٰ مقام پر رکھا ہے۔ درحقیقت وہ ایسا منفرد دین ہے جس میں مجھے زندگی کے مختلف طریقے ہضم کرنے کی صلاحیت نظر آرہی ہے۔ میری پیشین گوئی ہے کہ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کا دین آئندہ ضرور یورپ میں مقبول ہوگا اور سچ مچ آج وہاں اسلام کی مقبولیت ظاہر بھی ہوئی۔ "اقلیدوس" نے قرون وسطیٰ میں اسلام کا تاریک ترین نقشہ کھینچا ہے جس کا سبب اس کا مذموم تعصب یا ناپسندیدہ جہالت ہے

---

[1] اس انصاف پسند مستشرق کے کلام پر غور کیجئے تو حقیقت خود ہی آشکارا ہو جائے گی وہ کہتا ہے کہ: دین اسلام نے دینی اور دنیوی دونوں طرح کے احکام پیش کئے ہیں، دنیوی احکام معاملات، تجارت، شرکت، ازدواجی امور، جرائم، فیصلے، احکام، میراث اور ملکی و غیر ملکی حکام کی سیاست پر مشتمل ہیں۔ لہذا وہ مطلب پرست اور لادینیت کے شکار، دین کو سیاست سے جدا تصور کرنے والے کہاں ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ دین عبادات اور مساجد تک منحصر ہے۔ احکام و سیاست اور ملکی امور سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اس مستشرق کی طرح دوسرے بہت سے انصاف پسند مستشرقین اس بات کے قائل ہیں کہ دین اسلام نے تمام انسانی ضروریات پیش کردی ہیں۔ مگر کچھ ناسمجھ مسلمان اور سامراجیوں کے خوشہ چین دین اور سیاست کے مابین تضاد کی بات کرتے ہیں۔ مگر ایسے لوگ اپنے قول میں جھوٹے ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

اسی مستشرق نے لکھا ہے کہ :

درحقیقت وہ لوگ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور ان کے دین سے نفرت کی مشق کر رہے تھے۔ آپ کو مسیح کا دشمن سمجھتے تھے، مگر میں نے اپنے مطالعہ میں آپ کو بڑا ہی حیرت انگیز پایا۔ مجھے معلوم ہوا کہ آپ کو مسیح کی مخاصمت سے کوئی واسطہ ہی نہ تھا ضروری ہے کہ آپ کو انسانیت کا نجات دہندہ کہا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ ان کے جیسے اور کسی آدمی کے ہاتھ میں جدید دنیا کی زمام قیادت آجائے تو اس کی مشکلات کے حل میں اس طرح سے کامیاب ہو جائے گا۔ کہ دنیا سلامتی اور سعادت دونوں سے ہم کنار ہو جائے گی۔ اور درحقیقت انیسویں صدی میں اس حقیقت کو "کارلیل" اور "جون" جیسے مخلص مفکرین نے معلوم کر لیا ہے، اور اس طرح ان سے ہم کنار اسلام کے سلسلہ میں یورپ کے موقف کے اندر اچھی خاصی تبدیلی آچکی ہے [۱]

۵۔ مسٹر بیرک BURAKE نے انگریزی پارلیمنٹ کی بعض تقریروں میں کہا ہے کہ :

انسانی تاریخ نے دین اسلام کو کافی ٹھوس، معقول اور مہربان شریعت پایا ہے۔

۶۔ مشہور انگریز انشاء پرداز کارلیل CHARLES CARLAYLE کہتا ہے کہ :

محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کا جھوٹا ہونا ناممکن ہے ورنہ اتنا تعجب خیز دین ہرگز نہ پیش کر سکتے خدا کی قسم جھوٹے آدمی میں اتنی صلاحیت نہیں ہو سکتی کہ تعمیر کے ضروری وسائل سے ناواقف ہوتے ہوئے اینٹ کا کوئی گھر بنائے پھر وہ مضبوط بنیادوں والا اسلام جیسا عظیم الشان محل کیونکر تعمیر کر سکتا ہے جس کی عظمت وطاقت صدیوں سے برقرار ہے۔

نیز کتاب الابطال میں لکھتا ہے کہ :

اس دور کے ہر متمدن فرد پر یہ بات باعث عار ہو چکی ہے کہ اس قسم کے اتہامات کی نسبت اسلام اور اس کے رسول کی جانب کرے اور ہمارے لئے ضروری ہے کہ اس قسم کی شائع

---

[۱] المستشرقون والاسلام

AsliAhleSunnet.com

ہونے والی رسوا کن بیہودہ باتوں کی بھرپور مخالفت کریں۔ صحیح معنوں میں سچی رسالت وہی ہے جسے رسول کریم صلعم نے پیش کی جو تقریباً چار سو ملیون افراد کے لئے ہمیشہ روشن چراغ رہی [لے]

قرآن کریم کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ :

قرآن مجید ایسی کتاب ہے جو تمام شکوک و شبہات سے پاک ہے۔ سچے احساسات اور پاک نیتیں قرآن کے فضائل آشکارا کر رہی ہیں جو اوّل و آخر کی حیثیت رکھتی ہیں اور وہی تمام خوبیوں کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں، یہی وہ مقدس کتاب ہے جس کے بارے میں اس کے متعدد فضائل کی وجہ سے کہا گیا ہے کہ وفی ذلك فليتنافس المتنافسون یعنی رغبت کرنے والوں کو اسی میں رغبت کرنی چاہیئے [کے]

۷۔ انگریز مستشرق انشاء پرداز "جی ویلز" H. G. WELLS کہتا ہے کہ

محمد۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔ کی صداقت پر سب سے بڑی دلیل ان کے اہل و عیال اور اقربا کا ایمان لانا ہے جو ان کے راز سے واقف تھے اگر آپ کی صداقت میں شک کرتے ہوتے تو ہرگز ایمان نہ لاتے۔

۸۔ عظیم مؤرخ "گستاؤ لیبان*" نے قرآن کریم اور دعوت محمدیہ کے سلسلے میں کہا ہے کہ :

اس کتاب کریم کی جلالت اور عظمت شان کے لئے یہی کافی ہے کہ چودہ صدیاں گذر جانے کے باوجود اس کے اعجاز میں کوئی کمی نہیں آئی بلکہ اس کے اسلوب کی خوبیاں برابر تروتازہ رہیں گویا قرآن کا دورِ نزول اور عہد رسالت کا وجود ابھی کل کی بات ہے۔

اس نے یہ بھی کہا ہے کہ :

یورپی ممالک کو تہذیب و تمدن کا درس دینے والے اہل عرب ہی ہیں۔ میرا خیال ہے

[لے] یہ معینہ تعداد اس وقت تھی آج مسلمانوں کی تعداد سات سو ملیون (۷،۰۰۰،۰۰۰) سے بھی زیادہ بتائی جاتی ہے۔ بلکہ اب نو سو ملیون ہو گئی ہے۔

[کے] کتاب الابطال

* JOSEPH LOPON

AsliAhleSunnet.com

کہ اس مستشرق نے عرب کہہ کر تمام مسلمانوں کو مراد لیا ہے اس نے لفظ عرب اس لئے استعمال کیا ہے کہ خلفاء اور اکثر قائدین عرب ہی تھے۔ عربوں کو عظیم فتوحات، شاندار عزت اور پائیدار بزرگی اسلام اور قرآن وسنت کے احکام ہی کی بجاآوری سے حاصل ہوتی ہے۔ اور موجودہ دور کا مسلمان اپنے سلف صالحین کی عزت وشرافت اور ان کے کھوئے ہوئے وقار کو اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ دین اسلام کی مکمل پیروی نہ کرے اور اسے حاکم ومحکوم ہر ایک پر مکمل طور سے نافذ نہ کر دے۔

۹۔ فرانسیسی عالم "بلانیشیہ" PLANCHIAH کا خیال ہے کہ:

نوجوان محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ مؤرخین میں سب سے مشہور اور نمایاں شخص ہیں جنھوں نے بیک وقت تین عظیم کام انجام دئے۔

۱: قبائل کو صحیح طور سے زندگی گذارنے کا شعور عطا کیا۔

۲: شہنشاہیت۔ حکومت کا قیام۔

۳: دین اسلام کی بنیاد ڈالی۔

لیکن میں کہتا ہوں کہ دین کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے ڈالی۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام انبیاء ورسل دین کے اوامر ونواہی کو بندوں تک پہنچانے کے لئے واسطہ ہیں۔

نیز بلانیشہ کا یہ بھی خیال ہے کہ:

اسلام نے فکر جدید کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں پیدا کی ہے[۱]۔ درحقیقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے ایک کتاب پیش کر کے تمام بنی نوع انسان کو یہ چیلنج دیا ہے کہ اگر تمھیں اس کے منزل من اللہ ہونے

---

[۱] صحیح ہے کہ اسلام نے جدید ترقیاتی راہوں میں کسی طرح کی کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی ہے بلکہ قرآن اور رسول اکرم کی تعلیمات، اللہ کی نشانیوں میں غور وفکر اور تدبر کی ترغیب دیتی ہیں اور تمام علوم وفنون، ایجاداتِ نو مفید صنعت وحرفت اور وہ تمام چیزیں جو انسانیت کے لئے خیر وبرکت کا باعث ہوں ان پر ابھارتی ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

میں ذرا بھی شبہ ہو تو اس کی ایک سورت کی مانند تم بھی کوئی سورت لے آؤ۔ مگر سب اس سے عاجز رہے اور خائب و خاسر ہو کر بیٹھ گئے اور اس ٹھوس معجزہ کے سامنے منہ بنا کر رہ گئے [1]

۱۰۔ مشہور فرانسیسی شاعر "الفونس لامارتین ★" جو اہل مشرق سے غایت درجہ محبت رکھتا ہے اور اسلامی مشرقی علوم پر گہری نظر رکھتا ہے، کہتا ہے کہ:

درحقیقت حیات محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ جیسی زندگی ان کی فکر و تامل جیسی قوت، اپنی امت کے خرافات اور قبائل کی جہالت ختم کرنے کی جد و جہد، بت پرستوں سے ملنے پر ان کے دلوں میں آپ کا رعب و دبدبہ، فتح و نصرت پر آپ کا یقین کامل، اعلاء کلمۃ اللہ اور اسلامی عقائد کے ارکان کو دلوں میں ثابت کرنے کے لئے لشکر کی پاسبانی، اس بات کی دلیل ہیں کہ آپ دھوکہ باز نہیں تھے۔ اور نہ ہی باطل پرست تھے بلکہ آپ ایک فلسفی [2]، خطیب، پیغامبر، صاحب شریعت اور عقل انسانی

---

[1] المستشرقون والاسلام

★ ALPHONCE-LA-MARTINE

[2] لفظ فیلسوف فیلا اور سوف سے مرکب ہے۔ فیلا کا معنی محب اور سوف کے معنی حکمت ہے اس طرح سے فیلسوف کا معنی محب حکمت ہوتا ہے۔ فیلسوف کا اطلاق علوم عقلیہ میں درک کلی رکھنے والے پر ہوتا ہے۔ مگر اس مستشرق نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فیلسوف کا اطلاق اپنی اصطلاح کے اعتبار سے کیا ہے اور اس سے اس کا مقصود مدح ہے مگر ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فلسفی کہنا جائز نہیں سمجھتے کیونکہ فلاسفہ اس نبوت کے قائل نہیں ہیں جس کے تمام اہل ادیان قائل ہیں کہ نبی پر جبرئیل کے ذریعہ وحی کا نزول من جانب اللہ ہو یا اللہ بذات خود نبی سے کلام کرے جیسا کہ حضرت موسیٰ سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا تھا اور خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے گفتگو کی تھی بلکہ فلاسفہ کا خیال ہے کہ نبوت تزکیۂ نفس اور کسبی قوتوں سے حاصل ہوتی ہے، اسی طرح فلاسفہ حشر و نشر، خدا کے جزئیات کے علم اور حدوث عالم کے منکر ہیں، یہ فلاسفہ اللہ کے وجود کے قائل ہیں ان کے ماسوا دوسرے تمام فلاسفہ نبوت اور بعثت ہی کے نہیں بلکہ خالق تک کے منکر ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

کے راہبر تھے اور ایسے معقول عقائد کے ناشر تھے جو ذہن و عقل کے موافق ہیں اور ایسے دین کے بانی تھے جس میں فریب، صورت پرستی اور جھاڑ پھونک نہیں تھا اور روئے زمین پر بیس[۱] سلطنتیں قائم کرنے والے تھے اور روحانی اعتبار سے آسمانی حکومت کے فاتح تھے۔ پھر بتلایئے کہ کون سا ایسا شخص ہے جسے آپ جیسی انسانی عظمت حاصل ہوئی ہو اور کون ایسا متنفس ہے جو آپ کے درجہ کمال تک پہونچا ہو۔

۱۱۔ چند سال قبل بلجیکا کے شہر "انفرس" میں منشیات کے خلاف انیسویں کانفرنس نے دعوت محمدیہ کی صداقت اور شراب حرام قرار دینے میں اسلام کی حکمت کا اعتراف کیا[۲] چنانچہ بین الاقوامی کانفرنس کے ایک ممبر نے کھڑے ہو کر کہا۔

جزیرہ آئیلینڈ بڑا ہی ٹھنڈا ملک ہے وہاں کے باشندے شراب نوشی سے ٹھنڈک کو ختم کرتے تھے اس وجہ سے ان میں اموات بکثرت ہونے لگیں، جس سے ذمہ دار لوگ پریشان ہو گئے، اس کے اسباب و علل جاننے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو اس نتیجہ پر پہونچی کہ اموات کی کثرت کا

۱؎ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو حکومتیں بھی نہیں قائم کی ہیں چہ جائیکہ بیس حکومتیں قائم کریں اور آپ نے اس کا حکم بھی نہیں دیا ہے اور نہ ہی اس کے قائل تھے۔ آپ کا مقصد تو صرف یہ تھا، کہ مسلمان ایک کلمہ کے جھنڈے تلے آجائیں اور ایک خلیفہ کے ماتحت ہوں، حکومتوں کا تعدد اس انتشار سے پیدا ہوا ہے جو ممنوع ہے۔

۲؎ موجودہ دور میں بیشتر ممالک میں شراب اور نشہ آور چیزوں کے مضرات کے خلاف بیشتر کانفرنسیں منعقد ہوتی رہتی ہیں جو صرف مسلمانوں ہی کی نہیں ہوتیں بلکہ اہل مشرق و مغرب کی مشترکہ کانفرنسیں ہوتی ہیں جیسا کہ شراب و منشیات حتی کہ سگریٹ نوشی کے مضرات کو بھی بہت سی کتابیں واضح کرتی ہیں، یہ کانفرنسیں اور انسدادی کوششیں شراب اور منشیات کی حرمت میں دین اسلام کی مؤید ہیں، درحقیقت ان کی حرمت میں اسلام کی حکمت کا اعتراف غیروں نے بھی کیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ دین الاسلام۔

AsliAhleSunnet.com

واحد سبب یہ ہے کہ قوم نے شراب نوشی سے اپنے جسم کی گرمی کو ختم کر دیا ہے جس سے موت جلد آجاتی ہے۔ یہی خیال بعض مستشرقین اور مغربی علماء کا بھی ہے جو دعوت محمدیہ کے ہر طرح سے موید ہیں۔ بخدا اسلام کی یہ بہت بڑی نصرت ہے جس کا تذکرہ اس پر سالہا سال گذرنے کے بعد بھی فخر سے کیا جاسکتا ہے [1]

۱۲۔ برطانوی دائرۃ المعارف نے گیارہویں طباعت میں لکھا ہے کہ: محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی شخصیت تمام دینی شخصیتوں میں سب سے اہم اور کامیاب شخصیت تھی۔ آپ کا ظہور ایسے وقت میں ہوا جب کہ پوری عرب دنیا قعر مذلت میں جاگری تھی اور اہل عرب دینی تعلیمات، تمدنی و سیاسی اور معاشرتی اصول وضوابط سے نابلد تھے۔ ان کے یہاں کوئی قابل فخر علم وفن نہیں تھا۔ وہ خارجی دنیا سے بالکل کٹے ہوئے تھے، ان میں کوئی رابطہ نہیں تھا، ہر قبیلہ کی ایک مستقل حیثیت تھی جو ایک دوسرے سے برسر پیکار رہتا تھا۔ یہودیت انھیں راہ راست پر لانے سے عاجز رہی اور مسیحیت بھی ان سے تھک ہار کر بیٹھ گئی، جس طرح ان سے پہلے کی تمام اصلاحی کوششیں بیکار ثابت ہوئیں، مگر نبی محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہادی عالم نے نبوت سے سرفراز ہوتے ہی چند سالوں میں جزیرۂ عرب کے تمام غلط حرکات قلع قمع کر دئے۔ انھیں بت پرستی سے توحید پر لاکھڑا کر دیا اور عرب کے غیر متمدن نسل کو رشد وہدایت سے آشنا کر دیا۔ وہ ہدایت کے روشن مینار ثابت ہوئے جو ابھی تک بت پرستی اور بغاوت کے علم بردار تھے۔ وہ روئے زمین پر پھیل گئے اور حق کی آواز کو بلند کرنے میں مصروف ہوگئے اور کما حقہٗ اللہ کی عبادت کر کے عابد وزاہد پر بھی فوقیت لے گئے۔ اور مسلمان روحانی ترقی اور اقتصادی اور خوشحالی کی بلندی پر پہونچ گئے۔ اور اسلامی علوم سے اس طرح مزین ہو گئے کہ اس کی خیر وبرکت اس وقت کی پوری دنیا میں پھیل گئی، اور اس کی روشنی سے جہالت کی تمام تاریکیاں چھٹ گئیں اور تعجب خیز بات یہ ہے کہ یہ تمام تبدیلیاں صرف بیس سال کی مدت میں ہوئیں کیونکہ دینی تعلیمات

---

[1] المستشرقون والاسلام۔

AsliAhleSunnet.com

کا اپنانا ہر ناحیہ سے آسان تھا اور یہ تمام اخلاقی و معاشرتی امراض کے حق میں سود مند فیصلہ تھا۔ ماہر ڈاکٹر وہ نہیں ہے جو اوّلیت کا دعویٰ کرے بلکہ وہ ماہر ڈاکٹر ہے جو نازک حالات میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو شفا ر سے ہمکنار کرے۔ ایسے ہی کامیاب مصلح وہ ہے جو دنیا کی اصلاح و سدھار کے لئے تیار ہو پھر انھیں صراط مستقیم پر لا کھڑا کرے، یہی وجہ ہے جس نے مصلحین اور رہنماؤں پر نبی اُمّیؐ کو مفکرین کی نگاہوں میں سر بلند کر رکھا ہے۔

اس کے بعد دائرۃ المعارف نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان خصوصیات کا تذکرہ کیا ہے جن کی وجہ سے وہ انبیاء و رسل پر فضیلت رکھتے ہیں، وہ اس طرح ہیں۔

۱: آپ پوری دنیائے انسانیت کی جانب رسول بنا کر مبعوث کئے گئے جب کہ دوسرے تمام رسول کسی مخصوص قوم اور علاقہ کے لئے ہوتے تھے اسی لئے ان رسولوں پر نازل شدہ آسمانی کتابیں بھی ایک مخصوص قبیلہ کے لئے ہوا کرتی تھیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پوری دنیا کے لئے تھی [۱]

۲۔ تمام سابقہ رسالتوں کا مقصد انسان کی متعدد خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت کو بلند کرنا تھا ہر نبی کسی مخصوص صفت میں نمایاں حیثیت رکھتا تھا لیکن آپ جملہ صفات میں امتیازی شان رکھتے تھے۔ آپ تمام انسانوں کو بلند اخلاق کی تعلیم دینے کے لئے مبعوث فرمائے گئے تھے، آپ دراصل

---

[۱] دلیل: تبارك الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔

ترجمہ: خدا کی ذات بڑی برکت والی ہے۔ جس نے اپنے بندے پر قرآن اتارا تاکہ دنیا کے لوگوں کو (عذاب الٰہی سے) ڈرائے۔ الفرقان ۱

- قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی له ملك السمٰوات والارض۔

ترجمہ: تو کہہ دے کہ اے لوگو! تم سب کی طرف میں اللہ کا رسول (ہو کر) آیا ہوں جس کی حکومت تمام آسمانوں اور زمینوں پر ہے۔ اعراف ۱۵۸

- وما ارسلناك الا رحمة للعالمین۔

ترجمہ: ہم نے تجھ کو اے رسول تمام لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ انبیاء ۱۰۷

AsliAhleSunnet.com

انسان کامل کے لئے بے مثال نمونہ تھے۔

۲: آپ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ آپ نے عالمی صلح و آشتی کی بنیاد رکھی۔ آپ نے ایسی بنیاد نہیں رکھی جس میں تمام افراد حسب منشاء ایک دوسرے سے الگ ہو کر زندگی گذاریں بلکہ انھیں اس بات کی تعلیم دی کہ وہ ایک دوسرے سے سر جوڑ کر سلامتی کی زندگی بسر کریں۔ آپ روئے زمین پر سب سے اعظم تھے مگر اس کے باوجود بڑے ہی خاکسار، منکسر المزاج اور عام انسانوں کی طرح ایک انسانی حیثیت کے مالک تھے۔ سچ ہے: "قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ" [۱] یعنی اے محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہدو کہ میں تمھاری طرح ایک بشر ہوں، مجھ پر اللہ کی طرف سے وحی کی جاتی ہے۔

آپ اپنے آپ کو معاشرہ کا ایک فرد سمجھتے تھے۔ عام انسانوں کی طرح آپ بھی حقوق اور واجبات رکھتے تھے۔ معاشرہ کے تمام افراد کے حقوق یکساں اور واجبات مساوی تھے۔ چھوٹے و بڑے، مرد و عورت اور عربی و عجمی میں کوئی امتیاز نہیں تھا۔ دراصل اسلامی عدالت کا یہی مفہوم بھی ہے [۲]

۱۳۔ روسی فلسفی "تالستائی" TOLSTOY کا خیال ہے کہ:

محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کے مذہب کا خلاصہ لاالٰہ الا اللہ ہے اس لئے ان کے مذہب میں متعدد خداؤں کی عبادت جائز نہیں۔ فی الواقع اللہ ہی مہربان اور انصاف پسند ہے۔ انسان کا انجام اس کے اپنے کرتوت پر موقوف ہے۔ اس لئے جب انسان اللہ کی شریعت اور اس کے اوامر و نواہی پر عمل کرتا ہے تو وہ دنیاوی زندگی میں مکمل طور سے کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے اور وہ آخرت میں بھی بہترین بدلہ پائے گا۔ اس دنیا کی ہر چیز فانی ہے، صرف خدا کی ذات کو بقا اور دوام حاصل ہے۔ اللہ پر ایمان اور اس کے وصایا کی تکمیل کے بغیر کوئی انسانی زندگی

---

۱ سورۃ الکہف ۲ الاسلام والمستشرقون

AsliAhleSunnet.com

حقیقی زندگی نہیں بن سکتی ۔ اللہ تعالیٰ تمام بنی نوع انسانی کو اپنی محبت اور تمام انسانوں سے محبت کا حکم دیتا ہے ۔ اللہ کی محبت کا اظہار نماز سے ہوتا ہے [1] اور لوگوں کی محبت کا اظہار ایک دوسرے کی خوشی اور غم میں شرکت ، باہمی امداد اور آپس کے عفو و کرم سے ہوتا ہے ۔

جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو ایسے تمام امور سے دور رکھیں جو دنیاوی لذتوں اور نفسانی خواہشات کو برانگیختہ کرتے ہوں ، اور ان پر واجب ہے کہ جسم پروری اور اس کی پرستش سے احتراز کریں بلکہ روح اور جسم دونوں کا احترام کریں ۔ محمد ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ نے کبھی بھی اپنے بارے میں یہ نہیں کہا کہ وہی تنہا اللہ کے نبی ہیں بلکہ انھوں نے موسیٰ اور عیسیٰ ۔ علیہما السلام ۔ کی نبوت کو بھی تسلیم کیا ہے [2]

---

[1] اللہ کی محبت کا اظہار صرف نماز ہی سے نہیں ہوتا ہے بلکہ حسب استطاعت اللہ کے جملہ اوامر کی بجا آوری اور نواہی کے ترک کرنے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے بھی ہوتا ہے ۔ فرمان باری ہے : قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ " یعنی اے محمد ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کہدو کہ اگر تمھیں اللہ سے محبت ہے تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا ۔

[2] دین اسلام نے صرف مادیت یا خالص روحانیت پر نہیں زور دیا ہے بلکہ ایسی چیزوں کا حکم دیا ہے جن سے ان دونوں کی اصلاح ہو سکے اور انھیں مفید و کار آمد بنایا جا سکے ، کسی شاعر نے اس کا نقشہ بہترین انداز میں کھینچا ہے :

یا خادم الجسم کم تسعی لخدمته　　أتطلب الربح مما فیه خسران

اے جسم کے خدمت گذار تو اس کی خدمت کے لئے کتنا کوشاں رہتا ہے کیا تجھے ایسی چیزوں سے نفع کی امید ہے جن میں صرف خسارہ ہے ۔

اقبل علی النفس واستکمل فضائلها　　فانت بالنفس لا بالجسم انسان

تو اصلاح نفس کی جانب توجہ دے اور اس کو فضائل سے بھر دے ۔ کیونکہ تمھارا وجود نفس سے ہے جسم سے نہیں ہے ۔

AsliAhleSunnet.com

روسی فلسفی یہ بھی کہتا ہے کہ :

یہود و نصاریٰ کو اپنا دین چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جاتا ہے، حالانکہ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی دعوت کی مدت میں آپ کو دیگر مذاہب والوں کی طرف سے بہت سی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا جیسا کہ آپ سے پہلے ہر نبی برحق کے ساتھ ہوا ہے، لیکن لوگوں کی زیادتیاں آپ کے ارادے کو پھیر نہیں سکیں۔ بلکہ آپ اپنی دعوت پر پوری قوت اور ایمان و یقین کے ساتھ قائم و دائم رہے جس کی مثال دینے سے تاریخ قاصر ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ محمد۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔ ان بڑے مصلحین میں سے تھے [۱] جنھوں نے معاشرہ کی اہم خدمات انجام دیں۔ آپ کے فخر کے لئے یہی کافی ہے کہ کروڑوں انسانوں کو راہ حق اور امن و سلامتی کی جانب رہنمائی کی اور انسانیت کے لئے عالمی روحانی زندگی گذارنے کے طریقے واضح کئے اور یہ ایسا کردار ہے جسے وہی شخص انجام دے سکتا ہے جس پر الہام کیا گیا ہو یا غیبی قوت و امداد اس کے شامل حال ہو [۲]

۱۴۔ انگریز سیاح "ولیم مویر" WILLIAM MUIR اپنی کتاب حیات محمد میں لکھتا ہے :

ہمارے لئے محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی سیرت کی اتباع اور اس کا احترام مناسب ہے۔ آپ اپنے متبعین سے ہمیشہ نرمی اور احترام سے پیش آتے۔ آپ تواضع و خاکساری، انسانی رافت و محبت، عاجزی و انکساری اور سخاوت و بھائی چارگی کا سرچشمہ تھے اس لئے ہر ایک آپ کو محبوب

---

[۱] بلکہ آپ بہت بڑے مصلح تھے۔ مؤرخ کا یہ قول اپنے عقیدہ کی بنیاد پر ہے ورنہ اصلاح امت اور آپ کی عظمت و بزرگی میں کوئی بھی فرد بشر آپ کے مساوی نہیں ہو سکتا اور نہ ہی آپ کے طریقے کی پوری پابندی کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو خاتم الانبیاء والمرسلین کے لقب سے نوازا گیا اور آپ کی شریعت تمام سابقہ شریعتوں کے لئے ناسخ قرار دی گئی ہے۔

[۲] المستشرقون والاسلام۔

AsliAhleSunnet.com

سمجھتا تھا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضؓ نے فرمایا: آپ پردہ نشین دوشیزہ عورتوں سے بھی زیادہ باحیا تھے آپ سے اگر کوئی شخص تکلیف دہ بات کہتا تو بجائے خفا ہونے کے اسے سن کر آپ کا چہرہ دمک اٹھتا تھا۔ آپ نے جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ اور کسی مقام پر دوسرے کو تکلیف نہیں پہونچائی۔

آپ میں اس سے بھی بڑی خوبی یہ تھی کہ حقیر شخص کی دعوت بھی قبول کرنے سے کبھی انکار نہیں کیا یا کسی کا معمولی ہدیہ بھی کبھی رد نہیں فرمایا اور کبھی بھی کسی صحابی کے سامنے گھٹنے کھڑا کر کے تکبر سے نہیں بیٹھے۔ یہ ایسی نادر خصلت ہے جسے ہر فرد پسند کرتا ہے۔ آپ اولاد کھو دینے والی عورتوں، مصیبت زدوں اور یتیموں پر اظہار غم فرماتے جیسا کہ آپ کا معمول تھا کہ یتیم بچوں کے ساتھ ہمیشہ نرمی و مہربانی کا سلوک کرتے۔ آپ تنگدستی اور مفلسی کی حالت میں بھی اپنے کھانوں میں دوسروں کو شریک کرتے، اور اپنے انصار و متبعین کے لئے ہر طرح سے آرام و راحت کا اہتمام کرتے۔ آپ بڑے ہی صادق و مصدوق تھے جیسا کہ آپ مقدمات کے فیصلوں میں ہمیشہ انصاف اور رحم دلی کا ثبوت دیتے تھے، دشمنوں کو بھی کبھی اس کی شکایت نہیں ہوئی۔ مشرکین مکہ کو بھی آپ نے درگذر فرما دیا [۱] جو مذاق واستہزا، اور توہین و زیادتی کے ساتھ آپ سے پیش آتے۔ یہ تمام انسانی خصلتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ آپ دین الٰہی کے موسس تھے، آپ کو دنیاوی جاہ و حشم کی خواہش نہ تھی [۲]

---

[۱] جس وقت مکہ فتح ہوا اور قریش حرم میں جمع ہوئے تو آپ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "ماظنکم انی فاعل بکم"! تمہارا کیا خیال ہے، میں تمہارے ساتھ کیسا سلوک کروں گا؟ قریش نے جواب دیا: "خیراً اخ کریم وابن اخ کریم"۔ آپ مہربان بھائی اور مہربان بھائی کے صاحبزادے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اذھبوا انتم الطلقاء۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔

[۲] المستشرقون والاسلام۔

AsliAhleSunnet.com

۱۵ - ہندوستانی عالم " د - ت - ل فسوانی " VAASWANI کہتا ہے کہ :

میں نے محمد - صلے اللہ علیہ وسلم - کے بارے میں غور کیا تو اس عظیم شخصیت کے بارے میں حیرت ہوئی کہ اس کی پرورش و پرداخت ایسی قوم میں ہوئی جس کے نظام درہم برہم تھے - ان کے اخلاق گندے تھے وہ پتھروں کی پرستش کرتے تھے - یہ محمد - صلی اللہ علیہ وسلم - ہیں جو تنہا بڑی بہادری کے ساتھ قتل کی دھمکیوں کے باوجود نڈر ہو کر ان میں ڈٹے رہے - بتلائیے اُن کو یہ قوت کس نے عطا کی ؟ ایسا لگتا ہے کہ وہ کسی کہانی کے ہیرو تھے ، اور جب ان کے کلام پر دھیان دیجئے تو دنگ رہ جائیے کہ ان میں یہ جادو بیانی کہاں سے آئی ؟ ان کے اخلاق پر غور کیجئے کہ انھوں نے کس طرح شرفا ، قوم اور مفلوک الحال میں اخوت و محبت پیدا کر دی جس سے وہ باہم شیر وشکر ہو گئے - ہم ہندوستان میں آج تک چھوت چھات اور بھید بھاؤ پر لڑ رہے ہیں اور پسماندہ قوموں کو عبادت خانوں میں داخل ہونے کی اجازت دینے سے مجبور رہیں - محمد - صلی اللہ علیہ وسلم - کو اتنی قیمتی زندگی گذارنے کی قوت کہاں سے عطا ہوئی ؟ ہندوستان آج تک شراب نوشی میں مبتلا ہے اور محمد - صلی اللہ علیہ وسلم - کے بارے میں آسمانی مقدس کتاب[1] کا خیال ہے کہ جب آپ نے شراب سے قطع تعلق[2] کا حکم دیا اور فرمایا کہ : ہر شراب نشہ آور ہوتی

---

[1] محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر صرف ایک کتاب یعنی قرآن مجید نازل ہوئی ۔ گذشتہ مقدس کتابوں میں صراحتاً شراب کی حرمت موجود نہیں ہے - انجیل میں شراب نوشی ترک کرنے پر تعریف کی گئی ہے - لہذا یہاں " الکتب المقدسة " میں کتاب کے بجائے کتب جمع لانے اور اس سے قرآن مجید مراد لینے میں کوئی حرج نہیں ہے - کیونکہ جمع کا صیغہ قرآن مجید کی عظمت کے لئے ہے اور اگر دوسری تمام آسمانی کتابیں مراد لیں تو خلاف حقیقت ہو گا -

[2] شراب نوشی کی حرمت کا حکم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے ، بلکہ اللہ کا حکم ہے فرمان باری ہے : انما الخمر والمیسر والأنصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون الآیۃ -

درحقیقت شراب ، جوا ، پانسہ اور تیروں سے قسمت آزمائی کرنا گندے اور شیطان کے کام ہیں ، ان سے بچو تاکہ تمھیں کامیابی نصیب ہو ،

AsliAhleSunnet.com

ہے تو فوراً اصحابہ کرام تعمیل حکم کے لئے تیار ہو گئے اور شراب کے گھڑے مدینہ کی گلیوں میں انڈیل دئے اور انھیں پاش پاش کر دئے ۔ محمد ۔ صلے اللہ علیہ وسلم ۔ کی اپنی قوم میں تاثیر مقناطیسی خواب آوری جیسی تھی ۔ آپ ہی بتلائیے کہ اس وقت کا راز کیا ہے ؟

آپ جانتے ہیں کہ اہل عرب ایک دوسرے سے کٹے ہوئے تھے اور ان کے اندر بدنظمی بھی تھی ۔ آپ نے ان کے دلوں کو جوڑ کر ایک امت بنا دیا ۔ وہ قعر مذلت میں تھے ، احساس کہتری کے شکار تھے آپ نے انھیں ان کے مقام سے آگاہ کیا اور انھیں دنیا کی نگاہوں میں بلند و برتر اور طاقتور ثابت کر دیا ۔ جس کے نتیجہ میں عرب قوم تہذیب و تمدن میں عظیم رہنما بن گئی اور عربی زبان تہذیب و ترقی کی روشن قندیل بن گئی ۔ عربی تہذیب نے ایشیا اور یورپ میں نئی زندگی اور نئی انسانیت پیدا کر دی ۔

اے محمد ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ آپ کے حضور خاکسار عزت و احترام کا ہدیہ پیش کرتا ہے اور آپ کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے ، آپ اللہ کے برحق نبی ہیں ۔ آپ کی عظیم قوت دائمی ، ازلی اور عالم الغیب سے مستفاد ہے [۱]

۱۶ ۔ استاذ "کازانوفا" CASANOVA کا خیال ہے کہ :

نبی عربی کی پوری تاریخ اس بات کی دلیل ہے کہ اُن کی پوری زندگی سودمند قابل ستائش اور عملی ہے ۔ جس وقت تمام لوگوں نے آپ کے سلطان مطلق کا اعتراف کیا تو انھیں اس کا علم ہو گیا کہ کس طرح آپ غیروں کی باتیں سنتے ہیں اور ان کی لغزشوں کو درگذر کرتے ہیں ، یقیناً محمد اور اُن کے اصحاب نے مخصوص خیالات اور زندگی کے ادراکات کے مابین ایک ناحیہ سے اور آسمانی تعلیم یعنی قرآن کے درمیان دوسرے ناحیہ سے پورے طور سے فرق نمایاں کر دیا [۲]

---

[۱] التفسیر العصری القدیم

[۲] شاید مستشرق قرآن مجید اور احادیث پاک میں فرق بیان کرنا چاہتا ہے ۔

AsliAhleSunnet.com

یہ فرق اسلام میں ہمیشہ نمایاں رہا، وہ قرآن وسنت میں سے ایک کو دوسرے سے نہیں ملاتا ہے بلکہ الگ رکھتا ہے۔ سنت میں فی نفسہٖ ایسی چیز کی وضاحت ہے جو وحی نازل کرنے والے کی صفت[۱] اور محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی ذات میں فرق نمایاں کر دیتی ہے[۲]

۱۷۔ استاذ "کارادی فو" Prof. CARDIFF نے کہا کہ:

محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے اپنا بچپنہ بہت ہی اطمینان وسکون سے گذارا۔ جب جوان ہوئے تو ایک سنجیدہ، قابلِ تعریف اور ذہین وفطین جوان کی حیثیت سے مشہور ہوئے اور چالیس سال کی عمر تک نہایت ہی سکون وسلامتی کی زندگی بسر کی۔ آپ نہایت ہی ہشاش وبشاش، متقی اور نرم دل تھے۔

استاذ نے یہ بھی کہا ہے کہ:

محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ کے نبی، دین کے مؤسس اور صاحب الہام تھے۔ آپ کے بلند رتبہ

۱۔ مستشرق احادیث قدسیہ اور غیر قدسیہ میں فرق بیان کرنا چاہتا ہے۔ احادیث قدسیہ سے مراد وہ احادیث ہیں جن کی روایت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ سے کریں۔ مثلاً آپ کا یہ کہنا کہ قال اللہ: "انا اغنی الشرکاء عن الشرک فمن اشرک معی غیری ترکتہ وشرکہ" میں شرکاء کی شرکت سے بے نیاز ہوں جس نے کسی کو بھی میرے ساتھ شریک ٹھہرایا تو اس کا معاملہ اس کے شریک کے ساتھ ہے غیر قدسیہ سے وہ احادیث پاک مراد ہیں جن کا انتساب آپ اپنی ذات کی جانب کریں۔ مثلاً آپ کا یہ فرمان کہ "انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی" تمام اعمال کا دار ومدار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کے لئے وہی مقدر ہے جس کی اس نے نیت کی۔ احادیث پاک بھی قرآن ہی کی طرح ہیں، اور دونوں کا ماخذ وحی الٰہی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ قرآن مجید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے الفاظ لوگوں تک پہونچانے کا حکم دیتا ہے اور حدیث صرف معانی کو پہونچانے کا تقاضا کرتی ہے۔

۲۔ الاسلام والمستشرقون۔

AsliAhleSunnet.com

کے بارے میں کسی کو اختلاف کی جرأت نہ تھی۔ ان تمام خوبیوں کے باوصف آپ نے اپنے آپ کو انسانیت کے دائرہ یا مسلمانوں کے عام طبقات سے خارج نہیں شمار کیا۔ معاشرہ میں جس اخوت و مساوات کی بنیاد ڈالی آپ کی زندگی خود اس کے لئے عملی نمونہ تھی [۱]

۱۸۔ عظیم شاعر "لامارتین" LA MARTINE کا قول ہے کہ:

درحقیقت محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کا رتبہ خدا سے کم اور عام انسانوں سے بہت اونچا تھا۔ یعنی آپ اللہ کے نبی تھے [۲]

۱۹۔ استاد "جارسان دی تاسی" Prof. GARSON DE TASSI کہتا ہے کہ:

محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بت پرستی کے گہوارہ میں پیدا ہوئے۔ مگر ہوش سنبھالتے ہی عبقری زماں اور یکتائے روزگار ہو گئے۔ غلط اوصاف سے کوسوں دور اور فضائل و حسنات سے غایت درجہ محبت کرتے تھے۔ آپ انتہا درجہ مخلص اور نیک نیت تھے اسی بنا پر آپ کی قوم نے آپ کو "امین" کے لقب سے یاد کیا۔ [۳، ۴]

---

[۱] الاسلام والمستشرقون۔

[۲] الاسلام والمستشرقون۔

[۳] الاسلام والمستشرقون۔

[۴] مورخین کا بیان ہے کہ آپ کی عمر پینتیس ۳۵ سال کی تھی تو سخت بارش ہوئی جس سے بہت سی وادیاں بھر گئیں۔ حرم شریف اور خانہ کعبہ میں بھی پانی بھر گیا جس سے خانہ کعبہ کے کافی حصے منہدم ہو گئے۔ بالآخر قریش کو مجبور ہو کر اس کی تعمیر نو کرنی پڑی۔ جسے انھوں نے اپنی حلال کمائی سے تعمیر کیا لیکن جب حجر اسود کو نصب کرنے کا موقع آیا تو آپس میں اختلاف ہو گیا اور قتل و خونریزی کی نوبت آ گئی۔ کیونکہ ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ حجر اسود نصب کرنے کا شرف اسی کو حاصل ہو۔ اس نزاعی حالت میں آپ تشریف لائے۔ قریش نے دیکھتے ہی کہا کہ یہ امین ہیں اور ہم سب ان کے فیصلے سے راضی ہوں گے آپ نے اس مشکل کو حل کر دیا اور یہ فرما کر جھگڑے کا دباقی ص ۱۷۱ پر ملاحظہ فرمائیے

AsliAhleSunnet.com

۲۰۔ ہالنڈ کی مستشرق اسناک ہارگران نے کہا کہ :

اسلام کی برتری کا سبب تصوف ہے [1] جو دین کی ریاست کا ایک جزو ہے [2]

۲۱۔ " الفریڈ غلیوم " ALFRED GLIUM (لندن یونیورسٹی میں مشرقیات کا استاذ) کہتا ہے کہ :

ہمیں سب سے پہلے اس بات کا یقین کرنا ضروری ہے کہ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تاریخ کی ایک عظیم شخصیت تھے۔ لا الٰہ الا اللہ پر آپ کا یقین کامل تھا، آپ ایک ہی دین کی دعوت دیتے تھے۔ آپ پر تمام پیش آمدہ پیچیدہ مسائل کی گتھیاں سلجھانے کی خرق عادت قدرت تھی، کسی عربی میں بذریعہ لشکر، پولیس اور عدالتوں سے بھی آپ کی طرح قوم کی شیرازہ بندی کو ختم کرنے کی صلاحیت نہیں تھی۔ بالفرض اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ آپ کی وفات کے وقت اسلامی دنیا آپ کے خلفاء کی حکومت کی نسبت بہت کم تھی تو کیسے آپ

(صفحہ ۱۷۰ کا بقیہ) خاتمہ کر دیا کہ حجر اسود ایک چادر میں رکھو اور ہر قبیلہ سے ایک آدمی منتخب ہو کر آئے اور سبھی مل کر اس چادر کو اٹھائیں اور حجر اسود کو اس کے اصلی مقام پر نصب کر دیں، آپ کے اس منصفانہ فیصلہ سے ان کی باہمی خانہ جنگی اور ہونے والی خونریزی کا خاتمہ ہو گیا۔ قریش اس سے کافی خوش ہوئے اور اس پر آپ کا دلی شکریہ ادا کیا۔

[1] دین کی رفعت و بلندی اور قوموں کے حلقہ بگوش اسلام ہونے کا سبب صرف تصوف نہیں ہے شاید اس مستشرق کی نگاہ ان بعض صوفیاء پر ہے جو دنیا سے قطع تعلق تھے مگر اس کے باوجود انہیں دین اسلام کی شدید غیرت تھی لوگوں کو دین اسلام کی خوشخبری دیتے تھے لوگوں کو راہ حق سے برگشتہ کرنے والے اور مسلمانوں سے برسر پیکار رہنے والوں کے خلاف لڑنے والے تھے، کیونکہ صوفیاء مسلمانوں میں سے ہیں جو صرف اللہ کی یاد میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ خلوت و ریاضت بھی ان کی زندگی کا جزء لاینفک ہے اور بعض صوفیاء ایسے بھی ہوتے ہیں جو اللہ کی عبادت کے ساتھ ہی ساتھ اللہ اور اس کے دین کے دشمنوں سے بھی جنگ کرنے والے ہیں۔

[2] تصوف دین و سلطنت اور مصحف و تلوار ہے، محمد کے دین کا انحصار صرف روحانیت و عبادت پر نہیں ہے، انصاف پسند اغیار بھی اس دین حنیف کی حقیقت سے واقف ہیں جسے بہت سے مسلمان اب بھی نہیں جانتے ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

رحمۃ للعالمین ہو سکتے ہیں ؟

تو میرا جواب یہ ہو گا کہ آپ کے خلفاء کا اس دعوت کے بارے میں اخلاص اس پر ان کا عمل، ایمان اور اس کی پوری پوری سمجھ بوجھ نے انھیں اس دعوت کے عام کرنے کی صلاحیت دی ہے جو ٹھیک اللہ تعالیٰ کے فرمان "وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین" [1] کے مطابق ہے۔

۲۲۔ "ایڈورڈ جارج" EDWARD GEORGE کہتا ہے کہ:

رسالت اور دعوتِ دین کی صداقت کی وجہ سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ۔ کے ایمان میں تزلزل نہیں پیدا ہو سکا اور تاریخ کے صفحات میں اس کی نمایاں حیثیت ہے، ایمان بالغیب جو تمام تر وحی الٰہی کا لب لباب ہے ایسا بانا ہے جس کے گرد و پیش بشارت و موعظت کو بنا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی عظیم ربانی اور رہبری کرنے والی رسالت لوگوں میں بہت جلد قابل قبول ہو گئی۔

اعتقاد بالغیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کی رسالت کا مغز ہے جس کے بغیر ہمارے لئے اسلامی وحدانیت کا سمجھنا ممکن ہی نہیں [2]

۲۳۔ استاد "گولڈ زیہر" [3] GOLD ZEIHER کہتا ہے کہ:

---

[1] سورۃ الانبیاء ۔

[2] الاسلام والمستشرقون ۔

[3] یہ ہنگری کا یہودی مستشرق ہے جو سب سے بڑا دشمن اسلام ہے، اس نے اپنی کتاب "العقیدۃ والشریعۃ" میں اسلام اور رسول کی شان میں کافی طعن و تشنیع کی ہے۔ شیخ محمد الغزالی اور دوسرے بہت سے علمائے اسلام نے اس کی سخت تردید کی ہے مگر اس کی خباثت بغض وحسد اور اسلام اور رسول سے شدید دشمنی کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان سے دین اسلام کی یہ شہادت خود اس کی رسوائی کے لئے دلائی ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کے اقرار کا یہ مقصد تھا کہ مسلم قارئین اس کی تقریروں کی طرف توجہ دیں، اور جب اس کی تحقیق کریں تو اس کی زہر افشانی اور مکارانہ مگر شیریں الفاظ کے پول کھلیں، جن میں سے کچھ دین اسلام کی تائید میں ہوتے پھر

(باقی اگلے صفحہ پر)

AsliAhleSunnet.com

دونوں
اسلام زندگی کی شاندار روایتی تصویر ہے جو جاہلی زندگی کے بالکل برعکس ہے، اسلامی اور جاہلی نمونے باہم متضاد ہیں، انفرادی شجاعت و بہادری، اسراف کی حد تک سخاوت، قبیلے کے لئے اخلاص تام، سخت دلی، انتقام اور ظالم کا اپنے قرابت دار یا قبیلے پر قول و فعل سے زیادتی کرنے والے سے دیت لینا۔ یہ سارے اوصاف دور جاہلیت کے بت پرست عربوں کے نزدیک فضائل کے اصول ہیں، ہمارے اسلام میں صرف اللہ سے عاجزی اس کے احکام کی بجاآوری، صبر دین کے معاملہ میں ذاتی اور قومی نفع کو چھوڑ دینا، قناعت کرنا اور فخر و مباحات اور تکبر سے احتراز کرنا انسانی زندگی کے اعلیٰ نمونے ہیں۔

۲۴۔ جرمنی شاعر "گوئٹے" GOETTE کہتا ہے کہ:

جب یہی اسلام ہے تو ہم سب اسلام کے پیرو ہیں۔

۲۵۔ "مسٹر جیمس متز" JAMES MITCHES (MICHAEL) کہتا ہے کہ:

محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جن پر الہام ہوا اور جنہوں نے دین اسلام قائم کیا جن کی پیدائش تقریباً ۵۷۰ عیسوی میں بت پرست عرب قبیلے میں ہوئی، وہ پیدائش ہی کے وقت یتیم تھے۔ فقیروں، مسکینوں، بیواؤں، غلاموں اور کمزوروں سے غایت درجہ محبت کرتے تھے۔ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کا وجود جزیرۂ عرب اور تمام مشرقی دنیا میں خرق عادت ایک دھماکا تھا آپ نے اپنے ہاتھوں بت پرستی مٹائی ایسا دین

صـ۱۷۲ کا بقیہ: مسلم قارئین اس کی غلطیوں اور دین اسلام کے خلاف جارحانہ جملوں کو قبول کرلیں جیساکہ بہت سے لوگ ان معاندین اسلام کے پھندوں میں آگئے جواباً ہم عرض کرتے ہیں کہ معمولی دین کی سمجھ رکھنے والے پر دین اسلام کی خوبیاں مخفی نہیں ہیں، حق ایک روشن مینار ہے جو صرف اسی شخص پر مخفی ہوگا جس کی اللہ نے بصیرت سلب کرلی ہے اور کمزور ایمان والا شخص ہی ان کے پھندے میں آسکتا ہے یا پھر وہ شخص جو دین اسلام کی حقیقت سے ناآشنا ہو مستشرق کے قول سے استدلال خود اس کے خلاف حجت ہے اور ان کے خلاف بھی جو دین حنیف کی مخالفت میں مستشرقین کے باطل نظریات کی تقلید کرتے ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

قائم کیا جو اللہ کی وحدانیت کا داعی ہے اور عورتوں کو اس غلامی کی بیڑی سے نجات دلائی جسے بدوؤں کی اندھی تقلید نے پہنا دیا تھا۔

اسلام پر یہ اتہام لگایا جاتا ہے کہ وہ اقتصادی نظریات سے خالی ہے، یہی نہیں بلکہ اس پر سرمایہ داری اور قدامت پسندی کا الزام لگایا گیا ہے حالانکہ اسلام کمزور اور نادار طبقے کے حق میں نفع بخش ہے، اسلام کو ان کے متہم کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ اسلام کی حقیقت، حسن انتظام، روحانیت، رسالت اور خالص دینی تعلیمات سے ناواقفیت ہے، اسلام پورے نظام واحکام کے ساتھ جمود و تعطل کمزوری اور دلی وعقلی قدامت پسند نظریئے کو آزادی کی دعوت دینے کے لئے آیا لہذا وہ متوازن اور عادلانہ ہے کوئی خیالی روحانیت نہیں جو زندگی کی حقیقت سے دور افتادہ ہو، یا کوئی خسیس و حریص تیرہ و تاریک مادیت نہیں جو روح اور فضیلت دونوں کے منافی ہو، اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے۔ المال والبنون زینۃ الحیٰوۃ الدنیا والباقیات الصالحات خیر عند ربک ثوابا وخیر املا[1]

مال واولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والے صالح اعمال اللہ کے نزدیک ثواب اور اچھی امید کے لئے بہتر ہیں۔

۲۶۔ علامہ ماسٹیون MASTEON کا قول ہے کہ:

اسلام میں معاشی مشکلات کا ایسا حل موجود ہے جو نظریۂ مساوات کو مزید تقویت دیتا ہے اس طرح کہ زکوٰۃ فرض کر کے یہ ضروری قرار دیا کہ ہر فرد زکوٰۃ کا مال بیت المال میں جمع کرے۔ وہ غیر آئینی لین دین اور دولت کے احتکار کی مخالفت کرتا ہے، اسی طرح وہ سودی قرضوں اور غیر ضروری ٹیکسوں کی مخالفت کرتا ہے۔ اسلام اولاد اور شوہر کے حقوق کا خیال رکھتا ہے، انفرادی ملکیت اور تجارتی راس المال میں اضافہ کرتا ہے، اسی لئے اسلام پر جوازی سرمایہ دارانہ نظام اور بلشفی (بالشوازم BOLSHEVISM) نظریۂ اشتراکیت کے بین بین ایک معتدل نظریہ قائم کرتا ہے۔ اسلام کی نگاہ میں اقتصادی زندگی صلہ رحمی

---

[1] سورۃ الکہف۔

AsliAhleSunnet.com

باہمی تعاون اور الفت و محبت کا حسین مرقع اور بے مثیل حیات انسانی ہے جسے انسانی رسالت و عقیدت سے مدد ملتی ہے۔ جب کہ حیات انسانی سرمایہ داری و اشتراکیت کے زیر سایہ تھی تو غلامی مغلوبیت باہمی جنگ وجدال اور پستی میں مبتلا تھی لے تمام اعلیٰ قدریں انفرادی و اجتماعی سرمائے کی راہ میں بھینٹ چڑھائی جا رہی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ سرمایہ دارانہ نظام انسانوں کو عام سامانوں کی طرح بازاروں میں فروخت کر رہا ہے اور اشتراکیت انھیں آلۂ تسخیر بنا کر ہر طرح سے اپنے کام میں استعمال کر رہی ہے مگر اسلام مادہ کو ایسی چیز بتلاتا ہے جو انسان ہی کی خدمت کے لئے ہے۔

۲۷۔ انگریز، گرجا کے صدر "اسحاق ٹیلر" ISAAC TAYLER کہتا ہے کہ:

لے اس مستشرق کو اسلام کے متعلق بہت سی ایسی باتیں معلوم ہوئیں جن سے بہت سے غلط طریقے سے اسلام کی طرف منسوب کرنے والے محروم ہیں۔ جو درحقیقت اشتراکیت اور شیوعیت کے مبادی سے سر جوڑے ہوتے ہیں۔ غور کیجئے یہ مستشرق کس طرح کہہ رہا ہے کہ اسلام نظریۂ سرمایہ داری اور شیوعیت کے بین بین ایک معتدل نظریہ قائم کر رہا ہے۔ کہنے والے نے کیا ہی سچ کہا ہے کہ تمام عقلاء اور انصاف پسندوں نے جب شیوعیت کے اصول کا تجزیہ کیا تو نتیجۃً یہی معلوم ہوا کہ اس میں ہلاکت و بربادی، محتاجی، بداخلاقی لادینیت، کفر اور محرمات کی اباحیت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ جس طرح نظام سرمایہ داری کا ضرر رساں نتیجہ یہ ہے کہ سامان مالدار طبقہ کے ہاتھوں میں اکٹھا کر کے محتاجوں کے ہاتھوں گراں نرخ پر فروخت کیا جائے۔ غیر شرعی طور پر مثلاً سود خوری، جوا بازی، فسق و فجور، زنا اور دوسرے غلط طریقوں سے ناداروں کا خون چوسا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل مغرب دین اسلام کی حقیقت اور اس کی خوبیوں سے ناواقف رہ گئے۔ بہت سے اہل یورپ نے نظام شیوعیت کا اس لئے مطالعہ کیا کہ شاید اس میں امراء و رؤساء کے ظلم وستم میں کمی پیدا کرنے کی کوئی صورت نظر آجائے۔ مگر حق تو یہ ہے کہ اسلام ہی بہترین نظام اور تمام بنی نوع انسان کے عقائد، روح، اجتماعی اصول و مبادی اور اقتصادی نظام کے لئے کامیاب علاج ہے۔

AsliAhleSunnet.com

اسلام انگریز ممالک میں ایسی تہذیب و تمدن کا علم بلند کر رہا ہے، جو انسان کو نامعلوم باتوں کا سبق دیتی ہے۔ اسے ستر پوشی کی تمیز سکھلاتی ہے۔ پاکیزگی، استقامت اور عزت نفس عطا کرتی ہے، در حقیقت دین اسلام اس کی تہذیب و تمدن اور بنیادی اصول کے بہت زیادہ فوائد ہیں [۱]

۲۸۔ واشنگٹن WASHINGTON کہتا ہے کہ:

قرآن کے اصول و ضوابط پاکیزہ اور آسان ہیں [۲]

۲۹۔ "گیبن" JIBON کا خیال ہے کہ:

بحر اٹلانٹک سے گنگا کے حدود قرآن کو مانا جاتا ہے۔ قرآن صرف اصول دین ہی کے لئے بنیادی دستور عمل نہیں ہے بلکہ تمام تعزیراتی قوانین اور شرعی احکام کے لئے بھی اساسی دستور ہے۔ جن پر بنی نوع انسان کی زندگی اور ان کے تمام امور کی تنظیم کا دار و مدار ہے۔

مورخ گیبن نے یہ بھی کہا کہ شریعت محمدیہ کے جملہ احکام تمام انسانوں کے لئے ہیں، ان میں شاہ و گدا یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ ایسی ٹھوس اور محکم شریعت ہے جو پائیدار طریقہ سے اثر انداز ہوتی ہے جس کی کبھی بھی دنیا میں مثال نہیں دی جا سکتی [۳]

---

[۱] الاسلام روح المدنیہ (مصطفیٰ غلامینی)

[۲] ایضاً (" ")

[۳] اس انصاف پسند مستشرق کے کلام پر غور کیجئے کہ یہ کس طرح دین اسلام اور قرآن کے محکم ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ: قرآن صرف دینی اساس ہی پر مشتمل نہیں ہے۔ بلکہ اس میں احکام و معاملات قانون سزا اور حیات انسانی میں پیش آنے والے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ مثلاً زوجین کے باہمی حالات، باپ و بیٹے، دیگر اقرباء اور پڑوسیوں سے متعلق احکام، انسانی معاشرہ، حکومت سے اچھے تعلقات، اور حاکم وقت کے فیصلہ کی عدم معصیت میں اطاعت و بجا آوری وغیرہ کا حل بدرجۂ اتم موجود ہے۔ اس مستشرق اور ان لوگوں کے کلام میں موازنہ کیجئے جو اس بات کے قائل ہیں (باقی اگلے صفحہ پر)

AsliAhleSunnet.com

۳۰۔ اور "ڈوزی" DOZY کا قول ہے کہ :

جس وقت اہل یورپ جہالت کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے۔ سوئی کے ناکے کی مانند معمولی روشنی نظر آرہی تھی کہ اچانک امت اسلامیہ کی طرف سے علم وادب، فلسفہ اور صنعت و حرفت وغیرہ کی روشنی بلند ہوئی جو بغداد، بصرہ، سمرقند، دمشق، قیروان، مصر، فارس، غرناطہ، قرطبہ، اور انسائیکلوپیڈیا کے عظیم مرکزوں میں پھیل گئی۔ اور پھر یہاں سے تمام امتوں میں عام ہوگئی قرون وسطیٰ میں اہل یورپ نے بھی اکتشافات صنعت وحرفت اور دوسرے بڑے بڑے فنون سے اسی روشنی میں بہرہ ور ہوئے۔

"ڈوزی" کا یہ بھی قول ہے کہ :

اسلام نہایت ہی حیرت انگیز طریقہ سے ان تمام قبائل میں پھیل گیا۔ جہاں اسے جنگ کی نوبت آئی۔ اسی سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اس سے پہلے دنیا میں اس کی کوئی مثال نہیں دیکھی گئی۔ اول وہلہ میں یہ ایک خفیہ چیستاں بن کر آیا جس کے علل واسباب اور حل کی کوئی سبیل نہ تھی۔ خاص طور سے اس کا احساس اس وقت ہوا جب ہمیں معلوم ہوا کہ دین اسلام کسی کو قبول کرنے پر مجبور نہیں کر رہا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ بھی تسامح اور چشم پوشی کا حکم دیتے ہیں۔ اور اسلام نے مسلمانوں کے لئے جزیہ کا اصول متعین کیا ہے اور اہل کتاب میں سے جو ایمان لائیں ان پر اسے فرض کر کے انھیں پوری دینی آزادی دی ہے کہ وہ مفروضہ جزیہ کی ادائیگی کرتے رہیں۔ اور بحرین کے مشرکین کو خاص طور

کہ انسانی معاشرہ کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اسلام تو صرف خدا اور بندے کے درمیان تعلقات استوار کرتا ہے ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ دین صرف عبادات میں منحصر ہے۔ اسے تمدنی اور سیاسی امور سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ منصف مزاج مستشرق اور اس کے ہم پایہ دوسرے انصاف پسند مستشرقین دین اسلام کی ایسی خوبیوں سے واقف ہیں جن سے اسلام کے بہت سے دعویدار ناواقف ہیں۔ اللھم اھد عبادک الی الصراط المستقیم وجنبنا من سلوک صراط الجحیم۔

AsliAhleSunnet.com

سے ادائیگی میں سہولت عطا کی ہے۔

یہ مستشرق آگے بیان کرتا ہے کہ:

میرے خیال سے اسلامی حکم محکوم طبقوں کے ساتھ حسن سلوک، عام بھلائی اور سہولیات عطا کرتا ہے۔ خصوصًا نصاریٰ کے حق میں۔ مشرقی مسیحیوں کے سردار جنھیں مختلف مذاہب میں بٹ جانے کی وجہ سے حکومت قسطنطنیہ کے ظلم کا سامنا کرنا پڑا جس نے ان کا خون بہایا لیکن اسلام میں آنے کے بعد جس کی فطرت میں بھائی چارگی ہے، انھیں پورے طور سے اپنے دین پر قائم رہنے کا اختیار دیا۔ جب تک وہ اپنے دین کو ماسوا ادیان پر ترجیح دیتے رہیں اسلام اپنی نصرت و حمایت کے ساتھ ان پر سایہ فگن ہوگیا، مسلک و مذہب کے اختلاف کے باوجود انھیں مساوی حقوق دیا۔ آپ کو خیال رہے کہ وہ رومانی شہنشاہ کو کمر توڑ ٹیکس ادا کرنے پر مجبور تھے۔ اسلام نے انھیں معاف کردیا اور ان پر ایسا مناسب جزیہ فرض کیا جس میں کسی کا خون بہا نہیں۔ ان اسباب کا علم ہو جانے کے بعد آپ کا خوف وہراس اور مسلمانوں کے فیصلہ کو رومانی فیصلوں پر ترجیح پر تعجب کا اظہار ختم ہوگیا۔ اور اس بات کے علم کے بعد بھی آپ کا تعجب ختم ہوسکتا ہے کہ عربوں کی فتوحات سے بائیکاٹ کے بجائے ان میں شرکت کرکے ان کی معاونت کرتے جب حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے انھیں اس قدر سہولیات عطا کی ہیں تو پھر وہ کیوں اپنے دین پر باقی رہیں گے اور کون سی چیز انھیں نئے دین میں داخل ہونے پر آمادہ کرتی ہے جب کہ دین جدید میں انھیں داخل ہونے پر مجبور بھی نہیں کیا جاتا ہے۔ اور انھیں اس کا بھی علم ہے، ان کے سلاطین بھی اپنے دین کی جانب ہر اعتبار سے مائل نہیں ہو رہے ہیں۔

آگے چل کر اس مستشرق نے ان کے دین اسلام میں داخل ہونے کے اسباب کا تذکرہ کیا ہے جن میں سے چند اسباب بطور مثال درج ذیل ہیں۔

۱۔ رومانی حکومت کے جانکاہ ٹیکس سے نجات ملنا۔

۲۔ ان کی حمایت کے عوض اسلام کے مفروضہ جزیہ کا بہت کم ہونا اور دین میں داخل ہونے کی پوری

AsliAhleSunnet.com

آزادی عطا کرنا۔

۳۔ اسلام قبول کرنے کے بعد عزت نفس اور خودداری کا احساس ہونا۔ نیز عام مسلمانوں جیسے حقوق کا مستحق قرار پانا [۱]

۳۱۔ "سیڈیو" SIDIU کہتا ہے کہ:

نبی محمد۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔ نے تشریف لانے کے بعد عرب کے تمام قبائل کو ایک امت بنا دیا۔ جن کا مقصد ایک تھا جو ایک بڑی امت کی شکل میں نمایاں ہوئے، جن کی سلطنت اسپین کے دریائے ٹیگ سے لے کر ہندوستان کے دریائے گنگا تک یعنی مشرق کی انتہا سے لے کر مغرب کی ابتداء تک پھیل گئی اور اپنے تمدن کا جھنڈا روئے زمین کے چپہ چپہ میں گاڑ دیا جب کہ یورپ جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہا تھا [۲]

۳۲۔ "داؤد کوہارٹ" DAUD COHART کہتا ہے کہ:

اسلام ایسا دین ہے جو کسی جدید نظریہ کی اتباع کا قائل نہیں [۳] اور نہ ہی کسی نئی وحی اور دوسری

---

[۱] الاسلام فی نظر اعلام الغرب از عبد اللہ باسلامہ،

[۲] الاسلام روح المدنیۃ۔

[۳] شاید اس مؤرخ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے جس عقیدۂ توحید ایمان بالرسل، آسمانی کتابوں اور یوم آخرت پر ایمان لانے کا حکم پیش کیا ہے، وہی احکام ان سے پہلے تمام انبیاء کرام لے کر آئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس سلسلہ میں انفرادی حیثیت حاصل نہیں ہے۔ جبریل امین کے توسط سے جس وحی کا نزول ان پر ہو رہا تھا بعینہٖ تمام انبیاء پر ہوتا رہا۔ ہمارے نزدیک یہ مسلم ہے کہ تمام انبیاء کرام کے دین کا بنیادی مقصد ایک ہے، جیسا کہ ارشاد باری ہے۔ شرع لکم من الدین ما وصّٰی بہ نوحًا والذی اُوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم و موسیٰ وعیسٰی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ ۔ یعنی اللہ نے تمہارے لئے اسی دین کو مشروع قرار دیا ہے جس کی وصیت (باقی صفحہ ۱۸۱ پر)

AsliAhleSunnet.com

شریعت کے نازل ہونے کا قائل ہے۔ اور نہ ہی اس میں کہانت اور سیاسی عبادت گاہیں ہیں بلکہ اس میں تمام قوموں کے لئے دستور حیات اور سیاسی اصول و قوانین موجود ہیں لے

۳۲۔ فرانس کا ایک وزیر اور الجزائر کا حاکم "کانٹ ہنری دی کاسٹر"* اپنی کتاب "الاسلام" جس کی تعریب فتحی زغلول پاشا مرحوم نے کی ہے۔ کہتا ہے کہ:

اسلام سے پہلے پوری عرب دنیا عام طور سے بت پرستی میں مبتلا تھی۔ خدا کی وحدانیت کا تصور خال خال ذہنوں میں پایا جاتا تھا۔ جس کے معتقدین کو "حنفار" کہا جاتا تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جو ابراہیم کے مذہب پر قائم تھے۔ اور حضرت عیسیٰ کے متبعین (نصرانی) بہت سے فرقوں میں بٹے ہوئے تھے۔ ان میں سے ہر ایک تعدد الٰہ کا قائل تھا۔ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے ان حنفار کے مسلک کو ظاہری طور سے قبول کیا ٢ے مگر آپ کی فطرت میں مکمل طور سے دین کی آسودگی مقدر تھی اس لئے یہ

ص۱۷۹ کا بقیہ:۔ نوح کو کی۔ اور جو چیز ہم نے آپ پر اتاری اور جس کی وصیت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کو کی وہ یہی ہے کہ دین قائم کرو اور اس میں اختلاف پیدا نہ کرو۔

نیز فرمایا: انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ۔ ہم نے آپ پر ایسے ہی وحی کی ہے جس طرح نوح اور ان کے بعد تمام نبیوں پر کی ہے۔ ان تمام انبیاء کرام کی شریعتیں یعنی عملی فروعات مختلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا۔ ہم نے تم میں سے ہر امت کے لئے ایک شریعت اور منہج مقرر کر رکھا ہے۔

لے الاسلام روح المدنیۃ۔ * CONT HENERY DE CASIRY

٢ے اگر اس مستشرق کا مقصود یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان حنفار سے دین حنیف کو حاصل کیا جس طرح ایک شاگرد استاذ سے حاصل کرتا ہے تو یہ قابل قبول نہیں۔ اور اگر اس کی مراد یہ ہے کہ آپؐ کی فطرت توحید احناف کی فطرت کی طرح ہے تو تسلیم ہے۔ لیکن "حاصل کرنے" کے لفظ سے پہلا متبادر ہوتا ہے۔ حالانکہ معلوم ہے کہ نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنے عقیدۂ توحید میں کبھی بھی کسی سے متاثر نہیں ہوئے (باقی اگلے صفحہ پر)

AsliAhleSunnet.com

مذہب آپ کے دل میں راسخ ہو گیا جس کی بہت کم ہی نظیر مل سکتی تھی۔ اور یہی وہ راسخ عقیدہ تھا جس نے پوری انسانیت میں انقلاب برپا کر دیا۔

اگر ہم اس سلسلہ میں بحث کریں کہ آپ کے عقیدۂ توحید کی ابتدا ر طریقۂ احناف سے ہٹ کر ہوئی ہے تو یہ غلطی ہو گی۔ اس لئے کہ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پڑھنا اور لکھنا کچھ بھی نہیں جانتے تھے، اس لئے آپ نے اپنے آپ کو بار ہا نبی امی ثابت کیا ہے۔ آپ کا امی ہونا مسلّم ہے۔ آپ کے معاصرین میں سے کسی نے بھی اس سے انکار نہیں کیا ہے۔ یہ یقینی بات ہے کہ مشرق میں ایسے آدمی کے لئے علم حاصل کرنا محال ہے جہاں معلمین نہ ہوں۔ کیونکہ اہل مشرق کی پوری زندگی آنکھوں کے سامنے ہے، کہ وہاں پڑھنا لکھنا اسی وقت سے معدوم ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ محمد۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔ نے کوئی آسمانی کتاب نہیں پڑھی ہے اور نہ ہی اپنے دین میں کسی پہلے مذہب کی رہنمائی چاہی اور اگر اس وجہ سے فرض بھی کر لیا جائے کہ قرآن دوسری مقدس آسمانی کتابوں سے ماخوذ ہے تو یہ امر اب بھی پیچیدہ ہی رہ جائے گا کہ کس طرح سے آپ کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعتقاد حاصل ہوا اور روح وجسم دونوں میں راسخ ہو گیا۔ درحقیقت ہمیں اس بات کا علم ہے کہ رسالت کا اعلان کرنے سے پہلے آپ کو بہت سے مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خالص دینی سچی طبیعت عطا کی تھی جس کی وجہ سے آپ نے لوگوں سے تنہائی اختیار کی تاکہ بتوں کی پرستش سے دور رہیں اور اللہ کی وحدانیت میں منفرد و ممتاز

صفحہ ۱۸۰ کا بقیہ: بلکہ آپ کی فطرت صحیح سالم اور نتھری ہوئی تھی۔ جیسے جیسے آپ کی عمر عزیز گذرتی جاتی، عالم علوی و سفلی میں آپ کا تعمق زیادہ ہوتا اور پوری عرب دنیا خصوصاً اہل مکہ اور حجاز کا بنظر غائر مطالعہ کرتے جاتے اسی قدر ایمان باللہ میں اضافہ ہوتا جاتا اور یہ بات واضح ہوتی رہی کہ اس عالم کا ایک خالق ہے۔ اور ان مشرکین کا عمل باطل ہے۔ یہاں تک کہ جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو آپ پر حضرت جبریلؑ کی معرفت وحی کا نزول شروع ہوا، اور اس سے قبل چھ ماہ سے برابر رویائے صادقہ دیکھا کرتے تھے۔

(پوری تفصیل بخاری شریف وغیرہ میں مذکور ہے)

AsliAhleSunnet.com

ہو جائیں۔

آپ غارِ حرا میں معتکف ہو گئے اور یکسو ہو کر عبادت و ریاضت کے سمندر میں غوطہ زن ہو گئے میری زندگی کی قسم۔ وہ شخص کس سلسلہ میں غور و فکر کر رہا تھا، بلکہ اس کی عمر چالیس سال تھی، جو انتہائی ذہانت اور تدبر و تفکر کا دور ہوتا ہے۔ اس کا ان اہل مشرق پر احسان عظیم ہے۔ جو آج قوتِ ادراک اور بلند تخیلات کی وجہ سے عقل و معرفت میں ممتاز ہیں، انھیں منطقی قضایا کی ترتیب اور اخذ نتائج کی وجہ سے یہ بلندی و امتیاز حاصل نہیں ہوا ہے۔ آپ اللہ احد، اللہ احد ہی کے وظیفہ خواں تھے۔ یہ ایسے کلمات ہیں کہ آپ کے وصال کے بعد تمام مسلمانوں نے انھیں ضروری سمجھ کر ان کا وظیفہ کیا۔ اور دین مسیح کے ماننے والے توحید سے دور ہونے کی وجہ سے ان کلمات سے دور رہے۔ آپ کی فہم و فکر ہمیشہ اللہ کی وحدانیت میں غرق رہی جس کا اظہار کلام مجید میں مختلف طریقوں سے کیا گیا ہے قرآن کریم نے اللہ کی وحدانیت کا اقرار آپ سے یوں کرایا: "لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد" یعنی نہ باپ ہے اور نہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔ عربی زبان کے مرادفات میں بڑی معنوی خوبیاں ہیں جو عقیدۂ توحید کے اظہار میں کافی معاون ثابت ہوتی ہیں۔ انھیں افکار و عقائد اور عبادات سے کلمہ اسلام "لا الٰہ الا اللہ" کا وجود عمل میں آیا جو اللہ تعالیٰ کی الوہیت[1] و ربوبیت اور تمام نقائص سے پاک ہونے کا بنیادی عقیدہ ہے، اسے عقل بہت جلد باور کر لیتی ہے۔ یہ ایسا ٹھوس عقیدہ ہے جس پر مسلمانوں کا ہمیشہ ایمان رہتا ہے جس سے تمام قبائل پر انھیں امتیاز حاصل ہوتا ہے، یہ سچے مسلمان ہوتے ہیں جیسا کہ انھیں اس کا دعویٰ بھی ہے۔ غرضیکہ مسلمانوں کو خدا کی وحدانیت کا اعتقاد آپ ہی کی ذات اقدس سے حاصل ہوا۔ جو آپ کی زندگی کا سب سے عظیم مظہر ہے اور آپ کی رسالت کی صداقت اور نبوت کی امانت پر سب سے بڑی دلیل ہے۔

کلمہ وحدانیت کے اظہار کے بعد آپ نے نزول وحی اور قرآنی اعجاز اور معنوی معجزات بیان

---

[1] یعنی ان صفات سے متصف معبود تصور کیا جائے، ویسے اللہ کی ذات اس سے بھی بلند و برتر ہے۔

AsliAhleSunnet.com

فرمائے اور فصحا، عرب مثلاً عتبہ بن ربیعہ اور مسیلمہ کذاب کے اعجاز قرآن کے اعتراف کا تذکرہ فرمایا۔ پھر دنیا کے سامنے اپنے خاتم النبیین ہونے کا اعلان کیا کہ میرے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ قرآن کے بعد کوئی دوسری کتاب نازل ہوگی۔ اور دین اسلام سختی اور قوت بازو سے نہیں پھیلا۔ اور اس نے پیغمبر اسلام پر انتہا پسند مستشرقین کی الزام تراشیوں کی تردید کی ہے [۱]

۳۴۔ اٹلی کی انشا پرداز ڈاکٹر "لورا فیچا فالیری" * اپنی کتاب "محاسن الاسلام" میں لکھتی ہے کہ:

انسانی تہذیب و تمدن سے محروم، وادی غیر ذرع میں خوشگوار اور میٹھے پانی کا چشمہ ایسے وحشی، جابر اور سخت دل قوم میں پھوٹا جو نہ کسی حاکم کے پیروکار تھے اور نہ ہی کسی قید و بند کو پسند کرتے تھے یہ چشمہ دین اسلام ہے، جو تیزی سے پھوٹا اور روئے زمین میں سرایت کر گیا۔ اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے ایک نالی سے عظیم نہر بن گیا جس کے شہر کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی ہزاروں خالی نالیاں اور نہریں بھر گئیں۔ اب سبھی دوست و دشمن اس آب حیات کو پی کر اپنی معاشرتی بیماریوں سے شفایاب ہونے لگے، ان کے دلوں کی نفرت اور کینوں کی آگ بجھ گئی۔ اور باہمی کشیدگی اور اختلافات کے اسباب ختم ہو گئے، اس مقدس پانی نے تیز دھاروں میں تبدیل ہو کر اپنی سحر آفریں قوت سے بڑے بڑے شہروں کا صفایا، اور انھیں تباہ و برباد کر ڈالا۔ ان کی عزت و شرافت کو کتابوں کے دفتر کی طرح لپیٹ دیا۔ پوری تاریخ انسانی میں اس عظیم انقلاب کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ یہ عظیم تبدیلی جس سے اسلام مکمل ہوا وہ فتوحات ہیں جن کا انسانی زندگی میں بہت بڑا اثر پڑا۔ یہ چند دلیروں کا عقیدہ تھا جو دسیوں لاکھ انسانوں کا دین بن گیا۔ کاش مجھے علم ہوتا کہ کس طرح یہ غیر مجرب مجاہدین ان قبائل پر غالب آرہے تھے جو مال و دولت اور تہذیب و تمدن میں ان سے بڑھے ہوئے تھے اور جنگی تجربات میں ان سے ماہر تھے۔ اور کیسے ان لوگوں نے دور دراز شہروں میں اپنی حکومت قائم کر لی اور اپنے زیر نگیں ممالک کو محفوظ رکھا، اور کیسے ان لوگوں نے اسلام کے اس عظیم محل کو اتنا ٹھوس بنا دیا جو شدید خطرات اور صدیوں تک جنگ بندی کے موقع پر

---

[۱] کتاب الاسلام خواطر و سوانح۔ ص ۱۵-۱۸ (تلخیص)

* Dr. LORAFITCHA VALIRY

AsliAhleSunnet.com

بھی ثابت اور ٹھوس رہا، جس کی ٹھوس اور محکم بنیاد کو متزلزل کرنے پر وہ قادر نہ ہو سکے۔ کاش! مجھے اس کا بھی علم ہو جاتا کہ کس طرح اس دین متین نے ان نوجوان نو مسلموں کے دلوں میں ایمان کو ٹھوس اور پائیدار بنا دیا۔ اور کیسے اسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے کہ اسلام نے اپنی تیرہ سو سال کی زندگی گذارنے کے باوجود اپنی عظیم زندگی کی حفاظت کی۔ جس کی اس سے پہلے کے کسی مذہب میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ کاش! مجھے اس کا بھی علم ہو جاتا کہ: دین اسلام نے کس طرح ان نوجوان متبعین کے دلوں میں دینی بہادری کوٹ کوٹ کر بھر دی جو نسل و ثقافت میں اپنے پہلے متبعین کے برعکس تھے کہ اخلاص اور دینی قربانی میں انھیں کے نقش قدم پر چلنے لگے۔ میری زندگی کی قسم یہ ساری چیزیں انسان کو دہشت زدہ اور محو حیرت بنا دیتی ہیں۔

موصوفہ نے مزید لکھا ہے کہ:

کیا عرب قوم کے بچھڑے ہوئے دلوں کو ملا دینا اس نئے دین کا سب سے بڑا معجزہ نہیں ہے؟ جو عرب، قوم مختلف گروہوں میں بٹی ہوئی تھی سخت باہمی مخاصمت اور دائمی خانہ جنگی میں مبتلا ہو کر زندگی گذارتی تھی۔ وہ اب اسلام کی برکت سے اخوت و محبت، اتحاد و اتفاق اور بھائی چارگی سے زندگی گذارنے لگی۔

محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کے وصال کے بعد اسلامی حکومت کے قیام میں آپ کے خلفاء آپ کے دل کے سچے ترجمان تھے۔ انھوں نے آپ کے طریقہ کی سچی پیروی کی۔ اگر ایک جانب براعظم ایشیا میں اسلامی جھنڈا لہرایا تو دوسری جانب بحر اٹلانٹک میں اسلامی علم بلند کیا۔

ابھی محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کے وصال کے سولہ سال بھی نہیں گذرے تھے کہ جنگ قادسیہ کے بعد حکومت فارس عربوں کے ہاتھوں ٹوٹ گئی۔ جب کہ یہ شاہی حکومت مشرقی رومانی حکومت سے باہم رسہ کشی کے باعث مختلف گروہوں میں بٹی ہوئی تھی۔ جن میں سے کوئی بھی ایک دوسرے پر غالب نہیں آتی تھی۔ فارس کا بادشاہ "کسریٰ" عربوں کے خوف سے بھاگا اور چھپتا چھپاتا اپنے ملک کے آخری سرحد پر جا پہنچا اور وہیں ۳۱ھ میں مر گیا۔ اسی طرح فارس کی پوری شاہی حکومت عرب ممالک میں

AsliAhleSunnet.com

تبدیل ہوگئی۔ حکومت روم و فارس کی تہذیب و تمدن اور ان کے دینی عقائد کے مٹ جانے کے بعد ان کی رگوں میں ایک انقلاب برپا ہوگیا۔ اور اس کی جگہ ایک محکم اور نئے دین نے لے لی جو دل و دماغ اور عقل پر چھا گیا۔

یہ نظام اپنے فطری ٹھوس مبادی کی وجہ سے اس وقت کی تمام محکم جماعتوں پر غالب آگیا۔ موصوفہ نے مزید لکھا ہے کہ: حکومت فارس اور روم کے علاوہ دوسرے لوگ جو دین اسلام کے امان میں آ گئے تھے وہ اپنے ہی دین پر باقی رہے۔ انھیں حکام کی جانب سے امن و امان اور اپنی جان و مال کی حفاظت کی ہر طرح سے ضمانت ملی۔ اور ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا برتاؤ کیا جاتا تھا۔ ان کو یہ ساری سہولیات معمولی جزیہ کے عوض مہیا تھیں۔ ان کا یہ جزیہ جو مسلمانوں کو دیتے تھے وہ اس جزیہ سے بہت کم تھا جو وہ اپنی سابقہ حکومت کو ادا کرتے تھے۔ موصوفہ نے یہ بھی کہا کہ: اسلام اپنی خوبیوں کی وجہ سے ممتاز ہے، اس کی سب سے بڑی خوبی رحمت و رأفت اور عدل و انصاف ہے۔ لوگ اپنی ضروریات اور دنیاوی مصلحتوں کے ساتھ ایسے دین کے شائق تھے جس پر تمام ادیان کا اتفاق ہو اور ان کی خواہشات کی تکمیل سے قاصر نہ ہو۔ بلکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ دین ان کے امن و امان اور دنیا و آخرت کے سکون کے لئے وسیلہ ہو۔ حقیقت ہے کہ دین اسلام کے ماسوا کوئی ایسا دین نہیں ہے جس میں یہ انوکھی خصوصیات وافر مقدار میں پائی جاتی ہوں [۱]

۳۵۔ امریکی محقق "لوتروب" LOTROP کہتا ہے کہ:

دین اسلام عدل و مساوات کا دین ہے۔ اس نے اپنی کتاب "الاسلام ما خلاصتہ" کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ: انسانی زندگی میں اسلام کی نشو و نما سب سے عجیب و غریب شئی معلوم ہوتی ہے۔

اسلام کا ظہور ایسی امت میں ہوا جو بد خلق اور تہذیب و تمدن سے بالکل کوری تھی۔ اسلام کے ظہور پذیر ہوئے ابھی دس سال بھی نہیں گذرے تھے کہ بڑے بڑے ممالک کو اپنے زیر نگیں کرتے ہوئے

۱؎ الاسلام فی نظر أعلام الغرب۔

AsliAhleSunnet.com

آدھی دنیا پر چھا گیا۔ اس نے ان قدیم مذاہب کی بنیاد ڈھا دی، جن پر عرصۂ دراز سے لوگ قائم تھے اور تمام اقوام عالم کے دلوں کی کایا پلٹ دی، اور ٹھوس غیر متزلزل بنیاد پر ایک نئی دنیا آباد کر دی جسے آج ہم عالم اسلام سے یاد کرتے ہیں۔ اسلام ایسے ریگستانی صحرائی علاقہ میں رونما ہوا، جہاں مختلف قبائل و امم کے لوگ صحرا نوردی کرتے ہوئے پہونچتے تھے جن کا تاریخ میں پہلے سے بھی کوئی مقام نہیں تھا۔ ان میں اسلام بہت جلد ہی اثر انداز ہوا۔ ہر چہار عالم میں اس کی آواز گونج اٹھی، اور وہ سخت مصائب اور دشوار گذار گھاٹیوں کو عبور کرتا ہوا آگے نکل گیا۔ حالانکہ کسی بھی دوسری قوم کی کوئی قابل ذکر نصرت و ہمدردی تھی اور نہ کوئی ٹھوس طاقت اس کا سہارا تھی، اتنی شدید مشکلات کے باوجود اس کو کھلی ہوئی عجیب و غریب کامیابی حاصل ہوئی اور دو ہی صدی کے عرصہ میں البرانس اور ہمالیہ کی چوٹیوں سے لے کر صحرا، وسط ایشیا، صحرا، وسط افریقہ میں اس کا جھنڈا لہرانے لگا، اسلام کی اس محیر العقول نصرت کے بہت سے اہم و موافق اسباب تھے۔ جن میں عربوں کے اخلاق، صاحب شریعت کی تعلیم کی ماہیت و حقیقت اور ہم عصر اہل مشرق کے عام حالات زیادہ اہمیت رکھتے ہیں [1]

۳۶ - استاد "سنکس*" اپنی کتاب "الاسلام فی عصر العلم" میں محمد۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔ کے عنوان کے تحت لکھتا ہے کہ :

محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے ۵۷۰ سال کے بعد پیدا ہوئے۔ آپ کا فرض منصبی ذہن انسان کو اخلاق فاضلہ کے بنیادی زریں اصول، عقیدۂ توحید اور تصور آخرت کا پختہ یقین پیدا کر کے بام عروج پر پہونچانا تھا۔

مزید لکھتا ہے کہ :

مذہب اسلام نے دنیا میں دینی افکار و نظریات کو کافی ترقی دی اور عقل انسانی کو ان اہم بندشوں سے نجات دی جو مختلف دین سے رنگے ہوئے کاہنوں کی وجہ سے مجسمات میں جکڑی ہوئی تھی، یہ حقیقت

---

[1] حاضر العالم الاسلامی - * Prof, SYNKX

AsliAhleSunnet.com

ہے کہ اسلام ہی کی وجہ سے عقل نے عقیدۂ آخرت کے تصور سے کافی ترقی کی ہے ۔ عقیدۂ آخرت انسان کی مادی کوششوں میں اہم واسطہ ہے ۔ اور ایک ہی خدا کے سامنے سر جھکانے اور عاجزی کرنے کا بنیادی ذریعہ ہے ، اس تصور سے انسان خدائے واحد کی عبادت پر بلا کسی توسط کے قادر ہو جاتا ہے ، اور بلا کسی توسط اور انسانی سفارش سے اپنی کرامت کے زینہ سے انوار معرفت تک بآسانی پہونچ جاتا ہے اور محمد ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ تمام عبادت خانوں کے مصنوعی معبودوں کو مٹا کر بمنزلۂ واصل ہو گئے ، اور خالق مطلق کے باطل مجسموں کی تردید کر کے انسانی فکر کو ان غلط عقائد سے نجات دے کر خدا کے مقرب ہو گئے ۔ جو گذشتہ صدیوں میں ذہن انسانی کے لوازمات میں سے تھیں ۔ اور بنی نوع انسان کو ان تعلیمات کے اثرات سے اس پر مجبور کر دیا کہ اللہ کے احترام ، شکر اور محبت سے بھرپور قلبی عبادتوں کے ذریعہ اپنے دل کی گہرائیوں میں اپنے خالق حقیقی کو ڈھونڈے ۔ یقیناً انسان بغیر مذہب اسلام کے اس روشن ادبی ترقی کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا ۔ یہ ترقی ہم سے دور رہ کر اسے ایسے لوگوں کے ماحول میں حاصل ہوئی جنھیں ہم بے جا طور پر محض اس لئے وحشت و بربریت سے متصف کرتے ہیں کہ وہ ہمارے افکار و خیالات کے پابند نہیں ہیں اور علم و فکر کی دنیا میں ان کا درجہ ہم سے کمتر ہے ۔ حہ۱ لیکن ان تمام کے باوجود ہمارے لئے اس دینی تحریک کی ترقی کا اعتراف ضروری ہے ۔ اور آج تک وہاں کی مختلف امتیں برابر ترقی کرتی رہیں ۔

اسلام بذات خود آج بھی ہماری نگاہوں میں اہم ہے اگر اسے ان تمام تعلیمات سے خالص کر کے دیکھا جائے جنھیں طفیلی عوام نے داخل کر دی ہیں اور احادیث کی ان باطل شروحات کو نکال کر پھینکا جائے جنھیں فرقۂ ضالہ نے گڑھ رکھا ہے حہ۲ اور یہ سب سے اہم چیز ہو گی جسے انسان

حہ۱ شاید اس کی نگاہ موجودہ مسلمانوں کی حالت پر ہے جو اہل مغرب سے دنیاوی علوم و فنون میں پیچھے ہیں ۔ ورنہ ترقی یافتہ دور کے مسلمان تمام میدانوں میں اہل مغرب سے آگے تھے ۔ جس کا اعتراف بہت سے اہل مغرب کر چکے ہیں ۔

حہ۲ صفحہ ۱۸۸ میں ملاحظہ فرمائیے ۔

AsliAhleSunnet.com

دین اور اس کی تعلیمات سے استفادہ کرکے اپنے اور خالق کے درمیان تعلقات کو استوار کرتا ہے اور یہی اسلامی تعلیم عقل انسانی اور خدائی فطری اصول کے مطابق ہے۔ لے

۳۷- مسٹر "ہنری لاوس Mr. HENERY LOUS کہتا ہے کہ:

مستشرقین کی ایک جماعت کے لئے اس بات کا امکان ہے کہ ایک ایسی عمومی اسلامی تہذیب کے وجود کو تسلیم کریں جس کی ابتدا رتاریخ میں عہد نبوت میں اسلام کی دعوت سے ہوئی۔ پھر خلفاء راشدین

لے اس مستشرق نے طفیلی عوام کی تعلیمات سے فارس کے عجمی قبائل، یہود اور نصاریٰ کے ان باطل عقائد کو مراد لیا ہے جن سے اسلام میں داخل ہونے کے وقت متصف تھے۔ دین اسلام میں داخل ہونے کے بعد ان لوگوں نے کچھ غلط خیالات اور فاسد عقائد دین اسلام میں داخل کردیئے۔ خاص طور سے فلسفۂ یونانی عربی میں منتقل ہونیکے بعد فرقۂ ضالہ مثلاً معتزلہ، جہمیہ، باطنیہ وغیرہ اس سے بہت زیادہ متاثر ہوئے جس کے نتیجہ میں مسلمان تہتر فرقوں میں بٹ گئے۔ شروح باطلہ سے مستشرق کی مراد قرآن وحدیث کی وہ تفاسیر ہیں جنھیں اہل بدعت، باطل پرست شیعہ اور معتزلہ نے اپنے مذہبی قوانین کے مطابق گڑھ لیا ہے۔ قرآن وحدیث کو اپنے مذہب وعقائد کے تابع بنالیا ہے۔ حالانکہ انھیں خود قرآن وسنت کے تابع ہونا چاہیئے تھا۔ اس کے ساتھ بہت سے غلط عقائد وفروعات کا بھی اضافہ کردیا ہے، مثلاً بہت سے موضوع احادیث گڑھ کر اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کردیا ہے، یہی وجہ ہے کہ بہت سے علماء ناقدین کو اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ علم حدیث، اسماء الرجال، متکلم فیہ، متروکین اور جھوٹے راویوں کی تمیز کریں اور انھیں چھان بین کرکے الگ کردیں۔ اور صحیح، ضعیف اور موضوع احادیث کو واضح کردیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمارے دین اسلام کو ہر طرح کے تغیر وتبدل اور تحریف باطل سے ایسے مخلص علماء کی بدولت محفوظ رکھا ہے، جو شب وروز شریعت مطہرہ کی حفاظت اور اسے ہر قسم کی آمیزشوں سے پاک وصاف کرنے میں لگے رہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں غریق رحمت کرے اور ثواب جزیل عطا کرے۔ آمین۔

لے الاسلام فی نظر اعلام الغرب (باختصار)

AsliAhleSunnet.com

اور بنوامیہ کے دور خلافت میں اس کی نشو ونما ہوئی ۔ اس کے بعد بغداد میں عباسیوں کے دور خلافت میں پروان چڑھی ۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے مشرق سے مغرب تک مختلف اسلامی ممالک میں پھیل گئی پھر مستشرق نے شعر جاہلی کا تذکرہ کیا ہے اور اس کا انکار کرنے والوں کی تردید کی ہے ، پھر یہ کہا ہے کہ وہ عناصر جن کی وجہ سے اسلامی تہذیب وتمدن کو پروان چڑھنے اور پھلنے پھولنے کا موقع ملا وہ خالص دینی عناصر تھے جن میں قرآن وحدیث سرفہرست ہیں اور مکہ کے اندر جتنی قرآنی آیتیں اور سورتیں نازل ہوئی ہیں وہ سب محض شرعی احکام پر مبنی ہیں [۱] اور جو سورتیں مدینہ میں نازل ہوئیں ، وہ سیاسی اور معاشرتی تعمیر کو شامل ہیں ۔ اسی بنا پر مستشرقین کو قرآنی تعلیمات سے بے نیازی ممکن نہیں ہے اور جو لوگ ایسا نہیں کرتے ہیں ۔ خصوصًا ایسے حضرات جن کا یہ خیال ہے کہ اسلام کی نشاط وروح ختم ہو چکی ہے وہ قرآنی تعلیمات سے زیادہ خود مسلمانوں کی تعلیمات کو مراد لیتے ہیں ۔ برابر قرآن کی تفسیر ان احادیث سے کی جاتی ہے جو مشکل کی وضاحت اور مجمل کی تفصیل کرتی ہیں ۔ یہ احادیث عبادات وغیرہ کے تمام شرعی احکام ومسائل اور روزمرہ پیش آمدہ مسائل کو شامل ہیں ۔ فتوحات کے ذریعہ جب صحابۂ کرام نے مختلف شہروں کا دورہ کیا اور لوگوں نے ان سے علمِ احادیث حاصل کیا ۔ تو ان سے بہت سے جھوٹے قصہ گوؤں نے اخذ کیا اور جھوٹے قصے گڑھ کر ان

---

[۱] مستشرق کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اکثر مکی سورتیں توحید الوہیت ، توحید ربوبیت ، بعث بعد الموت کے اثبات اور دونوں مسئلوں پر دلائل قائم کرنے کے لئے ہوتی تھیں ۔ نیز انبیاء کے واقعات اور اپنی قوموں میں دعوت توحید کے طریق کار اور اثبات بعث کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف منکرین کا موقف اور اس پر عذاب الٰہی وغیرہ کو شامل تھیں ۔ یہ ساری چیزیں توحید الوہیت اور اثبات بعث ہی کے تحت تھیں ۔ لیکن مدنی سورتوں میں عبادات ، معاملات ، اخلاق ، اسلامی ملکی سیاست ، قصاص اور حدود وغیرہ کے احکام ومسائل بکثرت پائے جاتے ہیں ۔

AsliAhleSunnet.com

احادیث وقصص میں ملا دیا۔ مسلمان علماء میں ایسے علماء اٹھ کھڑے ہوئے جنھوں نے صحیح اور موضوع احادیث میں تفریق کی اور واضعین کی من گھڑت تمام احادیث وقصص کی تردید کر دی، جس کے نتیجہ میں صحاح ستّہ کی تدوین عمل میں آئی۔ میرا خیال ہے کہ اسلام میں سنت پر عمل کرنا سب سے زیادہ اہم ہے [۱] اور امام احمد بن حنبل اور ان کے متبعین سنت کے زیادہ پابند ہیں۔

مستشرق استاذ "الفناس غولڈ زیہر" کہتا ہے کہ:

اسلام میں فکری ارتقاء کی تاریخ سنت اور بدعت کی باہمی کشمکش سے نمایاں ہوتی ہے۔ آگے کہتا ہے کہ: اسلامی تہذیب وتمدن کی ابتداء شہروں سے ہوئی پھر ہر شہر کو اخلاق وعادات میں ایک امتیازی شان حاصل ہو گئی، بصرہ، کوفہ، مدینہ منورہ، بغداد اور اندلس ومغربی ممالک آج تک اسلامی ممالک میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ گردانے گئے۔ یہ یقینی بات ہے کہ اسلامی تہذیب وتمدن کی انفرادیت دینی عقائد کی انفرادیت ویکتائیت پر موقوف ہے۔ اس وقت مسلمانوں میں صرف فروعی مسائل میں اختلاف تھا اور سب سے بڑا اختلاف شیعہ اور سنّی کا تھا مگر موجودہ دور میں فریقین میں پھر قربت ہو گئی۔ اسلامی تہذیب وتمدن میں دینی عنصر کی جو بھی تاثیر رہی ہو فی نفسہٖ اسلام علمی

---

[۱] اس مستشرق نے سنت نبویہ کا مقام ومرتبہ پہچان لیا ہے جسے علم ومعرفت کے بہت سے دعویدار نہیں حاصل کر سکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر ان کے بعض حرام امور کی آپ تردید کریں اور ان سے انکار یا بعض مشروع امور کے چھوڑنے کی مذمت کریں تو وہ آپ کو جواب دیں گے کہ اس کا وجود قرآن میں نہیں ہے، وہ سب جاہل ہیں، بلکہ اللہ کا فرمان یہ ہے کہ "وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا" اور "واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول"، اور "فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم" سنت دین اسلام کا دوسرا ماخذ ہے۔ جس نے سنت صحیحہ یا حسنہ کا انکار کر دیا وہ فاسق اور بدعتی ہے، اور جس نے سنت سے استدلال اور اسے شرعی ماخذ قرار دینے سے انکار کر دیا وہ کافر ہے۔

AsliAhleSunnet.com

بحث و تحقیق میں رکاوٹ نہیں ڈالتا ہے۔ مسلمانوں نے علوم و فنون خصوصاً علم طب کے بہت سے ادارے قائم کئے۔ اور واقعات و حوادث کے بیان میں تمام مؤرخین اسلام کا طریقہ یکساں ہے۔ موجودہ دور کے مؤرخین کی طرح ماحول اور احوال و ظروف کا تجزیہ نہیں کرتے تھے۔ البتہ مؤرخ ولی الدین عبدالرحمٰن بن خلدون کی تاریخ نویسی کا اسلوب کچھ اور تھا، موصوف ہر کلمہ کے معانی کی تاریخ میں اصول نقد بھی بیان کرتے تھے۔ تاریخی واقعات کے علل و اسباب اجتماعی نظریات کی روشنی میں بیان کرنے کا اہتمام کیا۔ اسلامی تہذیب و تمدن کی وحدت و انفرادیت کی سب سے نمایاں صورت شعر و ادب ہے، تمام مسلمانان مشرق و مغرب عربی اشعار کی تعلیم و تعلم میں متحد رہے جو اسلامی ممالک میں باہمی علاقے کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ مسلمانوں میں اسلامی تہذیب کی وحدت کا اہم سبب عربی زبان ہے اور اس زبان کے ترقی یافتہ ہونے کا بنیادی سبب یہ ہے کہ یہ سرکاری اور دینی و سماوی زبان ہے اور قرآن و حدیث سمجھنے کے لئے عربی زبان کا جاننا کلی طور پر ضروری ہے۔

مستشرق نے یورپ میں اسلامی تہذیب و تمدن کے اثرات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ: موجودہ دور میں مستشرقین کی خصوصیت یہ ہے کہ مختلف طریقے سے ان علوم کی بحث و تحقیق پر مصر ہیں جنھیں قرون وسطیٰ میں نصرانی امتوں نے حاصل کیا۔ ہمارے لئے تاریخی علوم کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے تاکہ قرون وسطیٰ میں انگریز مدارس پر مسلمانوں کے علمی تحریک کے اثر کا اندازہ لگائیں۔ ہماری فرانسیسی زبان آج تک ان الفاظ کو محفوظ رکھے ہوئے ہے جنھیں اس نے عربی زبان سے ماخوذ کیا تھا۔ ہمارا یہ اشارہ مزید اقتباس و تاثیر کے لئے بطور نمونہ از خروارے ہے۔

پھر مسلمانوں کی ثقافت و حضارت کے اسباب زوال کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

عالم اسلام میں تنزلی کی ابتدا پندرہویں صدی عیسوی سے شروع ہوئی، مسلمانوں کے مابین اس تنزلی کے اسباب و علل برابر موضوع بحث بنے رہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ: اس تنزلی کا بین سبب یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے اسلاف کرام کے طرز عمل کو چھوڑ دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اجتہاد کا دروازہ بند ہو گیا۔ کچھ اہل یورپ کا نظریہ ہے کہ: مسلمانوں کی تنزلی کا واحد سبب یہ ہے کہ: مسلمانوں نے فلسفۂ ارسطو

AsliAhleSunnet.com

کی تحقیق وتفتیش ترک کردیا ہے۔ مغربی ماہرین اور سائنسدانوں کا خیال یہ ہے کہ مسلمانوں کے انحطاط کی اصل وجہ ہے کہ: انھوں نے صنعتی امور میں کوتاہی برتی، اس سے غافل ہو گئے۔ جب کہ دوسری امتوں نے اس سے کافی دلچسپی لی اور بڑھ چڑھ کر اس میں حصّہ لیا[1] رہا مسلمانوں کا طباعت وغیرہ میں ترقی کرنا تو اسے مسلمانوں نے اخیر دور میں اپنایا، اگر اسے شروع ہی سے اپناتے تو اس کا بہترین اثر مرتب ہوتا۔

مسلمانوں کے موجودہ حضارت وثقافت کے بہت سے اسباب ہیں۔ جن میں سب سے اہم سلفی تحریک ہے، جس کا واحد مدعا یہ ہے کہ مسلمان اپنی پہلی حالت کی طرف پلٹ جائیں، اور کتاب و سنت ہی کو اپنے تمام امور کا بنیادی عنصر قرار دیں۔ یہ تحریک علامہ ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد نبیل علامہ ابن القیم کی ذات سے وجود پذیر ہوئی۔ میرا خیال ہے کہ مشرقی ممالک میں مسلمانوں کی کچھ جماعتوں نے اس تحریک کو حرزِ جان بنایا اور اسی پر عمل پیرا ہوئے۔ اور مغرب میں بھی یہی چیز میرے مشاہدے

---

[1] مسلمانوں کے انحطاط کا سب سے اہم اور بنیادی سبب یہ ہے کہ: مسلمانوں نے کتاب اللہ وسنت رسول کی پیروی کرنی چھوڑ دی۔ اور اکثر لوگ دین کے حدود سے تجاوز کر گئے۔ ہمیشہ اور ہر جگہ مسلمانوں کے تنزل کے اسباب یہی ہیں۔ اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ: مسلمانوں کا صنعت وحرفت، علوم وفنون اور تہذیب وتمدن میں پیچھے رہنا باہمی خانہ جنگی اور انتشار واختلاف کا شکار ہونا قرآن وسنت کے منافی ہے جو دینی اور دنیاوی ہر طرح کے حصول علم کا حکم دیتے ہیں۔ سعی پیہم، کسب معاش، صنعت وتجارت، زراعت اور ہر مفید طریقہ کو اپنانے کا حکم دیتے ہیں۔ قرآن وسنت کا خاصہ زور مسلمانوں میں اتحاد واتفاق باہمی میل وملاپ، اور معاشرتی یکتائی پیدا کرنا اور انھیں تحزب وخانہ جنگی اور باہمی نفاق وانتشار سے بچانا ہے، ان تمام اسباب پر غور وفکر کرنے کے بعد یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ: مسلمانوں کو یہ انحطاط صرف اور صرف قرآن وسنت سے اعراض کرنے کی وجہ سے لاحق ہوا ہے۔ مگر اجتہاد کے دروازہ کو بند کر دینا بھی تنزلی کے اسباب میں شامل ہے۔

AsliAhleSunnet.com

میں آئی۔

مسلمانوں کی موجودہ ترقی میں سید جمال الدین افغانی اور شیخ محمد عبدہ کا اچھا خاصہ فکری وانقلابی اثر ہے۔ جو درحقیقت سلفی تحریک ہی سے ملتا جلتا ہے۔

میں نے اس فکری انقلاب کے اثرات کو مشرق ومغرب کے مختلف اسلامی ممالک میں دیکھا ہے[۱]

۳۸۔ "جنیوا یونیورسٹی کے مدیر ایڈورڈ مونتیہ*" نے "الاسلام ینتشر بنفسہ" کے عنوان پر ایک محاضرہ میں کہا کہ:

دین اسلام بہت جلد پھیلنے والا دین ہے۔ جو فی نفسہ بغیر کسی تحریک کی تشجیع ومعاونت کے پورے عالم پر پھیلتا جارہا ہے۔ اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ ہر مسلمان فطری طور پر مبلغ ہے، مسلمان کا ایمان ٹھوس اور محکم ہوتا ہے۔ جو اس کے دل ودماغ پر غالب ہوجاتا ہے۔ یہ صرف دین اسلام ہی کی خصوصیت ہے جو دوسرے ادیان میں قطعاً نہیں پائی جاتی۔ اور اسی وجہ سے ہم مسلمانوں کو ہر جگہ اور ہر حال میں دین ہی کے شرارے اگلتے ہوئے دیکھتے ہیں، اور وثنیین میں سے جو بھی مسلمانوں کے قریب ہوتا ہے وہ بلا متاثر ہوئے نہیں رہتا۔ میری زندگی کی قسم! اسلامی ایمان کی یہ محکم قوت اس کے تیزی سے پھیلنے کی سب سے بڑی فضیلت ہے اسلام اپنے ماننے والوں کو ایمان کی قوت عطا کرنے کے ساتھ ان کی اقتصادی اور معاشرتی حالت کو بھی ماحول کے مطابق بہتر بنادیتا ہے۔ اسلام کو اپنے دائرہ کا اہل بنانے کی عجیب قوت وتاثیر حاصل ہے جیساکہ دین متین کا تقاضہ ہے بلاشبہ اسلام انسانوں کی تمدنی، اجتماعی، دینی، اخلاقی اور اقتصادی ترقی کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ اسلام بنفسہ ایسی تہذیب ہے جو کسی سے مستفاد نہیں، مسلمان گاہے باہے تنزل کا شکار ضرور ہوتے۔ مگر موجودہ دور میں پھر وہ خواب غفلت سے بیدار ہوگئے ہیں۔ اور ہر چہار جانب اپنی تہذیب وتمدن اور تعمیر وترقی کا پرچم لہرارہے ہیں۔ ساکنانِ عالم کے لئے اسلام کی تاثیر مسیحی تاثیر سے

---

[۱] "الاسلام فی نظر اعلام الغرب"، از حسین عبداللہ باسلامہ

* LADWARD MONTIEH

AsliAhleSunnet.com

کہیں زیادہ مفید ہے کیونکہ وہ افریقی ممالک جہاں مسیحیت کا زور تھا خود مسیحی وہاں بے اثر اور کمزور ہو کر رہ گئے ہیں۔ جب کہ وہاں اسلام کی اجتماعی، دینی، اخلاقی اور اقتصادی عظمت و قوت ہر طرح سے نمایاں اور اثر انداز ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وسط افریقہ، ترقی یافتہ ممالک اور عالمی تمدن کیلئے اسلام ایک مستحکم اور ہر ایک کے مناسب حال قوت ہے۔ اسلام کی یہ ایسی خصوصیت ہے جو کسی بھی دین، تحریک اور اجتماعی نظریے میں نہیں پائی جاتی [۱]

۳۹۔ اٹلی کے مشہور ڈاکٹر "انسپاٹو" INSPATTU کا بیان ہے کہ:

علمی فیضان اور فکری دوستی [۲] اسلام کی ایسی دو نمایاں صفات ہیں جو اپنے متبعین کو تہذیب و تمدن کے بام عروج پر پہونچا دیتی ہیں [۳]

۴۰۔ مسٹر "ولز" Mr. WELLS کہتا ہے کہ:

ہر وہ دین جو انقلابات زمانہ کے ساتھ لوگوں کے تمدنی حالات کی رعایت نہ کر سکے اس کی پرواہ کئے بغیر اسے دیوار پر مار دو۔ اس لئے کہ ایسا دین اپنے متبعین کے لئے شر و فساد اور ہلاکت کا باعث ہے۔ درحقیقت دین اسلام ہی کی خصوصیت ہے کہ وہ ہر زمانہ میں لوگوں کے تمدنی حالات کی رعایت کرتا رہتا ہے۔ اگر کسی کو اس کی معلومات بہم پہونچانی مقصود ہو تو وہ قرآن کا مطالعہ کرے [۴] خاص کر معاشرہ کی تعمیر و ترقی کے لئے اس کے عملی نظریات اور اصول و قوانین کو بنظر غائر دیکھے کیونکہ

---

[۱] الحدیقہ ج ۱۱ ص ۲۴۲ - محب الدین الخطیب۔

[۲] مستشرق کی اس سے مراد شاید یہ ہے (اللہ اعلم بالصواب) کہ تمام علماء اسلام سلف و خلف نے تعلیم و تعلم کے جو دروازے کھولے اور تمام انسانوں میں جمیع افکار و نظریات اور ٹھوس اصول و مبادی کی نشر و اشاعت کی۔ یہ دونوں اسلام کی صفات اور اس کی علمی ترغیبات میں سے ہیں۔

[۳] الحدیقہ ج ۱۵ ص ۱۶۳ - محب الدین الخطیب۔

[۴] الحدیقہ ج ۷۔

AsliAhleSunnet.com

قرآن ایک دینی، علمی، معاشرتی، اصلاحی، اخلاقی اور تاریخی کتاب ہے۔ قرآن کریم کے بہت سے اصول و قوانین پر آج بھی عمل کیا جا رہا ہے اور قیامت تک عمل کیا جاتا رہے گا۔ ایک شخص نے مجھ سے اسلام کے مکمل تعارف کا مطالبہ کیا تو میں نے اسلام کا بایں الفاظ تعارف کرایا۔

کوئی شخص ایسا دور نہیں پیش کر سکتا جس میں دین اسلام تہذیب و تمدن اور تعمیر و ترقی کے منافی رہا ہو۔ نبی محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بیک وقت ایک کسان، حکیم، سیاستدان، اور قائد امت تھے۔ اگر آپ احادیث پاک کا بغور مطالعہ کریں تو میرے قول کی صداقت کا علم بخوبی ہو جائے گا۔ نمونہ کے لئے محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کا فرمان ذیل کافی ہو گا۔

"نحن قوم لا ناکل حتی نجوع واذا اکلنا لا نشبع" ہم ایسی قوم ہیں کہ بھوکے ہونے پر کھاتے ہیں اور کھاتے ہیں تو بھر پیٹ نہیں کھاتے۔

صحت و عافیت کے لئے آپ کا یہ ایسا بنیادی اصول ہے جس سے بڑھ کر دوسرا کوئی اصول اطبا اپنی کثرت اور مہارت کے باوجود بھی پیش نہ کر سکے۔ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں تمام خوبیاں موجود تھیں، وہ آسائش زندگی سے بہرور اور سراپا اقبال مند تھے۔ ہر مسلمان کے لئے آپ کے اس کار آمد اصول کا علم اور اس پر عمل ضروری ہے۔

مسٹر ویلز آگے کہتا ہے کہ:

محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہی وہ شخص ہیں جو مختصر سی مدت یعنی چوتھائی صدی میں دنیا کی دو بڑی سلطنتوں پر غالب آ گئے۔ اور تاریخ کو ایک نئے موڑ پر لگا دیا، خانہ بدوش قوم کو سرکشی سے روکا۔ اور وہ شجاعت و لشکر کی پاسبانی، مقتول کا خون بہا لینے اور اپنے آباء و اجداد کے آثار کی اتباع کرنے میں شہرت یاب ہو گئی۔ جس سے رومانی حکومت بھی عرب قوم پر غالب نہ آ سکی ہر شخص کو یقین کامل ہے کہ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کو اپنے دشمنوں پر غلبہ پانے کی قوت من جانب اللہ عطا تھی [1]

---

[1] الحدیقۃ ج ۷۔

AsliAhleSunnet.com

۴۱۔ مشہور فرانسیسی مؤرخ "لاقیس" LAQIS کہتا ہے کہ :

محمد۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔ بچپن ہی سے صداقت میں مشہور تھے اس لئے انھیں امین کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

۴۲۔ "مارکس مایر ہوف" MARX MAYORHOOF کہتا ہے کہ :

محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۶۱۰ء ہی سے خلوت اور فکر و نظر میں غرق رہتے تھے۔ وادی کی طرف نکل جاتے اور تن تنہا مکہ سے قریب غارِ حرا میں ٹھہرے رہتے۔ ایک دن خواب دیکھا کہ [1] ان کے پاس جبریل امین تشریف لائے اور انھیں ایک کتاب عطا کی اور اس کی ۹۶ ویں نمبر سورۃ "العلق" کی یہ آیات انھیں پڑھ کر سنائیں "اقرا باسم ربک الذی خلق، خلق الانسان من علق، اقرا، وربک الاکرم، الذی علم بالقلم، علم الانسان مالم یعلم"، اس کے بعد ان پر وحی کے ذریعہ یہ کلام نازل ہوا۔ تو اپنی بیوی (خدیجہ) کے پاس آئے اور ان سے واقعہ بیان کیا۔ دوبارہ ان پر وحی نازل ہوئی اور اس کا احساس ہوا تو چادر اوڑھ لی اور یہ کلمات سنے :

"یا ایھا المدثر، قم فانذر، وربک فکبر، وثیابک فطھر، والرجز فاھجر، ولا تمنن تستکثر ولربک فاصبر"، اسی وقت سے ان کو یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ایک نئے عقیدہ کا مبلغ منتخب کیا ہے اور رسول اللہ کے نام سے یاد کیا ہے [2] تاکہ امت کو عربی زبان میں

---

[1] حضرت جبریل امین کے غار حرا میں نازل ہونے سے چھ ماہ قبل ہی سے آپ سچے خواب دیکھا کرتے تھے۔ غار حرا میں آپ پر وحی کا نزول بیداری کی حالت میں ہوا۔ حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا ! اقرأ آپؐ نے فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا حضرت جبرئیل نے اس بار آپ کو دبوچا پھر چھوڑ دیا اور کہا اقرأ : آپؐ نے فرمایا ! میں پڑھنا نہیں جانتا حضرت جبریل نے اس بار آپ کو اور زور سے دبوچا اور چھوڑ دیا۔ فرمایا : اقرأ باسم ربک الآیۃ۔ شاید مستشرق نے یہ قول مستشرقین کی بعض کتابوں سے لیا ہے۔

[2] اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول کہا ہے مثلاً : فرمایا ! قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ (باقی ص ۱۹۷ پر)

AsliAhleSunnet.com

اللہ کی دعوت دیں۔

مستشرق آگے کہتا ہے :

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ محمد۔صلی اللہ علیہ وسلم۔کو کوئی اعصابی یا مرگی کا مرض لاحق ہو گیا ہے۔مگر اُن کی پوری زندگی شاہد ہے کہ ان میں اس جیسی کوئی بیماری نہ تھی اور یہی چیز آپ کی لائی ہوئی شریعت اور نظام زندگی سے بھی ثابت ہے۔

۴۳۔ "غودفرواد جی ایف مبومبین اور بلاٹونوف" GODFRO ADEMPOMBIN AND PLATONOF اپنی بے مثیل بحث و تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہونچے کہ :

"نصرانیت ہمیشہ گمنام رہی"

میری نظر میں مذکورہ دونوں مستشرق اسلام کے بہت سے متفقہ امور سے واقف ہیں۔اپنی تاریخ کی ساتویں جلد صـ۱۳۲ پر لکھتے ہیں :

محمد۔صلی اللہ علیہ وسلم۔اور دنیا کی کسی بھی بڑی شخصیت کی حقیقی تصویر پیش کرنی غیر یقینی ہے ان کی روایتی تاریخوں اور خلف کی تمثیلی صورتوں میں صرف آپ کی روح ظاہر ہے۔موجودہ حقیقت کو اگر اعتقادات سے جدا کر کے دیکھا جائے تو محمد۔صلی اللہ علیہ وسلم۔کی ذات فلسفہ کا ایک باب ہوگی مگر ہم اس کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔البتہ ہمیں یقین کامل ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔تمام قسم کی غلط بیانیوں اور امراض سے پاک تھے۔انھیں خدا داد بخشش اور عطیے نصیب تھے،جن سے اپنے معاصرین کی قیادت کرتے تھے۔بخشش سے مراد لشکر کی پاسبانی کی قوت،طہارت نفس،بہترین خصائل اور مؤثر اسلوب ہیں۔محمد۔صلی اللہ علیہ وسلم۔بہت بڑے عابد تھے،تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک نمونہ تھے۔ان میں رسالت کی حرارت،دنیوی امور کا ملکہ اور رسالت کی کامیابی کے لئے ضروری وسائل سمجھنے کی قوت

صـ۱۹۶ کا بقیہ :۔ الیکم جمیعا الذی له ملك السموات والارض۔دوسری جگہ فرمایا :

محمد رسول اللہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم۔

AsliAhleSunnet.com

یکساں طور سے موجود تھی۔ تمام مؤرخین اور مستشرق انگریز "ولز" (جس نے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر کچھ تنقید کی ہے۔) اس پر متفق ہیں کہ آپ کی صداقت پر سب سے روشن دلیل یہ ہے کہ ان پر ایمان لانے والے ان کے مقربین تھے۔ جو ان کے رازہائے زندگی سے واقف تھے اگر ذرا بھی ان کی صداقت پر شک کرتے تو ہرگز ان پر ایمان نہ لاتے۔

مستشرق "ولز" آپ پر ناحق تنقید کرنے کے باوجود بہت سے حقائق کا انکار نہ کر سکا۔ اس کا خود عقیدہ ہے کہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ کے مذہب میں نرمی و مہربانی اور اخوت و بھائی چارگی کی حقیقی روح موجود تھی اور وہ ایک سادہ مذہب تھا جسے بآسانی سمجھا جاتا تھا۔ محمد۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔ مکارمِ اخلاق، علو نفس اور تمام خوبیوں کے جامع تھے جن سے دیہاتی انتہا درجہ محبت رکھتے تھے [۱]"

میرا خیال ہے کہ شہری اور عقل سلیم رکھنے والے تمام لوگ آپ پر سچے دل سے فدا تھے۔

۴۴۔ "کاین بیلر" CAYEN PILER اسلام کی بابت کہتا ہے کہ:

اسلام نصرانیت کے مقابلہ میں کافی ترقی پذیر ہے۔ نصرانیت دین اسلام سے بعض ناحیہ میں پیچھے رہ گئی۔ کیونکہ نصرانیت نے جس وقت امت مسلمہ کو اپنے طریقے پر لانے کے وسائل اختیار کیا، تو اس کی ہوا اکھڑ گئی اور اسلام کے سامنے جو جال بچھایا اس کی رسی ہی ٹوٹ گئی۔ دین اسلام اب بھی مراکش سے یافا اور زنجبار سے چین تک پھیل رہا ہے، وسط افریقہ میں بھی حیرت انگیز قدم رکھ چکا ہے۔ بہت سی امتیں اس سے بغل گیر ہو چکی ہیں۔ ایشیا اور افریقہ میں اس کے قدم راسخ ہو چکے ہیں، وہ بلاشبہ اخوت و مساوات کا سبق دیتا ہے [۲]

۴۵۔ میجر آرتھر گلین لیونارڈ ARTHUR GLIN LEONARD کا قول ہے کہ:

---

[۱] تاریخ العالم۔

[۲] الاسلام دین الانسانیۃ۔ از محمد عبد المنعم خفاجی۔ ط ۱۔

AsliAhleSunnet.com

اسلام کے مقابل میں یورپ کی حالت تمام ناچیز سے گری ہوئی تھی۔ اسلام نے محاسن کے انکار کرنے یا ان پر عیب لگانے کے بجائے ہمیشہ شکریئے کا اظہار کیا ہے، اس کے برخلاف یورپ نے آج تک کبھی بھی، اخلاص اور قلب سلیم سے دائمی دین اسلام کا اعتراف نہیں کیا ہے، جو تربیت اور اسلامی تہذیب وتمدن کا سبق دیتا ہے، مگر یورپ نے تاریک دور میں محض وحشیت اور جہالت میں مبتلا ہونے کے باعث کوتاہی اور لاپرواہی کے ساتھ دین اسلام کا اعتراف کیا ہے۔

عربوں کا خیال ہے کہ اسلامی تہذیب وتمدن علم وفضل اور کثرت آبادی میں بلند معیار تک پہونچ گئی۔ اسلامی تہذیب نے یورپ کی اٹھتی ہوئی چنگاری کو روشنی عطا کی اور اسے انحطاط سے بچا لیا۔ ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ ہم تہذیب وتمدن کی بلند چوٹی پر ہیں۔ اگر اسلامی تہذیب وتمدن، اس کا علم وفضل، عربوں کی عظیم آبادی اور ان کے مدارس کا حسن انتظام نہ ہوتا تو آج یورپ جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا ہوتا۔ کیا یہ لوگ اس وقت کی اسلامی رواداری بھلا دیں گے، جب کہ یورپ کی حالت بہت ہی سخت اور دگرگوں تھی۔ اور روم اور فارس کے دور انحطاط میں جب کہ یورپ کے سواد اعظم وحشت کی تاریک بدلیوں میں محصور تھے۔ اسلامی خلافت کے احسان کو بھلا دیں گے، جس نے انھیں نشاط وتوانائی عطا کی ہے۔

کیا یورپ محض بغض وعناد اور ناشکری کے باعث ان کے کارناموں اور ان کی اس شہرت کو بھلا دے گا۔ جو اپنے بعد کی نسل کیلئے کتابوں میں نقش کالحجر کر گئے۔ کیا ہم نے دور اول خاص طور سے دور عباسی کے عالم اسلام کی عجیب وغریب ذہنی نشاط کے منظر کو نظر انداز نہیں کر دیا ہے۔ کیا ہم نے اس زبردست خسارہ کو نہیں بھلا دیا ہے جس کا الزام ہم نے ادبیات عرب پر لگایا ہے۔ بلکہ یہ ایسا جرم ہے جس کا الزام ہم نے تمام عالم اسلام پر محض جہالت اور غلط کارکردگی کی بنا پر اس طرح سے لگایا ہے کہ مسیحی تعصب وتنگ نظری نے ہمیں ہزاروں کتابوں کے دریا برد کرنے پر ابھارا ہے کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ یورپ کے مسیحیوں نے آج تک عربوں کی ناشکری کے لئے اپنی انتھک کوشش صرف کر دی ہے۔

AsliAhleSunnet.com

عربوں کے یہ عظیم احسانات ہیں جو تا دیر مخفی نہیں رہ سکتے ، اب یورپ اور پوری مسیحی دنیا کو اسلام کی خوبیوں اور اپنی غلطیوں کا اقرار کرنا پڑے گا اور پوری دنیا کے سامنے واجبی شکر کی ادائیگی میں کوتاہی کو ماننا پڑے گا ۔ اور یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ اسلام ایسا ابدی دین ہے جس کے نصرانیت پر احسانات ہیں ۔

۴۶ ۔ " آرتھر روز " ARTHUR ROSE اپنی کتاب " شہود تاریخ یسوع " میں لکھتا ہے :

اسلام منفرد اور یکتا دین ہے ، ہمیں یقین ہے کہ اس کا مؤسس ایسا فرد بشر ہے ، جس کا حقیقی اور تاریخی وجود ہے ۔

۴۷ ۔ " ویل دیورانت ★ " اپنی کتاب " قصۃ الحضارۃ " کے مقدمہ میں رقم طراز ہے :

یورپ کافی تیزی کے ساتھ تنزلی کی جانب مائل ہے ۔ عربوں کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ اہل مشرق کی خوشگوار زندگی کے فضائل و برکات سے لاعلمی کا اظہار کر بیٹھے اور تاریخ نویسی میں دوسروں کی تقلید پر مصر رہے اور یونان ایشیا کی تہذیب و تمدن کے تذکرہ کے لئے بمشکل ایک سطر کی قربانی دے سکے ۔

دوسرے مقام پر کہتا ہے کہ :

جب ہم عوام میں اہم شخصیتوں کے اثر و رسوخ کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ : محمد ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کی ذات تاریخ کی سب سے عظیم شخصیت تھی ۔ ان کا فیصلہ تھا کہ ان قبائل میں روحانی اور اخلاقی معیار بلند کئے جائیں ۔ جنھیں موسمی حرارت اور صحراء کی خشکی[۱] نے انتہائی تیرگی میں ڈال رکھا تھا ۔ محمد ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ اپنے مقصد میں اس طرح کامراں ہوئے کہ پوری تاریخ میں کوئی دوسرا مصلح ان کا ہمسر نہ ہو سکا ۔ مشکل ہے کہ ہمیں کوئی ایسا انسان مل سکے جو اپنے ہر خواب کو سچ کر

---

[۱] موسمی حرارت اور صحراء کی خشکی کے بجائے جہالت اور آباء و اسلاف کی تقلید نے انھیں تیرگی میں ڈال رکھا تھا ۔

★ WELL DEORAND

AsliAhleSunnet.com

دکھادے [1] مگر محمد اپنے دین کے ذریعہ اپنی ہر مراد میں کامراں ثابت ہوئے [2]

ویل ڈیورانت آگے کہتا ہے کہ :

قرآن سادہ دلوں کو سچا عقیدت مند بناتا ہے ان کے عقائد میں کوئی ابہام و پیچیدگی نہیں ہوتی مقررہ اصول اور دینی و مذہبی طریقوں سے تقلید کی بیڑیوں سے نجات پا جاتے ہیں۔ بت پرستی اور کہانت سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ مسلمانوں کے اخلاقی اور ثقافتی معیار بلند ہو جاتے ہیں۔ قرآن کو بہت بڑا شرف اور اعزاز حاصل ہے کہ اس نے ان میں اجتماعی نظام اور وحدت کے اصول قائم کئے اور جسمانی اصولوں کے پیروی کی ترغیب دی۔ اور بہت سے خرافات، بلکہ تمام اوہام و خرافات، ظلم و ستم اور سنگ دلی سے انھیں آزاد کر دیا، غلاموں کے حالات بہتر بنائے، ذلیل و خوار اور رسوا دلوں کو عزت و شرافت عطا کی، مسلمانوں میں مساوی درجہ قائم کیا اور شہوت پرستی سے انھیں نجات دلائی، جس کی دنیا کے کسی بھی گوشے میں کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔ اسلام نے انسان کو

---

[1] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا اور نہ آپ نے اس کی تمنا کی بلکہ آپ اللہ کے حکم کے مامور تھے۔ شرک و کفر کی وجہ سے امت کا عذاب نازل ہونے سے ڈرتے تھے۔

[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو توحید کی ہدایت اور سیدھے راستے کی اتباع کے بجائے کبھی بھی دین کی طرح جاہ و حشم، دولت و ریاست کی تمنا نہیں کی۔ ان لوگوں کی طرح اور بہت سے لوگ اسلامی تصنیفات کے بجائے مستشرقین کی کتابوں اور بعض نامناسب مترجم کتابوں سے اسلام کا مطالعہ کرنے کی وجہ سے اسلام کی صحیح حقیقت سے واقف نہ ہو سکے۔ جس کے باعث مذاہب کے دعویدار اور اصلاحی لیڈروں پر قیاس کر کے آپ کی شان میں اس قسم کی عبارتیں لکھ ڈالیں۔ بہر حال حقیقت کچھ بھی ہو، ہمیں ان کی مناسب باتوں پر ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے اور تعبیر کی غلطیوں پر انھیں معذور سمجھنا چاہیئے۔ اس طرح کی تعلیق سے ہمارا مقصود قارئین کو بعض کلمات اور ان تعبیرات پر متنبہ کرنا ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کی سچی تعبیرات کے خلاف ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

سبق دیا کہ زندگی کے حوادث سے پنجہ آزمائی کرے، کسی شکوئی یا تساہلی کا اظہار کئے بغیر اس کی بیڑیوں کو برداشت کرے۔ اسلام نے انسان کو وسعت پسندی پر ابھارا جس کی تاریخ نے نہایت ہی روشن طریقے سے شہادت دی ہے۔ مستشرق "ویل دیورانت" نے دین اسلام کا ایسا تعارف کرایا اور اس کے ایسے حدود متعین کئے کہ مسیحی اور صحیح عقیدت مند یہودی کو اس کے قبول کرنے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔

مذکورہ مستشرق اسلامی تہذیب کی بابت اپنا آخری بیان اس طرح دے رہا ہے کہ:

اسلام ۷۰۰ء سے ۱۲۰۰ء تک کم از کم پانچ سو سال تک پوری دنیا کو قوت وسطوت، نظام و سلطنت، ظرافت وخوش خلقی بلندئی معیار، انسانی قانون سازی، دینی عفو وکرم، آداب، علمی بحث ومباحثہ، علوم وفنون اور طب وفلسفہ میں باکمال سمجھتا تھا۔

۴۸۔ شہنشاہ نپولین بوناپارٹ Emperor NEPOLIAN BONAPART کا بیان ہے کہ:

اسلام نے تمدن میں سیرت کو نمایاں حیثیت دی ہے وہ وحدانیت کا علمبردار ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ قرآن کے ذریعہ اس حقیقت کو جسے موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام نے پیش کیا تھا۔ جزیرۂ عرب وافریقہ اور جزیرۂ ہند تک پہونچا دیا اور بت پرستی کا استیصال کرکے اس حقیقت کی تکمیل کردی۔

مستشرق مورخ نے یہ بھی کہا کہ:

اسلام غریب وامیر دونوں کا یکساں دین ہے۔ مجھے اسلام میں ایسی قوت نظر آئی جو گرجا کے اصول، ان کی اصلاحی کوششوں اور کہانتوں میں نہیں پائی جاتی۔

۴۹۔ مسٹر "ولیم چارڈ"* اپنی کتاب "الاسلام والکنیسۃ الشرقیہ" میں لکھتا ہے کہ:

ماضی کی تاریخ میں اسلام کی طرح تیزی سے پھیلنے اور اس کی وسعت وترقی کی کوئی مثال نہیں مل سکتی۔

۵۰۔ مستشرق ماسنیون MASNYON کہتا ہے کہ:

اسلام نظریۂ مساوات کے اثبات میں کافی متشدد ہے۔ اس طرح کہ زکوٰۃ فرض کرکے یہ ضروری

* Mr. WILLIAM SHAD

AsliAhleSunnet.com

قرار دیا کہ ہر فرد زکوٰۃ کا مال بیت المال میں جمع کرے - اسلام سودی قرض اور ایسے ٹیکسوں کا مخالف ہے جو بالواسطہ طور پر اولین ضرورتوں پر لاگو کئے جاتے ہیں - وہ انفرادی ملکیت اور تجارتی راس المال دونوں کا موافق ہے اس لئے بر جوازئی نظریۂ سرمایہ داری اور بالشویکی کمیوزم کے نظریات کے مابین ایک معتدل مقام اور حیثیت رکھتا ہے -

مستشرق آگے کہتا ہے کہ :

اسلام کا ماضی شاندار ہے کہ اسی نے تمام قبائل کا تعاون کیا اور انھیں قوت فہم و فکر عطا کی - ماضی میں اسلام کے سوا دوسری سوسائٹی کو یہ اعزاز نہیں حاصل ہوا کہ ایسے قبائل کو ایک کلمہ پر متفق کر دیا ہو جو حقوق و واجبات میں مساوات کے قائل نہیں تھے -

۵۱ - " وہ مارکس " KARL MARX نظام زکوٰۃ کی بابت کہتا ہے کہ :

زکوٰۃ ایک دینی فریضہ ہے جس کی ادائیگی تمام لوگوں پر ضروری ہے - یہ ایک دینی وصف ہی نہیں ایک عمومی اجتماعی نظام بھی ہے - محمدی حکومت کے لئے ذخیرے کا ایک ایسا سرچشمہ ہے جس سے وہ غریبوں کی مدد اور تعاون کر سکتی ہے - یہ نظام نہایت ہی ٹھوس اور پسندیدہ ہے - اس میں کسی قسم کا ظلم و استبداد نہیں ہے اور ہنگامی کیفیت نہیں ہے - اس اچھوتے نظام کی بنیاد عام انسانی تاریخ میں سب سے پہلے دین اسلام نے ڈالی - زمین داروں ، تاجروں اور مالداروں کو اس زکوٰۃ کی ادائیگی پر مجبور کیا جاتا ہے تاکہ حکومت محتاجوں اور مفلسوں کی امداد کرے ، زکوٰۃ نے حکومت کی مختلف جماعتوں کی احاطہ بندی ختم کر کے سب کو ایک منصفانہ اجتماعی سوسائٹی میں جمع کر کے ایک امت بنا دیا ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اسلامی نظام کا قیام خود غرضی اور دشمنی کی بنیاد پر نہیں ہوا ہے -

۵۲ - " فرانس کے مجلہ ریفو بارلنیترا " کا مدیر مسٹر " چامپین " Mr. CHAMPON کہتا ہے کہ :

اگر فرانس میں " چارل مارٹل " کا وحشی لشکر عرب پر غالب نہ آتا تو فرانس قرون وسطیٰ میں تاریکیوں میں مبتلا نہ ہوتا اور اس کی قباحتوں سے دوچار نہ ہوتا اور نہ دینی اور مذہبی تعصب کے باعث خانہ جنگیوں کا شکار ہوتا - چارل مارٹل کے وحشیانہ غلبہ ہی کا نتیجہ ہے کہ اسپین محکمہ تفتیش کے عیب و عار

AsliAhleSunnet.com

سے نجات نہ پاسکا اور فرانس آٹھ صدی تک عرب سے تمدن میں پیچھے رہ گیا، ہم علم وفن اور صنعت و حرفت میں عرب قبائل کے ممنون ہیں حالانکہ ہمیں یقین ہے کہ ہم فضائل میں ان قبائل سے بڑھ کر ہیں۔ عرب آٹھ صدی تک کمال انسانی کا نمونہ بنا رہا۔ جب کہ ہم وحشت و بربریت کا نمونہ تھے۔ یہ محض کذب اور ایک افترا ہے کہ آج وہ اسی وحشت وجہالت کا نمونہ ہیں، جن کا ہم ماضی میں نمونہ تھے۔

۵۳۔ مسٹر کلوڈ فاریر Mr; CLOD DARYER نے جرجی زیدان کی تصنیف "العباسۃ اخت الرشید"، کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا ہے اس کے مقدمہ میں لکھتا ہے کہ:

انسانیت خاص طور سے مغربی دنیا ۷۳۲ء میں عظیم جانکاہ حادثہ کا شکار ہوگئی، جس کی قرون وسطیٰ میں کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔ اس کا اثر زیادہ نہیں تو سات یا آٹھ صدی تک ضرور رہا۔ ابتدا میں کچھ آثار نظر آئے جو جانکاہ حادثہ بن گیا جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا نے تہذیب وتمدن میں ترقی کے بجائے تنزلی کی راہ لے لی۔ دراصل یہ حادثہ افرنگیوں کے لشکر میں "الھارکا"، کے وحشیوں کا دردناک غلبہ ہے جس کا قائد "چارل مارٹل"، تھا اس نے عرب اور بربر کے قائد عبدالرحمٰن کے فوجی دستے سے جنگ کی۔ ابھی وہ ضروری مقدار میں فوج اکٹھا نہ کرسکا تھا اس لئے اسکی رسوائی اور ہزیمت کا سبب بن گیا۔ اور اسی تیرہ وتاریک دور میں آٹھ صدی تک اس کی تہذیب وتمدن پیچھے چلا گیا۔ جو مؤرخین اس دور کے عربوں کی تہذیب وتمدن پر نظر ڈالیں اور اس دور کے متمول شہر اندلس کے باغات کی سیر کریں، پھر موجودہ حالات کا جائزہ لیں تو موجودہ دور کے رونق اور گذشتہ زمانے کی ویرانیوں کے درمیان جو اشبیلہ، قرطبہ، طلیطلہ اور غرناطہ کے لئے نمونہ تھے۔ ضرور متردد ہو جائیں گے۔

۵۴۔ علامہ بارتلمی سانٹ ھیلر PARTLMY SANT HILLER کا قول ہے کہ:

محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اپنے ہم عصر تمام اہل عرب سے ذہین وفطین، متدین اور رحم دل تھے محمد کو تفوق اور برتری کے سبب عظیم سلطنت نصیب ہوئی [1] محمد کا دین اپنے ماننے والے تمام

---

[1] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ ملا آپ کے تفوق سے نہیں ملا۔ جیسا کہ مستشرق (باقی ص۲۰۶ پر)

AsliAhleSunnet.com

قبائل کے لئے بہت بڑی نعمت ہے۔ خالص توحید کے باعث دین اسلام میں یہ عظیم سہولت میسر ہے۔ واقعہ ہے کہ یہ سہولت اسلام کی قوت کا راز ہے۔ اسلام قبول کرنا دوسرے ادیان کی بنسبت کافی آسان ہے۔ کسی بھی ذوق سلیم رکھنے والے کو اس دین میں کوئی پیچیدگی یا تعارض نظر نہیں آسکتا۔ اسلام کے اصول سے بڑھ کر کوئی بھی چیز نمایاں نہیں ہے۔ یہ اصول خدا کی وحدانیت اور مساوات کا حکم دیتا ہے۔ جسم میں ایک ایسا بھی حصہ ہے جس کی حفاظت میں دخول جنت کی ضمانت ہے اور اس سے اعراض دخول نار کا سبب بن جاتا ہے۔ تمام مکاتب فکر کے مسلمان اس سے بخوبی واقف ہیں کہ ان کے عقاید کیسے ہوں، اگر آپ انھیں آواز دیں تو چند کلمات میں تیزی کے ساتھ اسلام کے اصول گنا دیں گے۔ اس کے برخلاف اگر کسی نصرانی سے کہئے تو علمار لاہوت کے ماہرین جدل کے علاوہ کوئی بھی نصرانی تثلیث، استحالہ اور اس قسم کے دوسرے پیچیدہ مباحث کی بابت کچھ بھی نہیں بیان کر سکتا۔

اسلام کے روشن دلائل اور عدل واحسان اس کی نشر واشاعت میں کافی معاون ثابت ہوئے

صفحہ ۲۰۴ کا بقیہ: کا خیال ہے کہ تفوق سے بلند صفات مراد ہیں۔ آپ کو ایسا بلند رتبہ حاصل ہوا کہ لاکھوں انسان آپ کے دین میں داخل ہو گئے اور آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے کہ آپ کو نبوت اور رسالت سے سرفراز فرمایا اور تمام امتوں میں اس کی تبلیغ کا حکم دیا، اور اس کی توفیق دی اور نصرت فرما کر قوت عطا کی اور بہت سے مہاجرین اور انصار کو اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا کی، اور اسلام کے اصول و مبادی نہایت ہی آسان بنا کر بھی آپ کی مدد فرمائی۔ یہ ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف ہر انصاف پسند کو ہے جیسا کہ اس مستشرق کو بھی ہے، آپ، آپ کے اہل وعیال، صحابہ اور تابعین پر اللہ کی بے شمار رحمتیں نازل ہوں۔

AsliAhleSunnet.com

یہی وہ خصوصیات ہیں جن کے باعث بہت سے نصرانی قبائل اسلام سے گلے ملے۔ بہت سے مصری جو قسطنطنیہ کے قیاصرہ کے دورِ حکومت میں بہت سے نصاریٰ نے اسلام کے اصول کے مطالعہ کرنے کے بعد اسے قبول کرلیا۔ دین اسلام کی یہی وہ خصوصیات ہیں جن کے باعث کوئی بھی قوم غالب ہو یا مغلوب دین اسلام قبول کرنے کے بعد نصرانیت قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی[1]

۵۵۔ مشہور فرانسیسی ڈاکٹر "موریس" Dr. MORRIS کہتا ہے کہ:

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی سب سے افضل کتاب ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے لئے اتارا ہے۔

۵۶۔ مصر میں جاپان کے سفیر ڈاکٹر "م" "اھنو" M. AHNOO نے کہا کہ:

مسلمانانِ مشرق و مغرب اگر قرآنی تعلیمات پر پورے طور سے پابند عمل ہوجائیں تو ان کی اجتماعی ادبی، دینی اور سیاسی زندگی کے تمام گوشوں میں ان کی تعمیر و ترقی کے لئے مفید ذریعہ ثابت ہوں کیونکہ قرآن تمام قدیم و جدید تہذیب و تمدن کا جامع ہے، اس کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوچکا ہے مجھے اس کا انگریزی ترجمہ پڑھنے کا اتفاق ہوا تو اس کی حکمتیں اور معاملاتی نظام مجھے کافی پسند آئے۔

مجھے اس بات سے کافی خوشی ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں دین کی اہمیت اور اس کی تعمیر و ترقی کا کافی جذبہ موجزن ہے اگر ان کا یہ حال رہا تو یہ لوگ منزلِ مقصود تک بہت جلد پہونچ جائینگے۔

۵۷۔ مشہور انگریز مسٹر "اومونڈ بورک" Mr. ADMOND BOURK کہتا ہے کہ:

قانون محمدی اعلیٰ سے ادنیٰ تک کے لئے ایک ضابطۂ حیات ہے۔ یہ نہایت ہی ٹھوس اور اساسی دستور ہے، اس کا عدالتی نظام اور علمی فیصلہ کافی محکم ہے اور اس کی شریعت نہایت ہی روشن ہے۔ دنیا میں محمدی قانون جیسا دوسرا قانون نہیں پایا گیا۔

۵۸۔ مسٹر "گوئٹے" Mr. GOETTE کا بیان ہے کہ:

---

[1] نظرات فی الشریعۃ: ۴۵ تا ۵۴ تک کے اقوال کتاب "نظرات فی الشریعۃ"، از زید بن عبد العزیز بن فیاض سے ماخوذ ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

جب بھی ہم قرآن میں غور وفکر سے کام لیتے ہیں، تو ہم پر رقت طاری ہوتی ہے اور اس کی عمدگی کا شدید احساس ہوتا ہے۔ قرآن مجید تمام مقدس کتابوں میں ایک بلند ترین نمونہ ہے۔ اس کی تاثیر ہر زمانہ میں دلوں میں باقی رہے گی۔

۵۹۔ مسٹر "ڈیوڈ پورٹ" Mr. DAVID PORT کہتا ہے کہ:

قرآن مجید اجتماعی، تمدنی، تجارتی، جنگی اور عدالتی دستور ہونے کے ساتھ عظیم آسمانی قانون بھی ہے [۱]

۶۰۔ ایک مشہور فرانسیسی پادری "لوزون"★ جس نے اظہار حق کے متعدد نمونے قائم کئے ہیں۔ کہتا ہے کہ:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ وہ اللہ ہے اور محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور موسیٰ اس کے نبی ہیں، اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں، یہی ان تمام ادیان کی صفت ہے جس سے موجودہ دور کی نسل اگرچہ واقف نہیں ہے مگر آئندہ نسل ضرور واقف ہو جائے گی۔

پادری نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا کہ:

محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بلا شک وانکار سچے نبی تھے وہ قادر مطلق اللہ عزوجل کے رسول تھے۔ اللہ کے ارادہ اور مشیت ہی سے انھوں نے ملت اسلامیہ کی تنظیم کی اور تقریباً تیس کروڑ[۲] انسان ان کے جھنڈے تلے آگئے اور انھوں نے اپنی جانفشانی اور نیزہ بازی کے ذریعہ رومی قوت کو کمزور بنا دیا۔ اور گمراہوں کی جڑیں کاٹ دیں۔ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کا اس قدر تسلط قائم ہو چکا تھا کہ ان کے ذکر سے مشرق اور مغرب والوں کے شانے کانپ اٹھتے تھے [۳]

---

[۱] ۵۵ سے ۵۹ تک کے اقوال حکمۃ التشریع از جرجاوی سے منقول ہیں۔

[۲] ملت اسلامیہ کی یہ آبادی زمانہ کے لحاظ سے بتلائی گئی ہے۔ آج مسلمانوں کی تعداد تقریباً ستر کروڑ ہو چکی ہے

[۳] تفسیر عبد الفتاح الامام۔ ★ THE BISHOP LOZOND

AsliAhleSunnet.com

۶۱ ۔ فرانسیسی انشا پرداز، انصاف پسند محقق "جان برا"، اپنی کتاب "آسمانی نیپولین محمد" میں لکھتا ہے کہ :

محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ نے بغیر کسی عجب و تکبر کے خدا کی نصرت وحمایت سے خوش وخرم نہایت عاجزی وانکساری سے اپنا سر جھکائے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہونا چاہا۔ ابھی داخل بھی نہیں ہو پائے تھے کہ تمام قریش ان کے گرد جمع ہو گئے، وہ دریافت کرنا چاہتے تھے کہ طویل عداوت" سخت بغاوت و دشمنی اور مسلمانوں کے خون کو مباح سمجھنے کے بعد وہ اب ہمارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں مگر اس وقت بھی آپ انھیں نہایت ہی شفقت و محبت سے دیکھتے رہے۔ پھر فرمایا کہ تھیں علم ہے کہ میں تم لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کروں گا۔ قریش نے کہا، آپ معزز بھائی اور معزز بھائی کے بیٹے ہیں، آپ نے فرمایا ! "اذھبوا فانتم الطلقاء"، جاؤ تم سب آزاد ہو۔

مؤرخ آگے کہتا ہے کہ :

دنیا کا بڑے سے بڑا رہنما جو انسانی جاہ وجلال اور علم ومعرفت کے بلند ترین مقام پر کیوں نہ پہونچ چکا ہو ایسا نہیں ملے گا جو اپنے دشمنوں کو اس انداز میں جواب دے جو مسلمانوں کا خون مباح سمجھنے کے بعد خود آپ کا خون بھی مباح سمجھنے لگے ہوں، قریش کا خیال تھا کہ ہم بدسلوکی کے باعث سخت بیڑیوں میں جکڑ دئے جائیں گے اور ہمارے ساتھ بھی ہمارے جیسا سلوک یا اس سے بھی سخت قیدیوں جیسا برتاؤ کیا جائے گا مگر ان سے صرف اتنا فرماتے ہیں کہ : اذھبوا فانتم الطقاء اس سلوک سے متأثر ہو کر سارے قریش اسلام لے آئے اور پوری مسجد حرام خوشی ومسرت کی آواز سے گونج اٹھی۔ اور ہر جگہ سے لوگ لا الہ الا اللہ کی صدا بلند کرنے لگے [1]

۶۲ ۔ ڈاکٹر "انیراکونیسپاتو" D. EZACONISPATO کا قول ہے کہ :

شریعت اسلامیہ بہت سے مباحث میں یورپ کی شریعتوں سے بڑھ کر ہے۔ سچ پوچھیے تو یہ شریعت

---

[1] عبد الفتاح الامام اور ۶۱ تا ۶۳ شریعۃ الاسلام شیخ یوسف قرضاوی سے ماخوذ ہے۔

AsliAhleSunnet.com

دنیا کو تمام شریعتوں سے بڑھ کر ثبات قدمی عطا کرتی ہے۔

۶۳۔ ویانا یونیورسٹی کی لاء فیکلٹی کے پرنسپل "چارل"* نے حقوق سے متعلق ۱۹۳۷ء کی ایک کانفرنس میں کہا کہ:

دراصل انسانیت کو محمد جیسی شخصیت کی نسبت سے فخر حاصل ہے کیونکہ محمد نے امی ہونے کے باوجود آج سے تقریباً تیرہ سو سال قبل ایسی شریعت پیش کی کہ اگر ہم دو۲ ہزار سال کے بعد بھی اس چوٹی تک پہونچ جائیں تو ہم جیسے اہل یورپ کیلئے باعث سعادت ہوگا۔

۶۴۔ ڈاکٹر ھاکنگ** ہارورڈ یونیورسٹی میں فلسفہ کے استاد ڈاکٹر ہاکنگ نے اپنی کتاب "روح السیاسۃ العالمیہ" میں لکھتا ہے کہ:

اسلامی حکومت کی ترقی ایسے فرضی اصول اپنانے میں نہیں ہو سکتی جن کا تقاضہ ہے کہ دین دار وہ شخص نہیں ہے جو کسی مخصوص فرد کی یومیہ حالات زندگی بیان کرے۔ یا قانون اور نظم وسیاست سے بحث کرے۔ بلکہ دین میں تعمیر و ترقی کے سرچشمہ کا حصول ضروری ہے۔

مستشرق آگے کہتا ہے کہ:

بعض اوقات کچھ لوگ سوال کرتے ہیں کہ نظام اسلام میں سے کس چیز میں جدید افکار و نظریات پیدا کرنے، مستقل اور متفقہ احکام صادر کرنے اور عصری زندگی کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت ہے؟

اس مسئلہ کا حل ہم بایں الفاظ پیش کرتے ہیں کہ: نظام اسلام میں ترقی کی ہر داخلی استعداد موجود ہے اور ترقی کی صلاحیت میں بہت سے نظام اور شریعتوں سے بڑھ کر ہے۔ اسلامی شریعت میں تعمیر و ترقی کے وسائل ختم ہونے سے دشواری نہیں پیش آتی ہے بلکہ دین اسلام کی جانب قلبی میلان ختم

لے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں مستشرق کی اس عظیم شہادت کی ماضی اور مستقبل میں کوئی نظیر نہیں مل سکتی اگرچہ اس کا خیال تھا کہ آپ نے خود ساختہ شریعت پیش کی ہے۔

Dr. HOKING ** ــ ۔ ــ Prof. TCHERL *

AsliAhleSunnet.com

ہو جانے میں پیش آتی ہے لہ

لہ اس منصف مزاج مستشرق کے کلام پر غور کیجئے کس طرح کہتا ہے کہ :

(اسلامی شریعت میں تعمیر و ترقی کے وسائل ختم ہو جانے سے دشواری نہیں پیش آتی ہے بلکہ دین اسلام کی جانب قلبی میلان ختم ہو جانے سے پیش آتی ہے)

مستشرق کے اس بیان سے مترشح ہوتا ہے کہ قصور اور کوتاہی کا فیصلہ دین کے ذمہ داروں کے حق میں ہوتا ہے اور سوال اکثر علماء سے ہوتا ہے جو ترقی کے وسائل اور علوم وصنعات اور شرعی علوم میں دین کی خدمت میں کوتاہی کرتے ہیں اور وہ حکام قابل مواخذہ ٹھہرتے ہیں جو آرام و راحت، تساہلی اور خواہشات نفسانی کا شکار ہو کر اپنے فرائض سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اور دوسروں کے سہارے بیٹھے رہتے ہیں۔ اور اکثر علماء آبائی تقلید علم وفقہ اور عربی علوم میں منہمک ہو کر دین اور اس کے محاسن کی تبلیغ اور مصائب و حوادث کے احکام کی تخریج کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ حالانکہ یہ دین اپنے ماننے والوں کو بشری نظام سے بے نیاز بنا دیتا ہے، اور علماء سے اس لئے بھی سوال ہو گا کہ علوم کونیہ اور علم طب جنگ اور دیگر مفید علوم حاصل کرنے کے لئے امت کو ترغیب نہیں دیتے کہ ان کی دنیاوی قوت بھی مستحکم ہو جائے۔ تاکہ کوئی اجنبی ان سے لڑنے یا ان پر تسلط قائم کرنے کی تمنا نہ کرسکے، اس صدی کے اوائل میں اور جنگ عظیم کے بعد ہی اسلامی مشرق کافی بیدار ہو چکا تھا مگر دشمن حسب منشاء اکثر اسلامی شہروں پر غالب آگئے اور اپنے مسموم ومنحوس علوم وافکار پھیلایا یہی وجہ ہے کہ آپ کو اکثر استعمار پسندوں سے جنگ کرنے والے ایسے ملیں گے جو دین اسلام کے حدود اور اسلامی شعائر کے پابند نہیں ہیں، ان کا دین سے تعلق صرف فطرت اسلام پر پیدا ہونے اور اسلام کے جغرافیائی حدود میں رہنے کی حد تک ہے اور یہ حقیقت ہے کہ تمام اسلامی شہروں میں ایسے لوگوں کی کمی ہے، جو علم اور عمل صالح سے مستفید ہوتے ہوں اور یہ چاہتے ہوں کہ مسلمان کتاب وسنت کی جانب مائل ہوں تاکہ اپنی سابقہ عظمت وبزرگی پالیں۔

اللھم حقق ذلک واجمع شمل المسلمین ووحد کلمتھم۔ آمین۔

AsliAhleSunnet.com

مستشرق آگے کہتا ہے :

مجھے یقین ہے کہ میں اس وقت حق پر ہوتا ہوں جب یہ کہتا ہوں کہ اسلامی شریعت میں ترقی کے تمام ضروری اصول و مبادی موجود ہیں ۔

۶۵ ۔ "مؤرخ ڈیکنز" DICKEN'S اپنی کتاب "معالم تاریخ الانسانیہ" میں لکھتا ہے کہ :

اسلام اس لئے بالادست ہوا کہ وہ بہترین اجتماعی اور سیاسی نظام ہے ، زمانہ نے اسے ترقی دی اور ہر طرح سے اس کی نشر و اشاعت ہوئی کیونکہ اس وقت ہر جگہ ایسے قبائل موجود تھے جن میں لوٹ مار ، ظلم و زیادتی ، خیانت و جہالت اور بدنظمی عام تھی ، اسی طرح بہت سی ایسی خودسر حکومتیں بھی تھیں جن میں کوئی علاقہ نہ تھا اور نہ ان کے قبائل ہی میں کوئی ربط تھا ، اسلام کی سیاسی فکر نہایت ہی وسیع ستھری اور ایک جدید فکر ہے ، جو آج تک دنیا میں کافی سرگرم عمل ہے ۔ اسلام انسانوں کے سامنے تمام نظاموں سے افضل نظام پیش کرتا ، رومانی شہنشاہیت میں نظریہ سرمایہ داری رائج تھا اور یورپ سے اسلام کے ظہور سے قبل اجتماعی تقالید مکمل طور سے مٹ چکی تھیں ، اسلام میں اس کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا البتہ انسانی تہذیب کے زوال کے وقت اس کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا

۶۶ ۔ انصاف پسند محقق مستشرق ولیم موریز* اپنی کتاب "حیات محمد" میں لکھتا ہے کہ :

خلاصہ کلام یہ کہ محمد ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کی زندگی کا جب بھی مطالعہ کیا گیا تو یہی حقیقت سامنے آئی کہ وہ نیک طبیعت ، ستھری نیت ، بلند اخلاق اور تمام خوبیوں کا مجسمہ تھے اور ان خوبیوں کی ماضی ، حال ، مستقبل میں کلی طور پر کوئی نظیر نہیں مل سکتی ۔

۶۷ ۔ مستشرق مؤرخ و انشاپرداز "فرنسیسکو ایزولدو*" ، کا خیال ہے کہ :

محمد ۔ صلے اللہ علیہ وسلم ۔ نے دنیا میں تشریف لا کر عرب ممالک میں ایک نئی روح پھونک دی شرافت و بزرگی میں ان کی قیادت کی اور بلند ترین مقام پر پہونچا دیا ، ایک صدی سے کم ہی مدت میں پوری دنیا میں محمد ۔ صلے اللہ علیہ وسلم ۔ کی روشنی پھیل گئی اور تمام بنی نوع انسان کو ان کی فطرت قابلیت اور کمالات کا اندازہ لگ گیا ۔ چھٹی اور ساتویں صدی عیسوی کی یہ ایسی ایکتا اور نادر روزگار

* WILLIAM MOIR

* FRANSISCO ISWICDO

AsliAhleSunnet.com

شخصیت تھی جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے، تاریخ اپنے صفحات میں عرب میں طلوع اسلام جیسی حیرت انگیز ترقی کا تذکرہ نہ لاسکی۔ قبائل عرب نے اپنے تاریخی فرائض اور مشن کی انجام دہی کی۔ اس لئے یہ قبائل ہر طرح کے اعزاز واکرام کے مستحق ہیں۔ اس بے مثال علمی ترقی کی خوبیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی جانب منسوب ہیں اس لئے تمام متمدن قبائل کے لئے مناسب ہے کہ آپ کی خوبیوں کا اعتراف کریں اور آپ کی یادگار باقی رکھیں۔

۶۸۔ فرانس کے مشہور سابق وزراء میں سے ایک مستشرق وزیر "ڈوری" DORY کہتا ہے کہ:

نبی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کا دنیا میں ظہور ہونے کے بعد جس نے عرب کے تمام قبائل کو ایک امت بنادیا، جن کا مقصد ایک تھا، اتنی بڑی امت تیار ہوگئی جو اسپین کے دریائے ٹیگو سے لے کر ہندوستان کے دریائے گنگا تک پھیل گئی اور قرون وسطیٰ میں جس وقت اہل یورپ جہالت کی تاریکیوں میں مبتلا تھے، یہ اسلامی جماعت تمام اطراف عالم میں تمدن کا جھنڈا لہرا رہی تھی۔

مستشرق آگے کہتا ہے کہ:

قرون وسطیٰ میں عرب قبائل تمام امتوں سے علوم وفنون میں ممتاز تھے، اور انھیں کے فیض سے یورپ کے ظلم وبربریت کی تمام بدلیاں چھٹ گئیں کیونکہ حیرت انگیز فتوحات کے باعث یورپ کا نظام بگڑ گیا تھا یورپ نے قدیم علمی سرچشموں کی جانب توجہ دی، خزانوں کی حفاظت ان کے لئے کافی نہ ہوسکی، جن کی انھیں واقفیت تھی بلکہ اس دائرہ میں انھوں نے مزید جانفشانی کی، اس کے لئے عجائبات میں غور وخوض کے لئے نئے طریقے ہموار کئے اور یہ ساری خوبیاں صرف محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی ذات بابرکات سے حاصل ہوئیں۔

۶۹۔ انگریز مؤرخ "چارلس آرمان" CHARLES ARMAN کہتا ہے کہ:

محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی شخصیت ایک انقلابی[۱] شخصیت تھی جو انسان کی قدرت سے برتر تھی

---

[۱] محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت شورش پسندوں جیسی نہ تھی جن کی پوری کوشش عرش نشینی (باقی اگلے صفحہ پر)

AsliAhleSunnet.com

ملک عرب میں آپ سے پہلے یا آپ کے بعد ایسا کوئی شخص نہیں پیدا ہوا جو آپ کی طرح عالمی تاریخ پر اثر انداز ہو سکے۔

۷۰۔ "بورتھ اسمتھ" PORS FSMITH محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی نبوت کے سلسلہ میں کہتا ہے کہ:

مجھے یقین کامل ہے کہ عنقریب ایسا دن آئے گا جس میں امت مسلمہ اور بہت سے سچے نصرانی لیڈر اس حقیقت کو ضرور تسلیم کریں گے کہ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نبی تھے اور اللہ تعالیٰ نے انھیں صادق و مصدوق بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔

۷۱۔ مستشرق "سر ولیم سوبر" WILLIAM SOBER اپنی کتاب "سیرۃ محمد" میں لکھتا ہے کہ:

محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے اپنے زریں کلام اور آسان دین کی وجہ سے امتیازی مقام حاصل کر لیا اور ایسے کارہائے نمایاں انجام دئے جن سے دانشور بھی محو حیرت ہو گئے اور تاریخ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ جیسا دوسرا مصلح نہ پیش کر سکی جو انسانیت میں زندہ دلی اور اچھے اخلاق کی روح پھونکے اور تھوڑی سی مدت میں انھیں فضیلت اور برتری عطا کر سکے۔

۷۲۔ جرمن شاعر "گوئٹے" GOETTE نے جب نبی ص کی تعلیمات کو سنا تو کہا۔

اگر یہی اسلام ہے تو ہم سب مسلمان ہیں اور ہر صاحب فضل اور شریف انسان مسلمان ہے۔

۷۳۔ پیرس کے مشرقی زبان کے استاد علامہ "ھوار" نے اپنی کتاب "تاریخ العرب" حصہ ا میں لکھا ہے کہ:
HUAR

ھ ۲۱۲ کا بقیہ:۔ قتل و خونریزی شیرازہ بندی، قبائل کی تذلیل اور مناسب بلند درجات کا حصول ہے بلکہ آپ کی انقلابی شخصیت شرک و کفر کے استیصال، بت پرستی اور شراب نوشی کو مٹانے، باہمی اشتعال انگیزی اور بچیوں کو زندہ درگور کرنے کے جاہلی رسم کو مٹانے اور آزادی کے انقلاب کے لئے تھی آپ نے انسانیت کو بت پرستی اور تمام قسم کے ناشائستہ رسومات سے رہائی دلائی، رؤسا اور سلاطین کی غلامی سے نجات دی انھیں ہادی و راہبر اور سلوک کی حیثیت عطا کی، اور تہذیب و تمدن اور رشد و ہدایت کی مشعل قرار دیا۔ مستشرق کا خیال ہے کہ: عرب ممالک نے محمد جیسی شخصیت کو جنم نہیں دیا مگر میں کہتا ہوں کہ پوری دنیا نے آدم سے آپ کے ظہور پذیر ہونے تک آپ جیسی شخصیت نہ جنم دے سکی اور نہ تا قیامت دے سکے گی۔

AsliAhleSunnet.com

محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کا رتبہ آپ کیسے پہچان سکتے ہیں یہ خبر حد تواتر کو پہونچ چکی ہے کہ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ شرافت کے بلند درجات تک پہونچ چکے تھے، استقامت کے بلند نمونہ تھے اسی وجہ سے ان کا لقب بھی امین تھا۔

(Mr. CHARLES DIRMOZEH)

۴۷ ۔ مسٹر " چارل دیرموزہ " دین اسلام کے متفقہ امور پر متعجب ہو کر کہتا ہے کہ :

پوری دنیائے انسانیت میں کسی بھی ایسی ملت کا وجود نہیں ہے، جس کا اسلام سے بڑھ کر کسی اور دین پر یقین کامل اور اس پر ثبات قدمی حاصل ہو۔ اس لئے اس دین سے غفلت قطعاً جہالت ہی کے باعث ہو سکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ دین محمدی کے اثر و رسوخ نے مبشرین کو بھی عاجز کر رکھا ہے کہ وہ مسلمانوں کو نصرانیت قبول کرنے پر آمادہ کر سکیں، اور انھیں ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ان کی کیفیت ٹھیک اس شخص کی مانند ہے جو کسی چٹان سے ٹکرانا چاہتا ہے یا خیالی دنیا کی سیر کر رہا ہے۔

اس مستشرق نے یورپ کے کسی مجلہ سے ایک مغربی انشاء پرداز کی ایک عبارت شہادت میں پیش کی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ :

محمد کا دین تمام ادیان سے زیادہ پھیلنے والا دین ہے، جس وقت تمام ادیان مائل بتنزل تھے یا ان پر جمود و تعطل طاری تھا، اسلام برابر ترقی کر رہا تھا۔ اسلام آج افریقہ، ایشیا اور بحر منجمد کے جزیروں میں جس سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے، عقل کے تصور سے بالاتر ہے۔ یورپی ممالک میں اسلام کی ظہور اور استقرار پر قدرت ہی باعث تعجب ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے اس میں کسی بھی طرح کے ریا و نمود نہیں ہے، یہ امر بھی بعید نہیں ہے کہ روس، جرمنی، فرانس اور انگلستان سے کسی روز یہ خبر ملے کہ کچھ لوگوں کو اس دین متین کی ہدایت مل گئی ہے اور کچھ ایسے بھی بلند طبقے پائے جاتے ہیں جو انسانی خرافات اور دیگر مختلف اسباب کے باعث انتہائی خلوص کے ساتھ کلمۂ شہادت کے اقرار کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں اور کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جنھیں ابھی دین اسلام قبول کرنے کی توفیق تو نہیں ملی ہے البتہ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کی جانب ان کا قلبی میلان ضرور ہے جس کی حیثیت دین محمد اور ان کی روشن شریعت قبول کرنے ہی کے مترادف ہے، لہذا آپ کو دین اسلام کی قوت اور اس کے متبعین

AsliAhleSunnet.com

کے ثبات قدمی پر کیوں کر حیرت ہو سکتی ہے۔

۷۵۔ مسٹر "جاک ملیان" Mr. JACK MILLIAN کہتا ہے کہ:

یہ ایک نا قابل انکار حقیقت ہے کہ اسلام ایک دین سماوی ہے یہ الفت و محبت اور عزت و شرافت کا دین ہے، کسی بھی دین میں اس سے بڑھ کر سہولت میسّر نہیں ہے۔

۷۶۔ مشہور انشاء پرداز مسٹر "ونٹر" Mr. WINTER کہتا ہے کہ:

دراصل سچا مذہب جو ہر حال میں تمدن کو ساتھ لے کر چلتا ہے مذہب اسلام ہے۔

۷۷۔ مسٹر "آرتھر ملٹن" Mr. ARTHOR HEMILTON کہتا ہے۔

حق پسندوں کو ضرور یقین کامل ہو گا کہ دین اسلام ہی میں اشتراکیت کے مشاکل کا واحد حل موجود ہے کیونکہ اسلام غنی و فقیر قوی و کمزور ہر ایک کے لئے ہر حال میں کافی ہے [۱]

۷۸۔ "دکتورہ ایلزی" Dr. (Lady) WELLSSY اپنی عقیدت کا اظہار یوں کرتی ہے:

اسلام محض ایک دین ہی نہیں بلکہ اسلوب زندگی بھی ہے یہ ایسے دین کے مانند ہے جس کی ٹھوس حقیقت ہے اس پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ: کسی بھی دین میں فقیروں اور انپڑھ مسلمانوں اور تربیت یافتہ طبیعتوں میں سرایت کرنے کی قوت نہیں ہے، آپ علمائے ایلٹم حیوانیات اور ریاضیات کو دیکھیں گے کہ وہ اسلام کے مخلص بنے ہوئے ہیں لیکن کوئی بھی مسلمان طالب علم ایسا نہیں پایا گیا، جو اسلام کو چھوڑ کر کسی اور مذہب میں داخل ہو گیا ہو، البتہ ان میں سے بعض لوگوں نے وہاں کا اسلوب زندگی ضرور اختیار کر لیا، ان طلبہ میں یہ استقامت کسی اتفاق کا نتیجہ نہیں، بلکہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام کے اندر عالم و جاہل ہر ایک کو مطمئن کرنے کی پوری صلاحیت موجود ہے [۲]

۷۹۔ ہندوستان کے مشہور ہندو لیڈر مسٹر گاندھی کا قول ہے۔

---

[۱] ۷۴ سے ۷۷ تک کے اقوال حکمۃ التشریع سے ماخوذ ہیں۔

[۲] مفتریات علی الاسلام۔ احمد محمد جمال۔

AsliAhleSunnet.com

میری طرح دوسرے ہندو بھائیوں کو بھی اسلام کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیئے تاکہ وہ بھی میری طرح اسلام کا احترام بجالائیں، میں مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا کہ اسلام نے بلند مقام و مرتبہ تلوار کے زور نہیں حاصل کیا ہے بلکہ اپنی سادگی[1]، خاکساری اور اس شجاعت کے اثر سے حاصل کیا ہے جو محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں پائی جاتی تھی۔

۸۰۔ مستشرق موریسن MORRISON کہتا ہے کہ:

یہ حقیقت مسلم ہے کہ اسلام دین و اعتقاد سے بڑھ کر ہے وہ ایک مکمل اجتماعی نظام اور ایسا تمدن ہے

---

[1] سادگی سے دین اسلام کے اصول میں سہولت اور ہر طرح کے ابہام و پیچیدگی سے دوری مراد ہے، کیونکہ ان اصولوں کا خلاصہ ایمان باللہ، اس کے معبود برحق ہونے کا تصور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان، ان کے خاتم النبیین ہونے کا عقیدہ، تمام آسمانی کتب، انبیاء سابقین اور یوم آخرت میں ہے، اسلام ہی ایسا دین ہے جو ہر نفع بخش اور دنیا و آخرت دونوں کے لئے کارآمد امور کا مکلف بناتا ہے اور انکار ذات سے مقصود یہ ہے کہ اسلام ہی ایسا دین محکم ہے جو انانیت کا منکر ہے اور دوسروں کے نفع کے لئے سعی پیہم کا حکم دیتا ہے اور مفاد پرستی کی مخالفت کرتے ہوئے ایثار و قربانی کی ترغیب دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انصار کے ایثار کی یوں تعریف فرمائی ہے۔ ویوثرون علی انفسھم ولوکان بھم خصاصۃ۔

شجاعت سے دین اسلام پر قائم رہنا اور مشرکین و یہود اور نصاریٰ کے سامنے پیش کردہ دعوت حق پر ثابت قدمی مراد ہے آپ تنہا تھے آپ کی قوت و طاقت اور لشکر و سلطان اللہ تعالیٰ کی عنایت و حفاظت تھی۔ مشرکین کی خفگی، ان کی ایذارسانی، استہزاء اور بغض و عناد کے جھونکوں کے سامنے اس طرح ثابت قدم رہے کہ ان کی ایذائیں افتراپردازیاں اور اشتعال انگیزیاں آپ کے پائے ثبات میں ذرا بھی لغزش نہ آنے دیں۔ جس وقت آپ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اور وہاں اسلامی حکومت قائم ہوگئی اور جہاد کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ تمام مجاہدین میں سے جنگ میں ثابت قدم ثابت ہوئے سخت حملوں کے وقت مجاہدین دشمنوں سے بچنے کے لئے آپ ہی کی ذات سے آڑ پکڑتے تھے ایسا ہرگز نہیں ہوتا کہ آپ جہاد کا حکم دیتے اور خود گھر میں بیٹھے رہتے بلکہ آپ ہر حال میں قائد اعظم اور رہبر و رہنما ہوتے تھے۔

AsliAhleSunnet.com

جس کی تمام تر بناوٹ فلسفہ، تہذیب اور فنون سے ہے [1]

۸۱ - ڈاکٹر "پول" Dr. PAUD کا بیان ہے کہ:

اسلام تمام مذاہب میں یکتا مذہب ہے جس نے اپنی بلند تعلیمات سے ایسے حدود متعین کئے ہیں جو تمام قبائل کو فسق و فجور سے روکتے ہیں، اسلام کے فخر کے لئے یہی کافی ہے کہ اس نے مرد کو شادی کی ترغیب دیتے ہوئے شرعاً زنا کو حرام قرار دے کر نسل انسانی کی عظمت اور تقدس کو بڑھا دیا ہے [2]

رسول اللہ ﷺ کے حق میں بعض عرب نصرانیوں کی شہادتیں:

۸۲ - استاد نجیب نصار مدیر جریدہ "الکرمل" نے لکھا ہے۔

محمد - صلی اللہ علیہ وسلم - پورے عالم میں سب سے بڑے مفکر، صائب الرائے اور با عزت سردار تھے، آپ نے ایسی تدبیریں پیش کی ہیں، جن کے اگر صحیح معنوں میں اہل مغرب و مشرق پابند ہو جاتے تو وہ اپنے دشمنوں کے ہاتھوں ہرگز گرفتار نہ ہوتے۔

۸۳ - انصاف پسند بہادر استاد "خلیل اسکندر قبرصی" نے صحیفۃ الفتح وغیرہ میں چند مقالے لکھے جو "دعوۃ نصاری العرب الی الدخول فی الاسلام"، کے عنوان سے ایک رسالہ میں جمع کر دئے گئے ہیں، اسی میں ایک جگہ لکھتا ہے کہ:

ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن [3]

دراصل اہل عرب ہی نے سب سے پہلے دنیا کو استقامت دین کے ساتھ حریت فکر کا سبق دیا ہے، میں کسی بدعت یا ضلالت کی دعوت نہیں دے رہا ہوں بلکہ ایک مستحکم عربی دین کی دعوت دے رہا

---

[1] مفتریات علی الاسلام - احمد محمد جمال -

[2] ایضاً

[3] سورۃ النحل

AsliAhleSunnet.com

ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ کریم محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کے اوپر وحی نازل فرمائی، آپ تبلیغ رسالت میں امین تھے اور تمام بت پرست قبائل میں اپنی دعوت و تبلیغ عام کرنے کے حریص تھے، لوگ منتشر تھے آپ نے ان کی صفیں جوڑ دیں، ان میں باہم اختلاف تھا ان کے کلمے ایک کر دیا اور ایک خالق کی عبادت کی جانب انھیں توجہ دلائی اسی وجہ سے آپ تمام مخلوقات میں حسب ونسب اور ریاست ونبوت میں کلی طور پر افضل تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے مختلف گوشوں میں تقریباً چالیس کروڑ[1] مسلمان آپ کی شریعت قبول کر کے قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگے جو تمام اہل عرب کے لئے باعث فخر ہے اور اسی پر ان کی عزت و شرافت اور تہذیب وتمدن کی بنیاد قائم ہے اور یہی سبب ہے کہ یورپ کے منتہائے حدود تک آپ کے خلفاء مسلط ہو گئے اور عدل و انصاف، امانت و دیانت اور تقویٰ وطہارت سے ساری ظلمتیں مٹا دیں اور قرآن کریم کی روشنی سے جہالت کی تاریکیاں کافور ہو گئیں[2]

۸۴۔ شام کے مجلہ "الصفا" کے ایڈیٹر عبد اللہ یورکی حلاق کا ایک قصیدہ ہے جس کا عنوان ہے کہ میں نصرانی ہوتے ہوئے بھی محمد ص کی تعظیم کرتا ہوں۔

قصیدہ کے اشعار مع ترجمہ درج ذیل ہیں۔

قبس من الصحراء شعشع نوره ۔۔۔ فجلا ظلام الجهل عن دنيانا

صحرا کے ایک انگارا نے اپنی روشنی پھیلائی اور ہماری دنیا سے جہالت کی تاریکی کو دور کر دیا۔

ومشى ونفح ادراته عبق الهدى ۔۔۔ وأريج فضل عطّر الأكوانا

آپ چلتے تھے تو آپ کے غبار سے ہدایت کی خوشبو نکلتی تھی اور فضائل کے عطر سے کائنات معطر ہوتی تھی

بعث الشريعة من عميق ضريحها ۔۔۔ فرعى الحقوق وفتح الأذهانا

آپنے شریعت کو اس کی گہری قبر سے (نکال کر) زندہ کر دیا۔ پھر حقوق کی پاسداری کی اور ذہنوں کو کھول دیا۔

---

[1] یہ اس زمانے کی تعداد بتلائی گئی ہے، آج مسلمانوں کی تعداد ۸۰ سے ۱۰۰ کروڑ تک بتلائی جاتی ہے۔

[2] التفسير العصري القديم ج ۷ عبد الفتاح الامام۔

AsliAhleSunnet.com

مرحی لأمی یعلم سفرہ نبغاء یعرب حکمۃ و بیانا

واہ وہ ناخواندہ (نبی) جس کا صحیفہ یعرب بن قحطان کے زبان دانوں کو بیان و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

أمحمد والمجد نسج یمینہ مجلات فی تعلیمك الأدیانا

اے محمد! شرافت جن کے دائیں ہاتھ کی بُنی ہوئی ہے آپنے اپنی تعلیم میں تمام مذاہب کا احترام کیا ہے۔

ونشرت ذکر اللہ فی أمیۃ وثنیۃ و نفحتھا الإیمانا

آپنے اللہ کا ذکر ایک بت پرست امت میں عام کر دیا اور ان میں ایمان کی روحیں پھونک دیں۔

بعث الجھاد لدن بعثت وجردت اسیاف صحبك تقمع الطغیانا

جب آپ مبعوث ہوئے تو جہاد زندہ ہو گیا اور آپ کے ساتھیوں کی تلواریں سرکشی کی بیخ کنی کیلئے برہنہ ہو گئیں۔

وتساعد الضعفا وتصفع من بغی صفعات صدق تزھق البھتانا

آپ کمزوروں کی مدد کرتے ہیں اور ظالم کو ایسا سچا تھپیڑ مارتے ہیں جو الزام کو نابود کر دیتا ہے۔

إنی مسیحی اجل محمدا واراہ فی سفر العلا عنوانا

میں عیسائی ہوں محمد ۔صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی قدر کرتا ہوں اور انھیں بلندی و شرافت کی کتاب کا دیباچہ سمجھتا ہوں

وأطاطی الراس الرفیع لذکر من صاغ الحدیث وعلم القرآنا

میں اس ذات کے ذکر کے وقت سر جھکا دیتا ہوں جس نے حدیث اور قرآن کی تعلیم دی۔

إنی أباھی بالرسول لأنہ صقل النفوس وھذب الوجدانا

میں رسول پر فخر کرتا ہوں، کیونکہ انھوں نے نفوس کو جِلا دیا اور شعور کو مہذب بنا دیا۔

صان الفخار البکر ذکر محمد وھفا وشنف باسمہ الآذانا

بے مثال فخر محمد کے ذکر کی حفاظت کرے اور ان کے نام سے کان تیز اور آراستہ ہوں (آپ نامور اور مقبول ہوں)

إنا حلفنا أن نصون إخاءنا بسیاج عزلن یمس ھوانا

ہم نے حلف لیا ہے کہ اپنے بھائی چارہ کی حفاظت عزت کی اس باڑھ سے کریں گے جسے رسوائی نہ چھو سکے۔

AsliAhleSunnet.com

وغدا انزیل العار عن أو طاننا　　لنری الجنوب محررًا وعمانا[ف۱]

اور کل اپنے وطنوں سے عار کو زائل کردیں گے تاکہ جنوب وعمان کو آزاد دیکھیں۔

۸۵۔ مسیحی شاعر " ریاض عیسی اسکندر المعلوف " مدح نبوی میں یوں رقمطراز ہے:

وحد اللہ فالمؤذن وحد　　وبذکر النبی فی العید أنشد

اللہ نے خود کو واحد قرار دیا ہے اس لئے مؤذن نے اسے واحد کہا ہے اور عید میں نبی کے ذکر کی ستائش کی ہے

یارسول الانام أنت وعیسیٰ　　خیر من یصطفی وهدا لا یقصد

اے مخلوق کے نبی آپ اور عیسیٰ ان میں سب سے بہتر ہیں جن کا انتخاب کیا جائے اور جن کی ہدایت کا قصد کیا جائے۔

ایه بغداد والمآذن فیها　　ودمشق فیها الصلاۃ تردد

یہ بغداد اور اس کے منارے اور دمشق جس میں بار بار نماز ادا کی جاتی ہے۔

وفلسطین والعراق ومصر　　شرقنا کله بعیدك عید

اور فلسطین وعراق اور مصر ہمارا پورا مشرق آپ کی عید میں حاضر ہے

اینما سرت راکع لصلاۃ　　ودعاء کأنما الشرق سجد

جب نمازی دعا و نماز کے لئے چلتے ہیں تو گویا پورا مشرق سجدہ ریز ہو جاتا ہے

عیدك الیوم غبطة وابتهاج　　لجمیع العرب واللہ یشهد

آپ کی آج کی عید تمام عرب کے لئے باعث رشک وسرور ہے اور اللہ شاھد ہے

آیة قرآنك الکریم تحق　　رائع کله درر منضد

آپ کے قرآن شریف کی آیت درست ودلکش اور پروئے ہوئے موتی کی طرح ہیں

عبر کله وروح کریم　　کلما طال عمرہ یتجدد

سبھی عبرت اور پاکیزہ جان ہیں جیسے جیسے اس کی عمر دراز ہوتی ہے نیا ہوتا جاتا ہے

[ف۱] الرد الشافی الوافی از مصنف

AsliAhleSunnet.com

وکفی العرب فخرهم بانتساب لنبی هو الرسول محمد

عربوں کے فخر کے لئے اس نبی سے انتساب کافی ہے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں

۸۶ ۔ لبیب ریاشی مسیحی کہتا ہے کہ :

مجھے اپنی گذشتہ زندگی میں کسی چیز پر اتنی ندامت نہیں ہوئی جتنی رسول عربی امام اعظم محمد بن عبداللہ کی ذات کا علم نہ ہونے پر ہوئی ۔ اگر چوتھائی صدی قبل ہی ان کی زندگی کا مطالعہ کر لیا ہوتا اور ان کے تمام جواہر پاروں کو سمجھنے کی کوشش کی ہوتی اور ان کی روشن ذات سے استفادہ کیا ہوتا، تو میرے دل و دماغ، رگ و ریشے، خون و پٹھے اور دلی خواہشات میں حق ضرور رچ بس گیا ہوتا ۔

بہر حال حق نے میرے دل و دماغ میں رسول عربی کی ہدایت، ان کی حکمت و موعظت، علم و ادب، فہم و فراست، عہد و وعدے، عفو و کرم اور عدل و انصاف کی نہایت ہی ٹھوس و محکم اور غیر فطری قوت پیدا کر دی اور ان کی فصاحت لسانی، دلی اوصاف اور دینی محاسن میرے دل میں یاد آنے لگے ۔

آگے کہتا ہے کہ :

اگر مسلمانوں کو رسول عربی کی سیرت پاک کی خوبیاں، ان کی روشن شریعت اور بلند فیصلوں کا علم ہو جائے، وہ ان پر عمل پیرا ہو جائیں، تو ان کی شان کچھ اور ہو گی اور یہ دنیا کوئی اور دنیا ہو گی ۔ اگر عاشقان رسل، حکماء اور سرداروں سے محبت کا دم بھرنے والے اور عربوں کے علاوہ دیگر باکمال شخصیتیں بغیر کسی ذاتی مفاد، خالص علم و معرفت سے رسول عربی کی زندگی اور ان کے بلند رتبہ کا بنظر غائر مطالعہ کریں، اور آپ کے عمل، سیرت کی پاکیزگی کو سمجھیں تو انھیں انسانی تاریخ میں آپ کی شخصیت سب سے عظیم اور مقدس نظر آئے گی ۔ مزید معلومات کے لئے ملاحظہ ہو ۔ نفسیۃ الرسول العربی ۔

۸۷ ۔ شام کے نصرانی وزیروں میں سے ایک وزیر "فارس الخوری بک" نے ۱۹۳۵ء میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یوم پیدائش سے متعلق دمشق کے ایک عظیم اجلاس میں محمد ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ رسول اور اسلام کے دائمی اصول کے موضوع پر ایک تقریر میں کہا کہ :

AsliAhleSunnet.com

محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی شخصیت دنیا کی عظیم ترین شخصیت تھی۔ زمانہ ان کی نظیر پیش کرنے سے قاصر رہا ہے اور انھوں نے دنیا کے سامنے جو دین پیش کیا ہے وہ تمام ادیان سے بہتر اور اکمل ہے۔

دراصل محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے اپنی شریعت مطہرہ میں چار ہزار علمی و اجتماعی اور قانونی مسائل پیش کیا ہے [۱] اللہ کی طرف لوگوں کو جس چیز کی دعوت دی ہے اس کی خوبی کا اعتراف انصاف پسند علماء کو ضرور کرنا پڑا اور انھیں باور کرنا پڑا کہ یہ شریعت علم سے ہم آہنگ اور اعلیٰ ترقی یافتہ نظریوں اور سائنسی حقائق کے مطابق ہے۔ اور جس شخصیت (محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم) کا خیر مقدم کرتے ہو اور ان کے ذکر خیر میں لگے ہو، وہ روئے زمین کے تمام سرداروں سے برتر و بالا ہے۔ باہمی تشتت و افتراق کے باوجود عربوں میں الفت و محبت پیدا کرکے انھیں ایک ایسی امت بنادی جو پوری دنیا پر حکمرانی کرنے لگی اور ان کے سامنے ایسا عظیم مذہب پیش کیا، جس میں ان کے حقوق و واجبات معاشرتی اصول کی بنیاد دنیا کے اصول و قوانین سے بہتر [۲] اور اکمل ہے۔ [۳]

۸۸۔ آزاد ملحد محقق نصرانی ڈاکٹر "شبلی اشمیل" اپنی عقیدت کا اظہار یوں کرتا ہے:

تمام ادیان عالم میں دین اسلام ہی اجتماعی اور علمی ترقی کا طالب ہے۔ اور محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ماضی اور دور حاضر کے تمام انسانوں میں باکمال اور معظم تھے۔ مستقبل میں بھی آپ کے ہم پایہ کسی شخصیت کے وجود کا تصور نہیں کیا جاتا۔ مستشرق سیدنا محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم کی منقبت میں لکھتا ہے:

---

[۱] شاید مستشرق نے اپنے علم و فہم کے اعتبار سے مسائل کی تحدید چار ہزار سے کردی ہے، ورنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن اور اپنی سنت مطہرہ کی روشنی میں بے شمار مسائل ذکر فرمائے ہیں۔

[۲] حتی کہ دنیا کے تمام دستور اساسی اور بنیادی نظام سے بلند ہے۔

[۳] یعنی اسلام انسانیت کے لئے دائمی و ازلی دین ہے (جریدہ المقطم شمارہ ۲۷-۶-۱۹۳۵ء) بعنوان "وزیر مسیحی یصف الشریعۃ الاسلامیۃ" نصرانی وزیر کا اسلامی شریعت کے ساتھ انصاف "

AsliAhleSunnet.com

نعم المدبر والحکیم وانہ ۔ رب الفصاحۃ مصطفی الکلمات

آپ بہترین مدبر اور دانشور ہیں اور آپ فصاحت اور منتخب کلمات کے مالک ہیں۔

رجل الحجا رجل السیاسۃ والدھی ۔ بطل حلیف النصر فی الغارات

آپ صاحب عقل وسیاست ودانش ہیں ۔ دلاور اور لڑائیوں میں مدد کے حلیف ہیں

ببلاغۃ القرآن قد خلب النھی ۔ وبسیفہ انحی علی الھامات

آپ نے قرآن کی بلاغت سے عقلوں کو فریفتہ کر دیا اور اپنی تلوار کھوپڑیوں پر موڑ دیا

من دونہ الابطال فی کل الوری ۔ من سابق أو لاحق أو آت [1]

پوری مخلوق کے دلاور آپ سے کم رتبہ ہیں، چاہے پہلے رہے ہوں یا موجود ہوں یا آئندہ پیدا ہوں

۸۹۔ نصری سلھب لبنانی کہتا ہے کہ:

جو بھی اللہ کے رسول نبی عربی محمد بن عبد اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی سیرت کا بغور مطالعہ کرے گا اسے ضرور تسلیم کرنا ہو گا کہ محمدؐ نے جس حقیقت کی نقاب کشائی کی ہے اور جو دعوت لے کر دنیا کے سامنے کھڑے ہوئے وہ اس مانوس ومعلوم دنیا کے علاوہ کسی اور دنیا سے متعلق ہے۔ اس کی بنیادی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کام کو مثلاً آٹھ سال کی مدت میں انجام دے سکتا ہے، تو محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے اسے تھوڑی سی مدت میں پائے تکمیل کو پہونچا دیا ہے۔ اس لئے بلاشبہ محمدؐ کی شخصیت دنیا کی عظیم ترین شخصیت تھی۔

محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی صداقت پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اپنی آٹھ سالہ [2] مدت کا بیشتر حصہ اپنے اور مومنین کے خلاف یہود کے مکر وفریب ان کی ریشہ دوانیوں اور مشرکین کے

---

[1] التفسیر العصری القدیم ۔ عبد الفتاح امام ۔

[2] یہاں مستشرق ہجرت سے وفات تک کی مدت مراد لے رہا ہے جو آٹھ سال کے بجائے دس سال ہے کیونکہ آپ کا انتقال ربیع الاول ۱۱ھ میں ہوا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

حملوں کی مدافعت کے لئے جنگ میں گذارا۔ اس لئے انھیں زندگی میں بہت کم ہی سکون و قرار حاصل ہوا اور کم ہی خوشحالی کی زندگی گذار سکے۔

مستشرق ہجرت کی بابت لکھتا ہے :

محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی عظمت یہاں بے نقاب ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ انھوں نے تھوڑی سی مدت میں ایسا فطری، روحانی اور اجتماعی انقلاب برپا کر دیا کہ اس طرح سے حیرت انگیز سرعت سے انقلاب پیدا کرنے کی تاریخ میں کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔

محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ انسانی دل و دماغ کی جانب متوجہ ہوئے، جن میں سیکڑوں سال سے بت پرستی بسی ہوئی تھی اور یہ ان کی مقدس وراثت بن چکی تھی ؎ ان کے دل اللہ کی یاد سے غافل ہو چکے تھے۔ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے حتی المقدور ان کا تزکیہ نفس کیا۔ مومنین دین کی وجہ سے خدا کی راہ میں شہید ہونے لگے۔ آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ ان معاندین پر کونسی مصیبت آپہونچی کہ انسانیت کے زمرہ میں داخل ہو گئے۔ دین قیم کے تقدس کے قائل ہو گئے اور اس دین متین سے ان کا چولی دامن کا ساتھ ہو گیا۔ اور دنیا سے ہر طرح سے بے رغبتی اختیار کر لئے۔ اور ایفاء عہد، صداقت و پاکیزگی، بردباری و نرمی، جرأتمندی اور حق پسندی کے قائل ہو گئے اور ابوبکر، عمر بن الخطاب، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب جیسی بہت سی بے مثال شخصیتوں پر تاریخ شاہد عدل ہے۔

آپ ہی فیصلہ کیجئے ! انھیں کس چیز نے مجبور کیا کہ تھوڑی سے مدت میں ایک قبیلہ بلکہ ایک جماعت اور ایک جسم و جان ہو گئے، اور یہ وہی جوانمرد ہیں جو قتل و خونریزی، جنگ و جدال، باہمی دشمنی اور نفرت میں معمولی وجہ سے اپنے عظیم اوقات قربان کر ڈالتے تھے۔

مستشرق آگے کہتا ہے کہ :

اس ظاہری معجزہ کی ہم مختصر توضیح یہ پیش کرتے ہیں کہ وہ قوم اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار ہو گئی اور

؎ بت پرستی کی وراثت انھوں نے اپنے آباء و اجداد سے پائی تھی۔

AsliAhleSunnet.com

اللہ کے رسول پر ایمان لے آئی اور اطاعت و ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے لگی۔ یہی اسلام اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ کی عظمت کا مفہوم ہے[1]

۹۰۔ مشہور ادیب جُرجی زیدان کا خیال ہے کہ :

مسلمانوں نے قرآن و حدیث کی تلاوت اور ان کی تفسیر کرنی چاہی تو عجمی مسلمانوں پر اعراب مشکل نظر آیا کیونکہ ان میں لغوی ملکہ راسخ نہیں ہوا تھا مؤرخ نے آگے چل کر لکھا ہے کہ :

خلاصہ کلام یہ ہے کہ : ابتدائے اسلام میں جن علوم سے مسلمانوں کا لگاؤ تھا ان کا مرجع محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ قرآن تھا۔ کیونکہ یہی دینی علوم کے علاوہ تمام ادبی اور لسانی علوم کا محور ہے اس دور کے مسلمانوں کو یقین تھا کہ قرآن نے تمام آسمانی کتابوں کو منسوخ کر دیا ہے اس لئے اس کے علاوہ میں غور و فکر کرنا روا نہیں ہے۔ اور اسلامی شریعت[2] نے قرآن کے علاوہ دوسری آسمانی کتابوں میں نظر و فکر کرنے سے روکا ہے کیونکہ سب کا کلمہ ایک ہے اور قرآن کی پابندی پر ان کا اتفاق بھی ہے۔ نبی عربی محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ نے اپنی ختم رسالت کا اعلان فرما دیا ہے، اور یہ برحق بھی ہے، کیونکہ اس میں ہر دور اور ہر حال میں تمام بنی نوع انسان کی صلاح و فلاح مضمر ہے[3-4]

---

[1] خطی محمد (تلخیص)

[2] اسلامی شریعت نے قرآن کے علاوہ دیگر آسمانی کتابوں میں نظر و فکر کرنے سے اس لئے روکا ہے کہ لوگوں نے ان میں کافی ردوبدل کر کے ان کی شکلیں بگاڑ دی ہیں۔ اگر کوئی شخص قدیم دور کے یہود کے ہاتھوں کے تورات کا مطالعہ کرے تو اس میں بہت سے ایسے اوصاف ملیں گے جن سے اللہ کی ذات کی تنزیہ ضروری ہے۔

[3] اس لئے کہ قرآن تا قیامت تمام زمان و مکان اور ہر قوم و ملت کی تکمیل کے لئے نازل ہوا ہے۔ قرآن کے نزول کے بعد دیگر آسمانی کتابوں کی تلاوت کی ضرورت نہ رہی۔ البتہ ان پر اس لئے ایمان لانا واجب ہے کہ وہ ایمان کے چھ بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے اور ہمارا ایمان اس تورات اور انجیل پر ہے جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر نازل ہوئیں جو نسخے یہود و نصاریٰ کے ہاتھوں میں ہیں ان میں تحریف ہو چکی ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

AsliAhleSunnet.com

۹۱ - نظمی لوقا کہتا ہے کہ :

رسول اور رسالت کے سلسلہ میں لوگوں کا نظریہ یکساں ہے - محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم - سے پہلے کسی بھی رسول سے اس پر وحی کے نزول کے سلسلہ میں لوگوں نے اتنے عینی دلائل نہیں طلب کئے جتنے ان کے وحی پر طلب کئے، کسی بھی رسول بشر پر آسمانی وحی کے نزول کا اعتراف اگر کسی کو ہے تو اس پر ضروری ہے کہ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی وحی کا اعتراف کرے، اعتراف نہ کرنا بے بنیاد ہے اس سے اجتناب ضروری ہے -

اب ہمیں محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم - کے موضوع رسالت پر انصاف کی نگاہ ڈالنے کے بعد اس پر غور و فکر کرنا ضروری ہے تاکہ ہم بھی اس میں سے ایسی سچی نشانیوں کو ڈھونڈ نکالیں جنھیں پہلے لوگوں نے رسولوں کی رسالتوں میں ثابت کر دکھایا ہے اور اس پر بھی گہری نگاہ ڈالیں کہ کیا ان آیات میں کچھ ایسی چیزیں ہیں جو شک و شبہ کی داعی اور آیات کی حقانیت کو باطل طریقہ سے مٹانے والی ہیں یہ اصل میں ایسی ٹھوس کسوٹی ہے جس میں انصاف پر کوئی آنچ نہیں آتی ہے اور نہ ہی ایک طالب حق کے لئے اس سے گریز مناسب ہے -

اسی ادیب نے آگے اپنی کتاب کے صـ۱۳۰ پر لکھا ہے :

" اللہ کے رسول - صلی اللہ علیہ وسلم - نے جو کچھ کہا سچ کہا اور جو نمونہ ہمارے لئے چھوڑ گئے وہ بھی سچ ہے - "

رسول اکرم - صلے اللہ علیہ وسلم - کے اس قول کی الہام نے تصدیق کی ہے کہ " جو شخص بھی تم میں سے کسی منکر شئ کو دیکھے تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے ٹھیک کرے - اگر اس کی طاقت نہیں ہے تو پھر اپنی زبان ہی سے اس کی اصلاح کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو کم از کم اپنے دل ہی میں اسے برا سمجھے،

صـ۲۲۵ کا بقیہ : کیونکہ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کے چند صدیوں کے بعد ان کی کتابت عمل میں آئی ہے -

لـه التمدن الاسلامی -

AsliAhleSunnet.com

مگر یہ ایمان کا سب سے کمزور ترین درجہ ہے "۔

اے خیر و برکت، صدق و صفا، اور حق کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ قول بالکل برحق اور من وعن درست ہے۔ درحقیقت عوام الناس اور ان کی حکومتیں اس وقت تک خیر و برکت میں رہیں گی جب تک ان کے دلوں میں حق موجزن رہے گا اور جب تک عدل و انصاف کو زبان سے کہنے یا بزور طاقت قائم کرنے کا جذبہ ان کے دلوں میں باقی رہے گا۔

اور صـ ۱۰۴ پر لکھتا ہے کہ :

جب ہم اسلامی رسالت پر انصاف کی نگاہ ڈالتے ہیں تو ہم اسے نفسانی خواہشات، ہوا و ہوس کی پیروی اور رشوت خوری کے منافع سے کافی دور پاتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب تمام حدود و محارم کو توڑنے والے تھے۔ کوئی بھی چیز ان پر آنکس نہیں لگا سکتی تھی، ان کی عیش و عشرت شہوت پرستی تھی، ان کا کھیل کود، فسق و فجور تھا، ان کی زندگی ظلم و تعدی تھی، ان کی کمائی حرام تھی۔ ان کی راتیں شراب اور جوے میں بسر ہوتی تھیں۔ ایسے گندے اور گھناؤنے ماحول میں جس دین نے ان تمام برائیوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا اور پھر انسانی مزاج کے مطابق حدود و قوانین متعین کئے اور ان کے فطری ذوق کے مطابق ترقی دی اور ان کے اخراجات کو مباح قرار دیا تو ایسے دین کو کیوں کر مورد الزام بنایا جا سکتا ہے۔ اگر یہ دین و نظم اور بلند نظریات نہ ہوتے تو ان کی اصلاح کیوں کر ممکن ہوتی [1]

---

[1] محمد الرسالۃ والرسول از نظمی لوقا، اشاعت دوم ۱۹۵۹ء

AsliAhleSunnet.com

دین اسلام کیلئے نومسلموں کی شہادت

۹۲ - ڈاکٹر "عمر روسن بارون آہر نفلیز" نمساوی ماہر علم اجناس البشری، جو اسلام کے بعد عمر کے نام سے موسوم ہوئے، اپنے اسلام لانے کے وجوہات بیان کرتے ہوئے کہا کہ : دین اسلام کی جانب میرے قلبی میلان اور اس سے متاثر ہونے کے مندرجہ ذیل وجوہات تھے۔

۱ - اسلام کا روحانی مقصد صلح و آشتی ہے جو دائمی شریعت کے احکام کی بجاآوری ہی سے قائم ہوسکتی ہے

۲ - تاریخی نقطۂ نظر سے اسلام دنیا کا سب سے بڑا دین ہے۔

۳ - پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اہم شریعتیں لانے والے تمام پیغمبروں کے آخری کڑی تھے۔

۴ - کسی سابق دین سماوی پر ایمان لانے والے کا اسلام لے آنا اور مسلمانوں کے طریقے کی اتباع کرنا اسے سابق دین سے اظہار برأت کا حکم نہیں دیتا ہے ؎ جس طرح موجودہ دور میں بدھ مذہب کی تعلیم مندومت سے اظہار برأت کا قائل ہے۔ کیونکہ یہ انسانوں کا من گھڑت نظریہ ہے اور وحدت دین جسے تمام آسمانی ادیان نے پیش کیا ہے مِنْ جانب اللہ ہے۔ اس وحدت دین پر قرآنی تعلیمات کا کافی زور ہے اور ہر مرد و عورت کے لئے اس دینی وحدت یعنی روحانی حقیقت پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

۵ - اسلام اللہ کے تمام بندوں میں خاندان و قبائل کے اختلاف کے باوجود انسانی اخوت و محبت پر زور

؎ شاید مستشرق یہ کہنا چاہتا ہے کہ یہودی اسلام لے آئے تو اسلام اس پر ضروری قرار دیتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی رسالت، ان پر نازل شدہ آسمانی کتاب تورات اور داؤد علیہ السلام پر نازل شدہ زبور اور تمام سابق انبیاء پر بھی اس کا ایمان ہو۔ بعینہٖ اگر کوئی مسیحی اسلام لے آئے تو اس پر رسالت مسیح کا اعتقاد ضروری ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسلام لے آنے کے بعد موسوی اور عیسوی مذہب کے طور و طریقے اپنانا روا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

دیتا ہے۔ اس کی بھائی چارگی میں زبان وتاریخ یا دینی عقائد کی کوئی تفریق نہیں ہے۔

۹۳۔ ولایات متحدہ کے ایک سیاسی انشاء پرداز محمد اسکندر راشیل ویب کا بیان ہے کہ:

میں امریکی ہوں، میری ولادت مسیحی شہر میں ہوئی۔ اور ایسے ماحول میں پرورش پائی جہاں مسیحیت کا زور تھا، وعظ ونصیحت کے منبروں پر آرتھوڈکس نصرانیت کا پرچار ہوتا تھا۔ ایسے ماحول میں پرورش پانے کے بعد تم مجھ سے پوچھ سکتے ہو کہ میں نے کیوں اسلام قبول کیا۔

اس سوال کا فوری اور صحیح جواب یہ ہے کہ: میں نے اسلام کا کافی مطالعہ کیا اور اس نتیجہ پر پہونچا کہ یہ دین تمام ادیان سے بہتر اور یکتا دین ہے جو تمام بنی نوع انسان کی روحانی ضروریات کی تکمیل پر لبیک کہتا ہے۔ اس لئے میں نے اسے اپنی شاہراہ زندگی بنالی۔ میرے بچپن کا واقعہ ہے کہ جب میں چھوٹا تھا تو مجھ میں دینی شجاعت بہت کم پائی جاتی تھی جو فطرۃً دوسرے بہت سے بچوں میں پائی جاتی تھی، جب بیس سال کا ہوا اور مجھ میں خود مختاری آئی تو گرجا گھروں کے جمود وتعطل، ان کی بے حسی اور شکستہ دلی سے مجھے دلی رنجش ہوئی اور گرجا گھروں کو خیرباد کہہ دیا اور یہ میری خوش نصیبی تھی کہ میری فکر وفہم کافی محققانہ تھی۔ تمام امور کی حقیقت دریافت کرنا اور ہر شی کے علل واسباب معلوم کرنا چاہتا۔ اس دوران مجھے بہت سے متدین اور غیر متدین لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا، لیکن ان میں سے کوئی مجھے نصرانی عقائد کی حقانیت و صداقت کے بارے میں مطمئن نہیں کرسکا۔ ہر فریق یہی کہتا کہ یہ مخفی امور ہیں یا جواباً یہ عرض کرتا کہ یہ مسائل میری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ اسلامی عقیدہ کی روح خشوع وخضوع کرنے میں مضمر ہے اور اس کا بنیادی پتھر نماز ہے اور اسلام عالمی بھائی چارگی، اخوت ومحبت اور تمام لوگوں کی خیر وفلاح کا داعی، فکر ونظر کی پاکیزگی کا طالب اور جسمانی تزکیہ وتطہیر کا آمر ہے۔ دراصل یہ دین تمام ادیان سے وسیع اور زمانہ کے لحاظ سے انسانی ترقی کا ذریعہ ہے۔

۹۴۔ جاپان کے ماہر اقتصادیات سماجی محقق وواعظ عمر میتا کا بیان ہے کہ:

اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے تین سال سے متبرک اسلامی زندگی گذارنے کی توفیق بخشی اور میں ان پاکستانی تبلیغی بھائیوں کا شکر گذار ہوں جنھوں نے ہمارے شہر کی زیارت کی اور ان کی ذات سے مجھے

AsliAhleSunnet.com

راہ حق کی سعادت نصیب ہوئی ۔

ہمارے شہر میں بدھوں کی اکثریت ہے مگر وہ صرف برائے نام بدھ ہیں، اس کے رسومات کے پابند نہیں ہیں اور نہ ہی انھیں دینی تعلیمات کی پرواہ ہے، اپنے مذہب سے ان کی بے التفاتی کا بین سبب یہ ہے کہ بدھ مت لوگوں کے سامنے صرف ایک گرجدار پیچیدہ فلسفہ پیش کرتا ہے۔ کوئی عملی نمونہ ان کے سامنے نہیں رکھتا۔ اس لئے عام لوگوں کے لئے بدھ مت کا حصول مستبعد ہے۔ اسے نہ وہ سمجھ سکتے ہیں اور نہ اس کے مطابق زندگی گذارنے پر انھیں قدرت ہی مل سکتی ہے ۔

مگر اسلام کی حقیقت اس کے برعکس ہے، اس کی تعلیمات نہایت آسان ٹھوس اور واضح ہیں ان میں کسی طرح کی کوئی پیچیدگی نہیں ہے ۔ بروقت ہر چہار عالم میں اسلام کا پرچار ہے، یہ انسانی زندگی کے تمام ناحیوں کو منظم بناتا ہے، انسانی فکر کو جلا بخشتا ہے پھر انسانیت نکھر کر سامنے آتی ہے اور اس میں کام کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے ۔ دین اسلام کی تعلیمات کی وسعت اور ان کی اتباع آسان ہونے کی وجہ سے عام شخص اسے سمجھ سکتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی تعلیمات رجال دین یا پادریوں پر موقف نہیں ہیں جیساکہ دوسرے ادیان کا حال ہے، مجھے پوری توقع ہے کہ مستقبل میں جاپان میں اسلام کی شان بڑھے گی، ابتدا میں اسے بہت سی رکاوٹوں کا سامنا کرنا ہوگا مگر اسلام ان پر بآسانی غالب آجائے گا ۔

۹۵۔ علم انسانیات کی جاپانی تنظیم کے ایک ممبر محمد سلیمان تاکیوتشی نے اسلام سے متعلق اپنی عقیدت کا اظہار یوں کیا ہے :

اللہ کا شکر ہے کہ میں مسلمان ہوگیا اور اسلام مجھے تین باتوں کی وجہ سے پسند آیا ۔

۱۔ وہ اسلامی اخوت جس میں انسان کو سرگرم کار رکھنے کی صلاحیت موجود ہے ۔

۲۔ اسلام میں زندگی کی تمام مشکلات کا عملی حل موجود ہے ۔ اس میں عبادات اور معاشرتی زندگی میں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تمام مسلمان اجتماعی طور پر خدا کی عبادت کرتے ہیں، جس طرح چاہیں اللہ کی رضا، وخوشنودی کی خاطر سوسائٹی کی خدمات انجام دیتے ہیں ۔

AsliAhleSunnet.com

۳- اسلام انسانی زندگی کے مادی اور روحانی دونوں زاویوں میں میل ومحبت قائم رکھتا ہے۔ اسلامی اخوت میں کسی طرح کا نسلی اور وطنی یا خاندانی امتیاز نہیں ہے بلکہ دنیا کے تمام مسلمان ایک ہی حیثیت کے مالک ہیں۔ اسلام چند مخصوص ومنتخب افراد ہی کا دین نہیں ہے بلکہ ہندوپاک، عرب وافغان اور چین وجاپان یکساں طور سے حقوق کے حامل ہیں۔ مختصر یہ کہ اسلام تمام اقوام عالم اور ممالک کے لئے عالمگیر دین ہے۔

اسلام زندگی کی تمام مشکلات کے حل کے لئے کافی ہے اور منفرد دین سماوی ہے جو زمانے کی تمام مشکلات پر غالب ہے۔ اس کی تعلیمات چودہ صدیاں گذر جانے کے باوجود بعینہٖ جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھیں اب بھی اسی اصلی حالت میں باقی ہیں۔ درحقیقت اسلام دین فطرت ہے اس لئے اس کی لچک میں وہ خوبی مضمر ہے جو ہر زمانہ میں لوگوں کے مختلف ہونے کے باوجود ان کی ضروریات کے لئے مناسب ہے، جیسا کہ اسلام نے تھوڑی سی مدت میں انسانی تمدن کی تعمیر وترقی میں نہایت ہی اہم رول ادا کیا ہے۔

دین اسلام نے انسانیت کی نجات کے لئے اجتماعی شاہراہ دکھلائی ہے یہ دین زندگی کے وسیع زاویوں اور اس کے رجحانات میں تشتت وافتراق کا مخالف ہے۔

۹۶- مستشرق ابراہیم فو "الملاوی" نے دین اسلام کی بابت شہادت دی ہے کہ:

میں اسلام قبول کرنے سے پہلے رومانی کیتھولک تھا مگر عقیدۂ تثلیث وشعائر ربانی اور تکریس تقدیس پر مطمئن نہ تھا ان کے علاوہ دیگر مخفی امور کے ہم قائل نہ تھے، میں ایمان باللہ کا کامل معتقد تھا۔ کسی کیتھولک پادری میں اتنی سکت نہ تھی کہ منطقی طور پر ان مخفی عقائد کا مجھے قائل بنا سکے۔ انکی مقلدانہ باتیں یہی ہوتیں کہ یہ راز کی باتیں ہیں اور ہمیشہ راز ہی میں رہیں گی۔ عیسیٰ علیہ السلام آخری نبی ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ دجال ہیں اور ان سے پناہ ضروری ہے۔ ان کی ان باتوں سے نصرانیت پر میرا ایمان کمزور ہو گیا۔ پھر مجھے ملایا کے بہت سے مسلمانوں کے ساتھ رہنے کا موقع ملا، اور ان کے ساتھ دینی گفتگو ہوتی تھی۔ بعض اوقات بحث تیز ہو جاتی تھی۔ پھر وہ وقت آیا کہ اسلام کی حقانیت ومعقولیت کے بارے

AsliAhleSunnet.com

میں میرا اطمینان بڑھنے لگا۔ اس میں اللہ کے ماسوا دوسرے کی عبادت روا نہیں ہے، مسجدوں میں کوئی تصویر، مجسمہ یا تختیاں وغیرہ نصب نہیں ہیں بلکہ اس دین کا حکم ہے کہ مساجد یا کسی بھی جگہ خدا کی عبادت کی جا سکتی ہے، چنانچہ یہ عقیدہ میرے دل میں پورے طور پر راسخ ہو گیا۔

۹۷۔ سوئیڈن کے محمود گونار ایریکن کا اسلام کے متعلق خیال ہے کہ:

تمام تعریف اللہ رب العلمین کے لئے ہے اور اس کے برگزیدہ رسول پر بے شمار درود و سلام نازل ہوں۔ میں گواہ ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود برحق نہیں ہے، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک و ساجھی نہیں ہے اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

آج سے پانچ سال قبل پہلی بار اسلام سے میرا تعلق اس طرح شروع ہوا جب کہ میرے ایک عزیز دوست نے حصول مقصد کی خاطر قرآن مجید پڑھنا چاہا اور میرے دل میں بھی یہ داعیہ پیدا ہوا، کہ میں بھی اس مقدس کتاب کی برکتوں سے محروم نہ رہوں جسے میرا دوست حاصل کرنا چاہتا تھا، اس مقصد کی حصولیابی کے لئے میں نے ایک سوئیڈن زبان میں مترجم قرآن حاصل کرنا چاہا حسن اتفاق میرے دوست سے پہلے مجھے مطلوبہ نسخہ دستیاب ہو گیا اور میں نے اس کی تلاوت شروع کر دی۔

میں نے یہ نسخہ ایک مکتبہ سے عاریۃً حاصل کیا تھا، اس لئے مکتبہ کے دستور کے مطابق مجھے دو ہفتہ کے بعد اسے واپس کرنا ضروری تھا مگر مزید استفادہ کی خاطر کئی بار میں نے اسے عاریۃً لیا اور تلاوت کرتا رہا اور جیوں جیوں اس کی تلاوت کرتا گیا، میرے اس یقین میں پختگی آتی گئی کہ جو کچھ قرآن میں ہے وہی برحق ہے۔ یہاں تک کہ میں نے نومبر ۱۹۵۰ء کی کسی تاریخ میں دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا مسلسل دو سال تک میں اسی حال پر قائم رہا اور اس دین کے بارے میں مزید معلومات فراہم نہ کر سکا۔ حسن اتفاق ایک دن "اسٹاک ھام" کی عظیم لائبریری کی زیارت نصیب ہوئی، اور مجھے وہاں اپنا اسلام یاد آیا۔ مجھے خیال آیا کہ: دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ کے متعلق اس مکتبہ میں جتنے مواد مل سکیں فراہم کروں۔ خوش قسمتی کہ وہاں قدرے مواد مل گیا۔ بر وقت ان میں سے کچھ عاریۃً حاصل کیا اور بنظر غائر اس کا مطالعہ کیا۔ ایک موضوع "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی قرآن کریم کے

AsliAhleSunnet.com

روشنی میں " نظر نواز ہوا۔ جس کے مطالعہ سے میرے اس یقین میں مزید پختگی آگئی کہ جو کچھ اسلام میں ہے وہی برحق ہے اور یہیں سے میں نے عملی دنیا میں قدم رکھنا شروع کر دیا۔

اس کے بعد میں سوئیڈن کی ایک اسلامی جماعت سے جا ملا اور " اسٹاک ہم " میں ۱۹۵۲ئہ میں پہلی بار نماز عید ادا کی۔ جس کی ادائیگی سے چند ہفتوں پہلے ۱۳۷۲ھ (۱۹۵۲ء) میں انگلستان گیا تھا۔ اور اسلام کے متعلق میرے وہی رجحانات تھے۔ انگلستان پہونچتے ہی میں نے پہلے مسجد " وکنگ " کی زیارت کی۔ جہاں عید کے دن مجھ سے میرے اسلام کے اعلان کا مطالبہ کیا گیا، اور بحمد اللہ میں نے اسلام لانے کا اعلان کر دیا۔ اسلام کی سب سے بڑی خوبی جو مجھے پسند آتی ہے اور رہے گی وہ اس کا اسلوب بیان ہے، اسلام کا آپ سے اس وقت تک کوئی مطالبہ نہیں ہوتا ہے، جب تک آپ اسے اختیار نہ کرلیں اور آپ کو اس کے اسباب کا علم نہ ہو جائے، اور قرآن کریم وجود باری تعالیٰ پر ایسے ٹھوس دلائل مہیا کرتا ہے جس سے کسی کو مزید حاجت نہیں رہ جاتی۔

اسلام کی دوسری خوبی جو مجھے پسند آئی وہ اسلام کا بین الاقوامی ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں قرآن کریم ہمیں یہ نہیں سبق دیتا ہے کہ وہ تنہا عربوں کا رب ہے یا کسی خاص قبیلہ کا رب ہے بلکہ اس کی تعلیم یہ ہے کہ وہ پوری دنیا کا اور یہی نہیں بلکہ سارے جہان کا رب ہے۔ اور آسمانی کتابوں الہ موسیٰ وغیرہ سے بھی اللہ ہی مراد ہے۔

ان کے یا وصف اسلام ہمیں تمام رسولوں پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے جن کا تذکرہ قرآن کریم میں ہو یا نہ ہو۔

آخیر میں میں یہ کہتا چلوں کہ گذشتہ تمام آسمانی کتابوں میں کچھ ایسی نبوتوں کا تذکرہ ملتا ہے، جو ہمیں یقینی طور پر بعثت محمدی کی خبر دیتی ہیں۔ اور آپ کی ختم نبوت ہی کی بابت قرآن کریم نے فرمایا ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔[1][2]

---

[1] ص ۱۳۵ تا ۱۴۶ تک کتاب " لماذا اسلمنا " مترجم مصطفےٰ اجبر سے ماخوذ ہے۔

[2] ص سورۃ المائدہ

AsliAhleSunnet.com

آج میں نے تمھارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دی اور تمھارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے :

ان الدین عند اللہ الاسلام [1] بلاشبہ اسلام ہی اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین ہے۔

۹۸۔ ہنگری کے مسلمان مستشرق ڈاکٹر عبدالکریم جرمانوس کا بیان ہے کہ :

فرانس کے انقلاب سے تقریباً ایک ہزار سال قبل اسلام نے اہل یورپ کو انسانی اخوت و بھائی چارگی کی دعوت دی مگر اس کی حقیقت سے انھیں واقفیت فرانس کے انقلاب کے بعد ہوئی۔

اخوت و مساوات اور جمہوریت کی تحریک قرآن کریم نے چلائی، یورپ کو سترہویں صدی عیسوی میں اس کا علم ہوا جب کہ نشارت اسلام ہی سے یہ اسلام کے حقائق اور اس کے اصول میں داخل تھی [2]

۹۹۔ مستشرق لارڈ "ھیڈلی" کہتا ہے کہ :

انگلستان میں مجھے ہزاروں ایسے مہذب انسان ملے جو دلی طور پر مسلمان تھے۔ مگر کسی وجہ سے اپنے اسلام کا اظہار نہیں کر سکے تھے۔ میں نے ان میں سے اکثر لوگوں کے سامنے اسلام کی حقانیت اور اس کی حقیقت و ماہیت پیش کی تو وہ مجھے بایں الفاظ گویا ہوئے کہ اگر یہی تمھارا دین ہے تو ہم بھی مسلمان ہیں۔ کیونکہ ہم بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں اور اسی میں غور و خوض کرتے رہتے ہیں۔

۱۰۰۔ شیخ عبداللہ کولیام کا قول ہے کہ :

تقریباً ساٹھ سال سے اطبار نے مجھے جبل طارق کے سفر کی رہنمائی کی، جب میں اس کے لئے رخت سفر باندھ کر روانہ ہوا تو مراکش کے شہر "طنجہ" کے کچھ اہم مقامات کی زیارت کی خاطر ایک کشتی

---

[1] سورۂ آل عمران

[2] "مفتریات علی الاسلام" از احمد محمد جمال

AsliAhleSunnet.com

پر سوار ہوا۔ حسن اتفاق اسی کشتی پر کچھ مغربی حجاج بھی تھے جو دریا سے ڈول کے ذریعہ پانی نکال کر نماز کے لئے طہارت کاملہ حاصل کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد کشتی روانہ ہوئی ابھی کشتی بندرگاہ سے روانہ ہی ہوئی تھی کہ میں نے ان حاجیوں کو نماز کے لئے بہترین طریق پر صف بندی کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ کشتی کے ہچکولے اور ہواؤں کے جھونکوں کی پرواہ کئے بغیر غائت درجہ خشوع وخضوع اور سکون واطمینان سے ایک ساتھ نماز ادا کر رہے تھے، ان حجاج کے ایمان کی صداقت نے میرے دل پر گہرا اثر ڈالا۔ ان کی موجودہ صورت حال نے مجھے ان کے دین کے سلسلہ میں مزید معلومات فراہم کرنے کی اہمیت کو اجاگر کیا، معًا میں نے ایک مسلمان کو انگریزی میں گفتگو کرتے ہوئے دیکھا، میں اس سے قریب ہوا اور وہ بھی طنجہ کی پوری مدت اقامت میں میری صحبت ہی میں رہا۔ خصوصًا جب اس نے یہ جان لیا کہ مجھے دین کے ان مبادیات کے متعلق معلومات درکار ہے جن کا اسلام داعی ہے، اور ان روابط کی کڑی معلوم کرنی ہے جن کے ذریعہ تمام مسلمان باہم شیر وشکر ہو کر رہتے ہیں۔ تو اس نے مزید میری صحبت ومجالست کی رعایت کی۔ ایک روز شام کے وقت میں طنجہ کے ایک قہوہ خانہ میں اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، جہاں ایک اسرائیلی موسیٰ نامی شخص بھی موجود تھا، جس سے میرا مسلم دوست واقف تھا۔ میرے مسلم دوست نے مجھ سے کہا کہ میں تمہارے سامنے ایک ایسی مثال پیش کرنا چاہتا ہوں جو ان تینوں آسمانی مذاہب کی حقیقت کو واضح کر سکے جو روئے زمین پر پھیلے ہوئے ہیں اور جن کی میں، تم اور یہ یہودی نمائندگی کر رہے ہیں۔

انبیاء کرام بنی نوع انسان کے پاس خدا کے پیغامبر بن کر تشریف لائے جو انسانوں کو اصلاح کے اصول تبلاتے اور راہ حق کی رہنمائی کرتے۔ انھیں مقاصد کے پیش نظر حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ حضرت ابراہیمؑ پھر ان کے بعد دیگر تمام انبیاء کرام یکے بعد دیگرے تشریف لائے۔ بنی نوع انسان یہود ونصاریٰ اور مسلمانوں میں تقسیم ہونے سے پہلے ایک ملت تھی، چنانچہ حضرت مسیح نئی ہدایت لے کر تشریف لائے اور ان کے متبعین نے اس ہدایت کی صداقت ومنفعت کو جانا جس کی بنا پر یہودیت سے مسیحیت میں داخل ہو گئے اور وہ اپنے اس فیصلہ میں حق بجانب تھے کیونکہ مسیحیت گذشتہ

AsliAhleSunnet.com

دین کی تصدیق کے ساتھ ساتھ راہِ حق کی سچی رہنمائی کر رہی تھی اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ تمام انبیاء کرام کی تصدیق، صراط مستقیم اور منعم علیہم کے اسوہ کی رہنمائی کے لئے مبعوث کئے گئے جس کی ہدایت سے فیض یاب ہو کر لوگ مسیحیت سے دین اسلام میں داخل ہو گئے اور یہ حضرات بھی مسیحیوں کے مانند اپنے اس فیصلہ میں سچے تھے تو جس طرح مسیحیت اپنی وحی کی زمانۂ قربت کی وجہ سے یہودیت سے افضل تھی۔ بعینہٖ اسلام بھی اپنے نزول وحی کے زمانہ کی قربت، ابدی اور آخری دین سماوی ہونے کی وجہ سے یہودیت اور مسیحیت دونوں سے افضل ہے، میں اپنے دوست کی اس گفتگو کو بڑے انہماک اور پوری توجہ سے سنتا رہا اور غور وفکر کے اتھاہ سمندر میں غوطہ لگاتا رہا مگر مجھے اپنے تئیں اس میں کوئی تعارض نہیں نظر آیا۔ اس لئے کہ یہ معقول بات تھی، میں نے اسی وقت یہ تہیہ کر لیا کہ اسلام کی صحیح جانکاری اسلامی کتابوں اور منصف علماء کی تصنیفات سے حاصل کروں۔ اس کا سلسلہ میں نے وہیں سے شروع کر دیا اور پہلے "سل" کا مترجم قرآن کریم اور "رکاریل"، کی کتاب الابطال وغیرہ کا مطالعہ کیا۔ جب میں طنجہ سے واپس ہوا تو اسلام کا ایک متعلم اس کی قوت کا معتقد اس کی حقانیت کا مقر اور اس کے بہترین دین ہونے کا قائل تھا۔ انگلستان واپسی پر میری پوری توجہ اس اسلوب کی تلاش میں تھی جسے اپنا کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دے سکوں یا انھیں اس پر مطمئن بنا سکوں اور انھیں ایمان لانے پر ابھار سکوں۔ مجھے یہ معلوم تھا کہ دشمنان اسلام نے اسلام کے خلاف جس قدر یورپین لوگوں کے کان بھر رکھا تھا وہ میرے بعد جمہور کے مابین مفاہمت کے لئے محاضرات اور پمفلیٹ کی شکل میں حائل ہو گا۔

کیونکہ جب میں عام انگریزوں سے دین اسلام کی بابت گفتگو کروں گا تو وہ برجستہ جواب دیں گے کہ:

تم ایک وحشی دین کے بارے میں گفتگو کر رہے ہو اب رہا پمفلیٹ سے باہمی مفاہمت کا مسئلہ تو یہ بھی ہمارے اور ان کے مابین ضرور حائل ہو گا۔ کیونکہ اس طرح کی دعوت وتحریک کے لئے پمفلیٹ انشراح صدر کا کام نہیں دے سکتے۔ یکایک میرے ذہن میں بات آئی کہ میں انسداد منشیات کی تنظیم سے جا ملوں جو مختلف اوقات میں لکچرس کا انتظام کرتی ہے۔ میں اس سے جا ملا اور "المتعصبون والتعصب"، کے موضوع پر ایک محاضرہ پیش کیا۔ میں نے اس میں بطور تمہید ان اہم شخصیات کا تذکرہ کیا جو اختراعات و

AsliAhleSunnet.com

ایجادات اور اصلاح معاشرہ میں یکتائے روزگار تھیں مثلاً "ستبغنسون" قوت بخاریہ کا انکشاف کرنے والا اور "ویلبر فورس" غلاموں کی رہائی کے لئے جدوجہد کرنے والا مرد مجاہد اور میں نے اجمالی طور پر ان کا مقابلہ ان پر ظلم و زیادتی اور اس بابت اپنی صلاحیتیں صرف کرنے پر ان کے خلاف اڑائے جانے والے مذاق پر روشنی ڈالی، میں نے پھر کہا کہ: ان تمام حالات کے باوجود ہمیں ان عظیم شخصیتوں کے آثار نمایاں نظر آرہے ہیں اور ہمارے مشاہدہ میں یہ چیز آرہی ہے کہ ان کی اصلاحی کوششوں میں روز افزوں اضافہ ہوتا جارہا ہے جس سے انسانیت کو عظیم فائدے حاصل ہو رہے ہیں اور ان کے فضل و احسان اور عظمت کا اعتراف ساری امتوں کو ہے اس کے بعد سیدنا محمد ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ پر روشنی ڈالتے ہوئے میں نے کہا کہ درحقیقت یہ مصلح تمام بنی نوع انسان کے پاس رسالت لے کر تشریف لائے اور انھیں خیر کی دعوت دی اور اس بابت انھیں بے شمار مصائب اور ظلم و ستم کا سامنا کرنا پڑا جیسا کہ انسانی خیر و فلاح ہر عظیم داعی اور مصلح کو ان کا سامنا کرنا پڑا۔ تھوڑی ہی مدت کے بعد جب لوگوں پر آپ کی رسالت اور دعوت و تبلیغ کی خوبیاں آشکارا ہوگئیں تو تمام قبائل سے لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے اور اس کا سلسلہ پیہم جاری رہا حتی کہ کروڑوں انسان مشرف باسلام ہو گئے، میں نے اخیر میں اسلام کے آداب اس کے مبادی اور تعلیمات نبوی پر روشنی ڈالی [1]

مؤرخ کا بیان ہے کہ اس محاضرہ کی کارروائی اخبارات میں نشر کی گئی جن پر کچھ پادریوں نے معارضہ بھی قائم کیا مگر یہ محاضر غالب آگیا اور عوام پر اس محاضرہ کا عظیم اثر مرتب ہوا پھر اس نے لیور پول شہر میں اقامت اختیار کر لی، اور اسلامی شعائر کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اس کی تبلیغی تقریروں کا سلسلہ بھی جاری رہا [2]

---

[1] الاسلام فی نظر اعلام الغرب (تلخیص)

[2] ذرا سا توقف فرما کر اس مستشرق کے حالات کا جائزہ لیجئے جو مبشرین اسلام اور مبلغین کی تبلیغ سے متاثر ہو کر اسلام لانے کے بجائے کس طرح اپنے ذاتی مطالعہ اور علمی مذاکرہ کے ذریعہ اسلام قبول کرتا ہے اور صرف (باقی اگلے صفحہ پر)

AsliAhleSunnet.com

۱۰۱ - امریکہ کی یونیورسٹیوں سے فلسفہ میں پی۔ ایچ ڈی کرنے والے یہودی ڈاکٹر نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے خیالات کا یوں اظہار کیا ہے۔

آج سے تیرہ سال قبل اسلام کی جانب میرا میلان اس وقت ہوا جب بیروت کی امریکن یونیورسٹی میں اپنے تعلیمی دور میں پہلی بار قرآن کریم کا مطالعہ کرنا شروع کیا اس کے لئے شدت سے میرا ذوق بڑھا۔ اور تلاوت کرتا رہا، ساتھ ہی تفسیر کے حواشی کی مدد سے قرآن کے معانی بھی سمجھتا رہا، اس سے میرا قلبی لگاؤ اس قدر بڑھا کہ کچھ درسی کتابوں کے اسباق بھی میں نے چھوڑ دئے اور کافی خوشی سے قرآنی آیات کی تلاوت کرتا رہا، گرمی کے موسم میں درختوں کے سایہ تلے اور لبنان کے دامن کوہ میں جاکر کئی گھنٹے بلند آواز سے نہایت ترنم کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرتا۔ مگر امریکہ کی یونیورسٹی میں تقریباً نو سال گذارنے کے بعد میں نے اسلام قبول کرنے کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔ میں نے تمام ادیان کے فلسفہ کا مطالعہ کیا اور کافی گہرائیوں سے تاریخی اور معاشرتی مقامات کا جائزہ لینے کے بعد مجھے بہت سے مخفی امور کا علم ہوا جن کا سمجھنا میرے لئے دشوار تھا اور اس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ امریکہ میں جہاں جمہوریت کا دور دورہ ہے

ص ۲۳۷ کا بقیہ :۔ اسلام قبول کرنے ہی پر اکتفا نہیں کرتا ہے بلکہ تمام طرح کی رکاوٹوں اور پادریوں و نادانوں کی اذیتیں اٹھانے کے باوجود تبلیغ دین میں اپنے بیشتر اوقات صرف کرتا ہے اس مستشرق کی بلند ہمت اور ٹھوس و سچا ایمان کس قدر تعجب خیز ہے اور ایک مسلم کیلئے یہی سزاوار بھی ہے۔ یہ مغربی شخص جدید طور سے اسلام لاتا ہے اور دین اسلام سے متعلق اپنی ذمہ داریوں کا اظہار کرتا ہے اس مستشرق جیسی پائیدار و بلند ہمت بہت سے ایسے مسلم علماء میں نہیں پائیں گے جو باپ و دادا کے سلسلہ سے بطور وراثت اسلام اختیار کرتے ہیں اور ایک زمانے تک پڑھنے و پڑھانے کے ساتھ تصنیفی امور بھی انجام دیتے ہیں۔ اگر یہ اسلام کے ایسے مخلص داعی ہوتے جو اپنے اوقات اور مال و دولت کی قربانی دیتے اور کمینوں اور نادانوں کی ایذا رسانیوں پر صبر و تحمل سے کام لیتے تو آج اسلام بے نظیر طور پر پھیل جاتا، مسلمانوں کی تعداد کافی ہو جاتی اور ان کی شان و شوکت غایت درجہ مستحکم ہو جاتی مگر حیف! استاد عبد القادر عودہ رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا ہے۔

اسلام اپنے علماء اور متبعین کی کوتاہی اور نادانی کا شکار ہے۔

AsliAhleSunnet.com

کسی ایسے شخص کے لئے دین اسلام کی تعلیمات اپنانا مشکل نہیں ہے جو فطرۃً آزاد اور سادہ لوح ہو، کیونکہ اسلامی تعلیمات میں جمہوریت کی سچی روح حریت اور سادگی مضمر ہے، میں بلا خوف و خطر کہہ رہا ہوں کہ میں ہوش سنبھالنے کے بعد ہی سے علم و وطن کے لحاظ سے مسلمان ہوں اور اس بلند نصیبہ ہی کے اثر نے مجھے مجبور کیا کہ رسمی دین و عنصر کو چھوڑ کر حقیقت کی گہرائیوں کا پتہ لگاؤں تاکہ مجھے اس کی روشنی میں صحیح مذہب کی رہنمائی نصیب ہو، مجھے یقین تھا کہ فطری میلان کی بنیاد علمی و فکری تحقیق اور ذاتی تجربات پر نہیں ہوا کرتی، مگر آج مجھے کس قدر خوشی ہے کہ میرے صحیح علمی استدلال سے فطری میلان کی تصدیق ہو گئی کہ میں اپنی پوری فطری و طبعی قوت اور تائید علمی کے ساتھ دین اسلام کی جانب بڑھا اور دانستہ طور پر اسے دین سمجھ کر مسلمان ہو گیا، یہ عجیب سی بات ہے کہ اس وقت ہمارے تہذیب یافتہ نوجوانوں کے دل و دماغ میں یہ بات پیوست ہو گئی تھی کہ جو شخص اعلیٰ تعلیم حاصل کر لیتا ہے وہ فطری طور پر ملحد ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے جب کوئی متعلم اپنے دین کا اظہار کرتا ہے یا اس موضوع پر گفت و شنید کرتا ہے تو بہت سے لوگوں کو تعجب ہوتا ہے اور وہ کافی خطرات محسوس کرتے ہیں میں اس سلسلہ میں اپنے ایک دوست کے بیان کی تحقیق کرنا ضروری سمجھتا ہوں مختصر ہی کیوں نہ ہو جسے اسلام قبول کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے اس وقت کہا جب میں نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔

دین اسلام کی بابت آپ کی دلی خواہش کو میں اہمیت دے رہا ہوں، خصوصاً اس بیسویں صدی میں جب کہ تمام طرح کی مادی ترقیات کا دور دورہ ہے اور محسوسات کا اقتدار ہے، اسلام کی یہ خواہش امریکی ماحول میں زندگی گذارنے والے کی انفرادی فکری تخلیق ہے جس نے پی، ایچ، ڈی کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ میرے دوست کا یہ نظریہ ہے کہ جدید علم حاصل کرنے والا لازمی طور پر دین کو پس پشت ڈال دیتا ہے، دنیاوی زندگی کی ترقیاتی اور ضروری امور کی جانب اس کا میلان ہو جاتا ہے، میں کہتا ہوں کہ میرے دوست کا یہ نظریہ کس قدر غلط اور ہمارے نوجوانوں کے انجام کے لئے کتنا پر خطر ہے۔

میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ علم کسے کہتے ہیں ؟ کیا علم کا مقصد صرف تعمیری منصوبوں کی تکمیل کی ٹریننگ کا نام ہے ؟ ہم علمی فوائد اور فنی تعمیرات میں اس کے تعاون کے منکر نہیں ہیں مگر کیا یہی علم کے مقاصد ہیں ؟ کیا یہ منصوبے غایت کے بجائے واسطہ نہیں ہیں۔ بیشک۔ لہذا ان مادی میکانیکی امور

AsliAhleSunnet.com

کے علاوہ علم کا ایک عظیم فائدہ ہے، جس کی جانب لوگوں کا میلان ہے۔ مجھ کو جہاں تک یقین ہے کہ اس بلند تعلیم کا بنیادی مقصد اہل علم کو اشیاء کے حقائق کی تحقیق، ان میں غور وخوض اور ان کی تنقیح کی جانب متنبہ کرنا ہے۔ اور یہ کسی خاص شعبہ میں منحصر نہیں ہے بلکہ حقائق کے ادراک اور ان کی اشاعت کی خاطر روحانی فکری، معنوی اور مادی ترقیاتی شعبوں سے یکساں طور سے متعلق ہے جو معاشرہ کو باہمی تعاون اور انسانیت کو اعلیٰ مقام عطا کرنے میں کافی ممد و معاون ہیں [1]

اب میں اسلام اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی صداقت پر انصاف پسندوں کی شہادتوں کا بیان ختم کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اس کتاب کو اپنے مسلم بندوں کے لئے نفع بخش بنائے۔ ہم اللہ عزوجل سے دست بدعا ہیں کہ بار الٰہا! اس کتاب کے بلند انوار سے ان جاہلوں کی نگاہوں کے پردے چاک کر دے جو دین اسلام کی حقیقت اور اس کے محاسن سے نابلد اور اپنے آباو اجداد کی تہذیب و تمدن، علوم و فنون، ایجادات و انکشافات کی علمی ترقیوں سے ناواقف ہیں، انصاف پسند ممتاز علماء مستشرقین نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دین حنیف کی جس برتری اور عظمت کا اقرار کیا ہے اور جسم و روح کے مقاصد میں جو یگانگت دکھلائی ہے ان سے یہ لوگ جاہل ہیں اور دین اسلام کے اصول و مبادی، اس کی سہولیات، علم و عمل کی ترغیب نسلی امتیاز کا خاتمہ، اختلافات کی تردید، اسلامی عدالت، اس کی وسیع رحمت توحید باری تعالیٰ سے متعلق اس کے کارآمد مبادی، اخوت و مساوات اور بہترین آزادی سے نابلد ہیں۔

اس کتاب کا بنظر غائر صحیح فہم و فکر سے مطالعہ کرنے والے کو دین اسلام کی حقیقت اور اس کے فضائل و محاسن سے ضرور واقفیت ہو گی، پھر انشاء اللہ اس دین کو قبول کر کے اس پر اپنا ایمان ضرور مستحکم بنا لے گا اور اسے یقین کامل ہو گا کہ انسانی نجات اور سعادت دین اسلام ہی قبول کرنے میں مضمر ہے، اسلام کے خلاف بغض و عناد رکھنے والے کینہ ور، اسلام کے محاسن و معائب اور خوبیوں کو خامیوں میں تبدیل

---

[1] حکمت التشریع از جرجاوی۔

AsliAhleSunnet.com

کرنے والے جھوٹے مستشرقین اور ان کے متبعین کے پروپگنڈوں سے نجات کے لئے آہنی قلعہ ہے۔
مستشرقین کے عقائد بلاشبہ باطل ہیں اور ان کی کذب بیانی پر اللہ تعالیٰ شاہد ہے۔
ان فتنہ گر مستشرقین کا مقصد دین حنیف کے مسلم نوجوانوں کو شکوک وشبہات میں مبتلا کرنا، ایمان کی روشنی سے برگشتہ کرکے کفر والحاد کی گھٹاٹوپ تاریکیوں میں لاکھڑا کرنا اور اپنی آباد کردہ ریاست کی خدمت لینا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ حرکت ناپسند ہے، وہ اپنی ہدایت ضرور پوری کرے گا خواہ کافروں کو یہ بات ناگوار ہی کیوں نہ لگے۔
قارئین کرام سے عرض ہے کہ اس کتاب کو ضرور حاصل کریں۔ یہ ایجاز مجمل اور اطناب لاطائل کے بین بین ہے۔ اس لئے خوب فہم وتدبر اور دقت نظری سے اس کا مطالعہ کریں۔ مصنف سے کہیں خامی نظر آئے تو اسے درگذر فرمائیں، کیونکہ اسے اپنی خامی اور کوتاہی کا اقرار ہے، لغزش اور بھول وچوک انسان ہی سے ہوتی ہے۔ سچ ہے:

من ذا الذی ماساء قط   من ذا لہ الحسنیٰ فقط

کون ایسا شخص ہے جس سے کبھی لغزش نہ ہوتی ہو، کس میں صرف خوبیاں ہی خوبیاں ہیں

عصمت صرف انبیاء کرام کا حصہ ہے۔ میرے لئے صرف یہی کافی ہے کہ سیدھے راستے کی وضاحت کردی اور آپ کے لئے دلیل وحجت کا توشہ فراہم کردیا۔ اللہ تعالیٰ میرے لئے کافی اور بہترین کارساز ہے۔
اللہ تعالیٰ مخلوقات میں سب سے افضل (بشر) ان کے آل اور تمام اصحاب پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے (آمین)
اللہ کا شکر ہے کہ اس کتاب کے جمع وتدوین کا سلسلہ جمادی الثانیہ ۱۳۹۶ھ شہر دوحہ میں بحسن وخوبی انجام پذیر ہوگیا۔

احمد بن حجر
قاضی محکمہ شرعیہ اولیٰ
دوحہ — قطر

AsliAhleSunnet.com

فہرست مضامین

موضوع	صفحہ
حصہ اوّل	
خطبہ	۴
مسلمانوں کے خلاف اہل مغرب کی سازشیں	۵
کچھ شیطانی وسائل اور جہنمی طریقے	۶
مغربی مقلدین کی گمراہیوں کا سبب	۹
مغربی تہذیب کی ترقی میں علمائے مسلمین کا حصہ	۱۰
سبب تالیف	۱۳
پہلا مقدمہ	۱۹
فارس	۲۰
روم	۲۲
ہندوستان	۲۳
دوسرا مقدمہ	
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے دلائل	۲۵
عقلی دلائل	"
پہلی قسم	۳۳
دوسری قسم	۴۲

موضوع	صفحہ
ان امور غیب کے بیان میں جن کی پیشین گوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔	۴۲
جمادات (فوٹوگراف، ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ) کے بولنے کی پیشین گوئی	۴۶
ایجادات نو (بس، ٹرین اور ہوائی جہاز) کی طرف اشارہ	۴۹
حسی معجزے	۵۱
تیسرا مقدمہ	۵۵
محاسن اسلام	"
عقیدہ ـــ اسلام میں	"
فصل	۶۱
نماز	۶۲
زکوٰۃ	۶۴
حج	۶۷
تعدد زوجات	۷۰
محاسن طلاق	۷۷

AsliAhleSunnet.com

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
مصالح طلاق	۷۸	علوم عرب	۱۱۷
شراب کی حرمت	۸۲	شعر	"
جسمانی نقصانات	"	دینی و عربی علوم	۱۱۸
مالی نقصانات	۸۳	چند دینی علوم	"
جوا	۸۴	علم حدیث	"
چوری کی سزا	۸۶	علم فقہ	"
چور کا ہاتھ کاٹنے میں حکمت اور اس کے فوائد	۸۸	علم توحید	"
زانی اور زانیہ پر حد شرعی قائم کرنا محاسن اسلام	۹۳	عربی علوم	"
میں سے ہے۔		علوم بلاغت	۱۱۹
کچھ مفاسد زنا	۹۶	علم عروض و قوافی	"
محاسن اسلام میں سے اس کا اقتصادی نظام بھی ہے	۹۹	علم وضع، شعر و خطابت اور انشاء	"
نظریۂ سرمایہ داری	۱۰۰	فلسفہ	۱۲۰
نظریۂ اشتراکیت	۱۰۲	علم منطق	"
نظریۂ اسلام	۱۰۵	تاریخ	"
چند مثبت احکام	۱۰۹	جغرافیہ	۱۲۱
قانون وراثت	۱۱۱	علم ہیئت	"
منفی احکام		علم کیمیا	"
چوتھا مقدمہ	۱۱۳	علم نباتات	"
اسلاف کرام کی تہذیب	"	طبقات ارضی، ترکیبی مادے، کان اور گڑھے	۱۲۲
علم - اندلس میں	۱۱۶	ریاضیات	"

AsliAhleSunnet.com

موضوع	صفحہ
علم عمران	۱۲۲
سیاسی اقتصاد	۱۲۳
علم طب	〃
علم تشریح (آپریشن)	۱۲۴
اکتشافات عرب اور اس کی ایجادات نو	۱۲۵
اسلامی شہر	۱۲۸
بصرہ	〃
فسطاط	۱۲۹
بغداد	۱۳۰
قرطبہ	۱۳۲
اندلس	〃
مسجد قرطبہ	۱۳۴
مدینۃ الزہراء	۱۳۵
پانچواں مقدمہ	۱۴۱
اسلام کی یہ خصوصیات آب زر سے لکھنے اور دل کی گہرائیوں میں رکھنے کے قابل ہیں۔	
چھٹا مقدمہ	۱۴۴
حصہ دوم	
اہل انصاف کی شہادتیں	۱۵۱
فرانسیسی وزیر دود یا نوس	۱۵۳
وامبری مجری	۱۵۴
شارل میزمر	〃

موضوع	صفحہ
برنارڈ شاہ	۱۵۴
مسٹر بیرک	۱۵۶
کارلیل	〃
جی ویلز	۱۵۷
جوستاف لوبون	〃
بلانیشہ	۱۵۸
الفونس لامارتین	۱۵۹
انفرس میں منشیات کے خلاف افیسویں کانفرنس	۱۶۰
دائرۃ المعارف برطانیہ	۱۶۱
تولستوی	۱۶۳
انگریز ولیام مویر	۱۶۵
ہندوستانی عالم د۔ت،ل۔فسوانی	۱۶۷
کازانوفا	۱۶۸
کارادی فو	۱۶۹
لامارتین	۱۷۰
جارسان دی تاسی	〃
سنوک ہور جرونج	۱۷۱
فرید غلیوم	〃
ادوارد جورج	۱۷۲
جولد زہیر	〃

AslAhleSunnet.com

موضوع	صفحہ
شاعر ”جینۃ“	۱۷۳
مسٹر جیمس	״
علامہ ماستیون	۱۷۴
اسحاق تیلر	۱۷۵
واشنطون، جیبون	۱۷۶
دوزی	۱۷۷
سیدیو	۱۷۹
داؤد کوہارت	״
الکاؤنٹ ہنری دی کاستری	۱۸۰
دکتورہ لورا فیتشاف لیری	۱۸۳
امریکی لوتروب	۱۸۵
سنکس	۱۸۶
ہنری لاؤس	۱۸۸
ادوار د مونتیہ	۱۹۳
انسیجا بو	۱۹۴
مسٹر ولز	״
لاقیس، مارکس مایر ہوف	۱۹۶
غود فرواد مومبین، بلاتونوف	۱۹۷
کاین بیلر	۱۹۸
ارتر جلین لیونارد	״
آرتر روز، ویل دیورانت	۲۰۰
سہنشاہ نابلیون بونابرت	۲۰۲
مسٹر ولیم شد، مستشرق مایسنیون	״
مارکس	۲۰۳
مسٹر شاہون	״
مسٹر کلود فاریر	۲۰۴
علامہ بارتلمی سانٹ ہیلیر	״
ڈاکٹر موریس، ڈاکٹر ”م“ ”اہنو“	۲۰۶
مسٹر ادموند بوروک، مسٹر جوتہ	״
مسٹر وافید بورت، پادری لوزون	۲۰۷
محقق جان برا	۲۰۸
ڈاکٹر ایزاکو نباتو، پرنسپل شیرل	״
ڈاکٹر ھوکنج	۲۰۹
ویلیام موبر، فرنسیسکو ایزولدو	۲۱۱
وزیر دوری	۲۱۲
سیاح تشارلس ارمان	״
استاذ بورست سمیت	۲۱۳
سیاح ولیم مویر	״
شاعر گوٹے، علامہ صوار	״
مسٹر چارل دیرموزہ	۲۱۴
مسٹر جاک ملیان	۲۱۵
مسٹر ونتر، مسٹر ارثر ھاملتون	״

AsliAhleSunnet.com

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
دکتورہ ایلزی	۲۱۶	محمد سلیمان تاکیوتشی	۲۳۰
ہندو لیڈر مسٹر غاندی ، مستشرق مورسیون	۲۱۷	ابراہیم فو الملاوی	۲۳۱
ڈاکٹر بول	″	مستشرق محمود جونا ایریکون السویدی	۲۳۲
رسول اللہ ﷺ کے حق میں بعض عرب نصرانیوں		ڈاکٹر عبدالکریم جرمانوس	۲۳۴
کی شہادتیں ۔	″	مستشرق لارڈ ہیڈلی	″
مسیحی استاد نجیب نصار	″	شیخ عبداللہ کویلیام	″
استاد خلیل اسکندر قبرص	″	مسلم مستشرق ڈاکٹر سوسہ اسرائیلی	۲۳۸
عبداللہ حلاق بورکی	۲۱۸		
شاعر ریاض عیسیٰ اسکندر	۲۲۰		
لبیب ریاشی	۲۲۱		
وزیر فار الحوزی بک	″		
ڈاکٹر شبلی شمیل ،	۲۲۲		
نصری سلہب لبنانی	۲۲۳		
علامہ جرجی زیدان	۲۲۵		
نظمی لوقا	۲۲۶		
دین اسلام کی صداقت پر مسلم مستشرقین			
کی شہادتیں ۔	۲۲۸		
ڈاکٹر عمر روسن بارون اہرنفلیز	۲۲۹		
محمد اسکندر راشیل وب	″		
ماہر معاشیات عمر میتا	″		

AsliAhleSunnet.com